﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَّشَآء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

جلسہ سالانہ نمبر

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۸؍جولائی و ۴؍اگست ۲۰۰۰ء شمارہ ۳۰۔۳۱

۲۶؍ربیع الثانی و ۴؍جمادی الاول ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۶؍وفا و ۴؍ظہور ۱۳۷۹ ہجری شمسی

نیک کام کرنے اور منکرات کو چھوڑنے کی دعا

حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے ہوئے کہتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكِرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ"

اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے اور منکرات کو چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق کا طالب ہوں۔ اور جب تو کوئی آزمائش لانا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر ہی اپنے حضور بلا لے۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب العمل فی الدعاء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے

ہزارہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئے ہیں تا کہ دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے

میں اپنی کوئی عزّت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزّت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔

"قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں۔ اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبیؐ اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربّانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اور قرآن شریف کا وعدہ یہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور یہ وعدہ ہے کہ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ اور یہ وعدہ ہے کہ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔ اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے"۔ (مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمہ معرفت)

"اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے کہ امتحان میں میرے مقابل پر آوے؟۔ ہزار ہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئے ہیں تا کہ دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے۔ میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی)

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ مُلْهَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ مُلْهَم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ وہ مردے ہیں نہ خدا جن سے اب کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ اس کے نشان نہیں دیکھ سکتا۔......... سچا مذہب کبھی خشک قصہ نہیں بن سکتا۔ سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ کیا یہودی اور کیا برہمو اس سچائی کے دکھلانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے اگر دنیا کے اِس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے"۔ (تبلیغ رسالت جلد ششم)

دعاؤں کا صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں۔ دلی جوش چاہئے اور رقت اور گریہ بھی ہو

اضافۂ علم و معرفت، طہارت و پاکیزگیٔ نفس، بیماریوں سے شفا یابی، مصائب سے محفوظ رہنے، محبت الٰہی اور گناہوں سے نجات اور بخشش کے حصول کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف ادعیہ مبارکہ کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴؍جولائی ۲۰۰۰ء)

لندن (۱۴؍جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۷ کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش فرمایا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا مضمون جس کا آغاز انڈونیشیا میں گزشتہ خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا اسی کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے حضور علیہ السلام کی کچھ الہامی دعائیں بیان فرمائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اضافہ علم و معرفت کے لئے جو دعائیں سکھائی گئیں ان میں حسب ذیل ادعیہ شامل ہیں۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّة ۔ اے میرے رب مجھے وہ انوار دکھا جو محیط کل ہوں۔ رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ۔ اے میرے رب مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ۔ اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرا تجربہ ہے کہ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ اور رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یہ دونوں دعائیں اکٹھی پڑھنی بہت مفید رہتی ہیں۔ چنانچہ حضور نے بتایا کہ آپ خاص طور پر طلباء کو یہ دعائیں کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کو ایک کشف میں طہارت و پاکیزگیٔ نفس کی ایک دعا سکھائی گئی جو یہ ہے کہ رَبِّ اَذْهِبْ عَنِّیَ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْنِیْ تَطْهِيْرًا۔ حضور ایدہ اللہ نے شفائے مرض کے لئے الہاماً سکھائی گئی حضور علیہ السلام کی مختلف دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ ۔ اسی طرح ایک اور دعا یہ ہے:

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

مبارک آمدن، رفتن مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محض اللہ کی محبت میں، اس کی رضا کی خاطر کسی مریض کی عیادت کے لئے یا اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کی غرض سے جاتا ہے تو ایک فرشتہ اسے بشارت دیتے ہوئے کہتا ہے: طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا کہ تو بھی مبارک ہو جائے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہو اور جنت تیرا ٹھکانہ ہو۔

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری خاطر مجالس منعقد کرتے ہیں اور مل بیٹھتے ہیں اور میری محبت میں اور میری رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے پاس جاتے اور زیارت و ملاقات کرتے ہیں اور میری خاطر اپنے نفوس کی قربانی کرتے ہیں ان کے لئے میں نے اپنی محبت کو واجب کر دیا ہے۔

یہ احادیث نبویہؐ عظیم الشان بشارتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ میں دنیا بھر میں ایسی کئی دینی تقریبات منعقد ہوتی ہیں جن میں دور و نزدیک سے احباب و خواتین چھوٹے اور بڑے محض اللہ کی خاطر، اس کی محبت میں، اس کی رضا کے حصول کے لئے، اس کے دین کی خدمت کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور جماعتی میٹنگز میں اور دیگر اجلاسات اور جلسوں میں شامل ہو کر مذکورہ بالا بشارتوں کے مصداق قرار پاتے ہیں۔ اور پھر یہ تو عام مومنوں کا اور مومنین کی عام للّٰہی مجالس کا حال ہے مگر ایسے جلسے یا تقریبات جن میں شمولیت کے لئے امام وقت اور امیر المومنین سفر پر تشریف لے جائیں یا جو سفر امیر المومنین اور خلیفہ وقت کی زیارت اور ملاقات کے لئے اختیار کئے جائیں ان کی عظمت تو کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ امام وقت کے سفروں پر تو بلاشبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد صادق آتا ہے کہ ”جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے“۔ گویا مبارک آمدن، رفتن مبارک کا ایک دلپذیر عالم ہوتا ہے۔

حال ہی میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا میں بھی ایسے ہی روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایک طرف مسیح زماں اور مہدی دوراں کے مقدس خلیفہ اپنی پیاری جماعت سے ملاقات کے لئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس مبارک للّٰہی سفر پر روانہ ہوئے اور دوسری طرف ہزارہا عشاق محض اللہ کی خاطر اپنے پیارے امام کی زیارت و ملاقات کا شرف پانے کے لئے، والہانہ ذوق و شوق کے ساتھ ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر اور قربانی کر کے ان مراکز میں پہنچے جہاں حضور ایدہ اللہ نے ورود فرما ہونا تھا۔

ان مخلص اور فدائی احمدیوں نے اپنے جذبۂ ایمانی اور للّٰہی خلوص و محبت کے بے ساختہ اظہار اور حسنِ انتظام اور مثالی نظم و ضبط کے روح پرور نظاروں سے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کو خاص روحانی مسرت پہنچائی اور آپ کی بے پناہ محبت اور آپ کے قلب طاہر و مطہر سے اٹھنے والی مستجاب دعاؤں سے حصہ پایا اور آپ کے خطبات و خطابات، مجالس عرفان، زندگی بخش کلمات، شرف مصافحہ و زیارت اور پیار ہی پیار اور دعا ہی دعا بن کر پڑنے والی اپنے آقا کی نظروں سے اپنے قلب و روح کو معطر اور شادمان کیا اور برکات خلافت سے خوب خوب فیض پایا۔ اور ہم اللہ کے فضل پر کامل یقین رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ انشاء اللہ ان میں سے ہر ایک کے حق میں طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا کی بشارت ضرور پوری ہو گی۔

اور اب جبکہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر نہ صرف برطانیہ بھر سے بلکہ یورپ اور امریکہ، کینیڈا اور افریقہ اور آسٹریلیا اور دنیا کے دور دراز ممالک سے بڑی کثرت سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مہمان محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہونے کے لئے اور آپ کی خاص دعاؤں اور توجہات روحانیہ سے فیضیاب ہونے کے لئے بڑی کثرت سے یہاں تشریف لا رہے ہیں تو ایک دفعہ پھر مذکورہ احادیث نبوی کا مضمون ایک خاص شان سے اس صورتحال پر اطلاق پا رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کے لئے ہر سفر کرنے والے کو قدم قدم پر خدا تعالیٰ کے فرشتے یہ ندا دیں کہ ”طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا“۔ کہ تو بھی مبارک ہو جائے اور تیرا سفر بھی مبارک ہو اور جنت تیرا ٹھکانہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام شرکاء جلسہ کو اپنی سچی اور خالص اور خاص محبت عطا فرمائے اور اس جلسہ میں اور دنیا بھر میں ہونے والے تمام جلسہ ہائے سالانہ میں محض للہ شامل ہونے والے ان جلسوں کے ساتھ وابستہ تمام برکات سے دائمی حصہ پائیں۔ ☆......☆......☆

انڈونیشیا

{امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درج ذیل منظوم کلام جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے ۷۵ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کی بابرکت موجودگی میں پڑھا گیا۔}

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

تجھ میں تھیں جو چشم ہائے تر رَحمت علی سے بہرہ وَر
آج بھی ہیں اُن میں سے کئی نرگسی خصال ؛ دیدہ وَر
جن کو نور کر گیا عطاء وہ خدا کا بے ریا بشر
وہ فقیر جس کی آنکھ میں نورِ مصطفیٰؐ تھا جلوہ گر

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

ابراہیم وقت کا سفیر تھا جسے تسلّط آگ پر
وہ غلام اُس کے در کا تھا جس کی آگ تھی غلامِ دَر
بے شمار گھر جلا کے جب پہنچی شعلہ زَن وہ اُس کے گھر
سرد پڑ گئی اور ہو گئی ڈھیر آپ ، اپنی راکھ پر

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

تیری سرزمیں کی خاک سے مِثلِ آدم اولیاء اُٹھے
پھر انہی کی خاکِ پاک سے بے شمار باخدا اُٹھے
اُن کی سرمدی قبور سے آج بھی یہی نِدا اُٹھے
کاش تیری مٹی سے مدام جو اُٹھے وہ پارسا اُٹھے

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

کتنا خوش نصیب ہوں کہ مَیں تجھ سے ہو رہا ہوں ہمکلام
اِک غلام خیرالانبیاء کا غلام در غلام
تحفۂ خلوص لایا ہوں تجھ پہ بھیجتا ہوا سلام
نفرتوں کا مَیں نہیں نقیب صلح و آشتی کا ہوں پیام

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

تیرا سر ہے تاجدارِ حُسن خاکِ پا ہے سبزہ زارِ حُسن
ہر حَسین کوہسار سے پھوٹتی ہے آبشارِ حُسن
جس سے وادیوں میں ہر طرف بہ رہی ہے رُود بارِ حُسن
ہر گھڑی ہوں تجھ پہ گُل نثار سبز پوش اے نگارِ حُسن

اے عظیم - انڈونیشیا
جایا لہٗ - انڈونیشیا

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں، مجالس عرفان، حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی زیارت و ملاقات کے لئے احباب کے ذوق و شوق، الوداع کے وقت رقت آمیز مناظر اور والہانہ خلوص و محبت کے روح پرور ذکر پر مشتمل دورہ انڈونیشیا کے آخری ایام کی مختصر رپورٹ

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر) نے جنہیں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا میں قافلہ کے ایک ممبر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، حضور انور کے سفر کی مصروفیات کی جھلکیوں کے طور پر جو مختصر رپورٹ بھجوائی ہے وہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے:-

(چوتھی اور آخری قسط)

۵/جولائی بروز جمعة المبارک: صبح ساڑھے گیارہ بجے ایک سابق وزیر Mr.Adi Sasono، حضور انور سے ملاقات کے لئے رہائش گاہ تشریف لائے۔ یہ ملاقات ۱۱-۴۵ تک جاری رہی۔ اس کے بعد نماز جمعہ کے لئے روانگی ہوئی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی سنٹرل جکارتہ کی مسجد "بیت الھدایۃ" میں ہوئی۔ نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس رہائش گاہ تشریف لے آئے۔

☆......سوا چھ بجے شام نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے مسجد بیت الھدایۃ روانگی ہوئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد طلباء جامعہ نے حضور انور سے ملاقات کی اور فیملی ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اس کے بعد ساڑھے آٹھ بجے رہائش گاہ واپسی ہوئی اور رات قیام جکارتہ میں رہا۔

۶/جولائی بروز ہفتہ: نماز فجر ۵-۴۵ پر مسجد بیت الھدایۃ میں ہوئی۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے جکارتہ ائرپورٹ کی طرف روانگی ہوئی جہاں سے ۴۰-۱ پر بذریعہ ائرانڈونیشیا، بالی (Bali) کے لئے روانگی ہوئی۔ ایک گھنٹہ بیس منٹ کی پرواز کے بعد جہاز بالی (Bali) کے انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترا۔ حضور کا قیام ائرپورٹ کے قریب ہی ہوٹل میں تھا۔ یہ ہوٹل ساحل سمندر پر واقع ہے۔

☆......پانچ بجے حضور انور نے ہوٹل کے ایک ہال میں جو نمازوں اور جماعتی پروگراموں کے لئے ریزرو کرایا گیا تھا نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

☆...... نمازوں کی ادائیگی کے بعد فیملی ملاقات کا پروگرام تھا۔ اس روز ۳۱ فیملیز نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ایک ایک فیملی میں دس سے پندرہ تک افراد شامل تھے۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں اور پھر ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے باہر بذریعہ کار تشریف لے گئے۔ ایک بلند مقام پر حضور انور کچھ دیر کے لئے گاڑی سے اترے جہاں سے بالی (Bali) کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ رات کی روشنیوں میں یہ شہر بہت خوبصورت نظر آتا ہے۔ اسی بلند جگہ پر ہندوؤں نے ایک بہت بڑا مجسمہ بنایا ہوا ہے۔ ٹورسٹ گائیڈ نے اس بارہ میں مختلف معلومات مہیا کیں۔ یہ سارا علاقہ پہاڑی ہے۔ یہاں پتھروں کے گھر ہیں جو پہاڑیوں کو کاٹ کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور ایک ایسے مقام پر تشریف لے گئے جہاں ساتھ ساتھ پانچ مذاہب کی مذہبی عبادتگاہیں ہیں جن میں سب سے پہلے مسجد ہے، پھر ٹمپل ہے، کیتھولک چرچ ہے اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگ یہاں اپنی اپنی عبادت کرتے ہیں۔ یہ جگہ ملک کے سیکولر سٹیٹ ہونے کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کے بعد حضور انور واپس اپنی جائے رہائش پر تشریف لائے۔

۹/جولائی بروز اتوار: صبح ۱۰-۵ پر حضور نے نماز فجر پڑھائی۔

☆......دس بجے حضور انور کھلے سمندر میں بذریعہ Boat کچھ دیر کے لئے فشنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز ظہر وعصر پانچ بجے ادا کی گئیں۔ اس کے بعد بیس فیملیز نے حضور انور سے ملاقات کی۔ بعض فیملیز بڑی تھیں اور ان کے ممبران کی تعداد ۲۰ تھی۔ اس طرح مجموعی طور پر تین صد سے زائد افراد نے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصاویر بنائیں۔

دوران ملاقات ایک خاتون نے حضور انور کو بتایا کہ وہ حاملہ تھی اور ایک دُور کے جزیرہ سے حضور انور کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئی۔ راستہ میں فیری میں بچی کو جنم دیا۔ حضور انور نے اس بچی کا نام ساریہ رکھا یعنی چلنے والی۔ فرمایا میں نے اس لئے اس کا نام ساریہ رکھا ہے کہ یہ دوران سفر پیدا ہوئی ہے۔

اس واقعہ سے احباب کے اس والہانہ ذوق و شوق کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے اور اس کی خاطر سفر کی صعوبتیں اور ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار تھے۔

☆...... نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد ہوٹل کے ایک ہال میں جو نمازوں وغیرہ اور ملاقاتوں کے لئے پہلے سے ہی مخصوص تھا مجلس عرفان کا انعقاد ہوا۔ یہ مجلس رات ۴۰-۹ پر ختم ہوئی۔ اس مجلس میں پچاس سے زائد سوالات کے حضور انور نے جواب دئے۔

مجلس میں ایک نوجوان نے جو ڈیوٹی پر مقرر تھا حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب وہ احمدی ہوا تھا تو اس کو مخالفین نے بہت مارا اور سخت چوٹیں آئیں۔ یہ ۱۹۹۸ء کی بات ہے لیکن اب بھی سر اور چہرہ میں بعض اوقات ان چوٹوں کی وجہ سے درد محسوس ہوتا ہے۔ حضور انور نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا اب تو آپ ماشاءاللہ ٹھیک لگ رہے ہیں۔ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ

۱۰/جولائی بروز سوموار: آج Bali سے جکارتہ کے لئے روانگی تھی۔ نماز فجر ۱۰-۵ پر ادا کی گئی۔ صبح جب حضور انور نماز پڑھانے کے لئے وہاں سے باہر نکلے تو دروازے پر وہی نوجوان ڈیوٹی پر کھڑا تھا جس نے رات دعا کی درخواست کی تھی کہ چہرہ پر مخالفین کی ضربات کی وجہ سے اب بھی درد ہوتا ہے۔ حضور انور نے اس سے پوچھا کیا تم وہی ہو جس نے کل رات مجلس میں اپنی تکلیف کا ذکر کیا تھا؟ اس نے اثبات میں سر ہلایا کہ میں وہی ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرہ کو پکڑا، ماتھے پر بوسہ دیا پھر چہرہ کے دائیں طرف بوسہ دیا اور پھر بائیں طرف بوسہ دیا اور اس کے چہرہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے خاص طور پر دعائیں دیں اور فرمایا اب تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ کتنا ہی خوش قسمت نوجوان تھا جو چند لحات میں ڈھیر ساری اور کبھی نہ ختم ہونے والی برکتیں حاصل کر گیا۔ بعد میں خدام اسے گلے ملتے رہے اور اس خوش نصیبی پر مبارک باد دیتے رہے۔

☆...... صبح دس بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک ۲۱ خاندانوں نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آج بھی ملاقات کرنے والے افراد کی تعداد تین صد سے زائد تھی۔ کچھ نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنائیں۔

☆......چار بجے سہ پہر مسجد بیت المجیب Bali کے لئے روانگی ہوئی۔ ساڑھے چار بجے وہاں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ نماز کے بعد بالی کے انٹرنیشنل ائرپورٹ کی طرف روانگی ہوئی۔ حضور انور کو ائرپورٹ پر الوداع کہنے کے لئے جماعت کے مرد و زن بڑی تعداد میں موجود تھے۔ VIP لاؤنج میں مختلف خاندانوں باری باری حضور انور کے ساتھ بیٹھ کر تصاویر بناتے رہے۔ ان کی طرف سے خلوص محبت کا اظہار قدم قدم پر ہو رہا تھا اور وہ حضور انور کے دیدار اور برکتیں حاصل کرنے کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔

☆......ساڑھے پانچ بجے جکارتہ کے لئے روانگی ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹہ کی پرواز کے بعد جکارتہ آمد ہوئی۔ ائرپورٹ سے حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لائے۔ ساڑھے سات بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے مسجد الھدایۃ جکارتہ تشریف لے گئے۔

جب حضور انور مسجد میں داخل ہوئے تو آگے چیف آف Bone ایک دوسرے علاقہ کے چار معزز سرکردہ مہمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ (ان کا تعارفی ذکر پہلے ایک رپورٹ میں آچکا ہے) انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ وہ دوبارہ حضور کو ملنے آئے ہیں اور ساتھ ایک دوسرے علاقہ کے چار سرکردہ افراد کو لے کر آئے ہیں تاکہ یہ بھی حضور انور کو دیکھیں اور ملاقات کریں۔ حضور انور نے ان سبھی مہمانوں سے مصافحہ کیا اور ان کا حال دریافت فرمایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

۱۱/جولائی بروز منگل: آج انڈونیشیا میں قیام کا آخری دن تھا۔ نماز فجر مسجد بیت الھدایۃ میں ادا کی گئی۔

☆...... صبح دس بجے حضور انور نے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے خدام اور کارکنات سے ملاقات کی، سب نے تصاویر بنائیں۔ ان شعبوں میں کچن، ضیافت، سیکیورٹی، ایم ٹی اے۔ ہومیوپیتھک اور دیگر شعبے شامل تھے۔ مبلغین اور معلمین نے بھی حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

☆......ساڑھے بارہ بجے ڈپٹی چیف انسپکٹر جنرل پولیس (جو کہ ایک مخلص احمدی دوست ہیں) نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے رہائش گاہ پر تشریف لائے اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

☆......ڈیڑھ بجے منسٹر آف سٹیٹ حضور انور سے ملاقات کے لئے رہائش گاہ پر تشریف لائے اور حضور انور سے ملاقات کی۔

☆......انڈونیشیا سے روانگی کے آخری لحات آہستہ آہستہ قریب آ رہے تھے۔ سامان اور بورڈنگ کروانے والا قافلہ ۴ بجے ائرپورٹ کے لئے روانہ ہوا۔

☆...... حضور انور ۶ بجے شام اپنی رہائش گاہ سے ائرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل وہاں پر موجود احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ سب احباب مرد و زن کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

☆...... حضور انور ایدہ اللہ کی کار ڈرائیو کرنے والا خادم مکرم آلٹو صاحب جو مکرم عبدالقیوم صاحب کے بیٹے ہیں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسلسل رو رہے تھے۔ (حضور انور کے انڈونیشیا میں قیام کے دوران انہیں اکثر اوقات حضور انور کی کار ڈرائیو کرنے کی سعادت نصیب ہوئی)۔ حضور انور نے ان کے آنسو پونچھنے کے لئے اپنی جیب سے رومال نکال کر دیا۔

☆...... جب حضور ائرپورٹ پر پہنچے تو وہاں احباب جماعت بڑی تعداد میں موجود تھے اور ان کی آنکھوں سے بھی مسلسل آنسو جاری تھے۔

☆...... نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے لئے ائرپورٹ پر انتظام کیا گیا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لے گئے جہاں پروفیسر دوام پہلے سے موجود تھے۔ اور حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے وی آئی پی لاؤنج میں تشریف فرما رہے۔ پھر باہر تشریف لائے اور الوداع کرنے کے لئے آنے والے احباب کے پاس کھڑے ہوئے۔ لوگ مسلسل رو رہے تھے اور الوداع کہتے ہوئے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ پھر حضور انور نے دعا کروائی اور آہستہ آہستہ ہاتھ کے اشارے سے الوداع کہتے ہوئے جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔

☆...... امیر صاحب انڈونیشیا، صدر لجنہ، مکرم عبدالقیوم صاحب اور بعض دوسرے سرکردہ ممبران آخر حد تک حضور انور کو چھوڑنے آئے۔ انڈونیشین ائرلائن کے احمدی کیپٹن مکرم حمزہ صاحب حضور انور کو جہاز کے دروازہ تک چھوڑ کر وہاں سے الوداع کر کے رخصت ہوئے۔

☆...... KLM کی فلائٹ ٹھیک اپنے وقت پر انڈونیشین وقت کے مطابق ساڑھے سات بجے روانہ ہوئی۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد سنگاپور انٹرنیشنل ائرپورٹ پر جہاز اترا۔ جہاں ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کا قیام تھا۔ ۴۰ منٹ کے ٹرانزٹ کی اجازت ملی۔ حضور انور جہاز سے باہر تشریف لے آئے اور ائرپورٹ پر موجود فیملیز سے ملاقات کی۔ قریباً ۱۵ خاندانوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ ملاقاتیں بھی منفرد نوعیت کی حامل تھیں۔ حضور انور ایک ہال میں تھے اور فیملیز دوسرے ہال میں تھیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا شیشہ تھا اور دونوں طرف مائیک اور سپیکرز نصب تھے۔ اس طرح آپ آمنے سامنے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں اور بات چیت کر سکتے ہیں لیکن صرف ہاتھ نہیں ملا سکتے۔ جماعت کے منتظم باری باری فیملیز کو بلاتے، حضور ان کا حال احوال دریافت کرتے، بچوں کا حال پوچھتے اور تعارف کرتے۔ اسی حالت میں تصاویر بھی کھینچی جا رہی تھیں۔

☆...... ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کے Stay کے بعد جہاز سنگاپور سے ایمسٹرڈیم کے لئے روانہ ہوا۔ اور بارہ گھنٹے بیس منٹ کی مسلسل پرواز کے بعد ایمسٹرڈیم ائرپورٹ پر اترا جہاں قریباً دو گھنٹے کا Stay تھا۔ مکرم ھبۃ النور صاحب امیر جماعت، مکرم عبدالحمید صاحب، مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ، صدر صاحبہ لجنہ، جنرل سیکرٹری اور مبلغین کرام اور ڈاکٹر رشید صاحب ائرپورٹ پر موجود تھے اور ناشتہ وغیرہ کا انتظام کیا تھا۔

دو گھنٹے کے قیام کے بعد لندن کے لئے روانگی ہوئی اور لندن کے مقامی وقت کے مطابق پونے آٹھ بجے جہاز ہیتھرو ائرپورٹ پر اترا۔

☆...... ہیتھرو ائرپورٹ پر مکرم امیر صاحب، مرکزی وکلاء و دیگر افراد کے ساتھ حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور انور نے سب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

☆...... قریباً ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ مسجد فضل لندن پہنچے۔ جہاں کافی تعداد میں احباب و خواتین استقبال کے لئے موجود تھے۔

☆......☆......☆......☆......☆

☆...... حضور ایدہ اللہ کے اس سفر میں جن افراد کو حضور انور ایدہ اللہ کے قافلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

۱۔ صاحبزادی شوکت جہاں سلمہ اللہ، اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب ۲۔ عزیزہ ملیحہ احمد صاحبہ دختر مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب۔ ۳۔ عزیزم مرزا رضا احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب۔ ۴۔ محترمہ صاحبزادی یاسمین رحمٰن مونا صاحبہ سلمہا اللہ اہلیہ مکرم کریم اسعد خان صاحب۔ ۵۔ مکرم کریم اسعد خان صاحب۔ ۶۔ عزیزم جلیس احمد صاحب ابن مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب۔ ۷۔ عزیزم جہانزیب احمد صاحب ابن مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب۔ ۸۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)۔ ۹۔ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر)۔ ۱۰۔ مکرم عبدالمجید عامر صاحب۔ ۱۱۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت)۔ (آپ بعض ضروری انتظامات کے سلسلہ میں ایک ہفتہ قبل ۱۱رجون کو انڈونیشیا کے لئے روانہ ہوئے تھے)۔ ۱۲۔ مکرم ناصر سعید صاحب۔ ۱۳۔ مکرم سعادت باجوہ صاحب۔

دوران سفر خاندان کے درج ذیل ممبران کو قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی:

۲۸رجون کو صاحبزادہ مرزا عثمان احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب لندن سے انڈونیشیا پہنچے۔ ۲۹رجون کو مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا بلال احمد صاحب انڈونیشیا پہنچے۔ ۳۰رجون بروز جمعۃ المبارک صاحبزادی امتہ الحبیب طوبیٰ سلمہا اللہ اور مکرم ملک سلطان محمد صاحب پاکستان سے انڈونیشیا پہنچے۔

ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو
(صحیح مسلم)

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کے

تیرھویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

(منصور احمد۔ معتمد خدام الاحمدیہ فرانس)

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا تیرھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ر مئی بروز جمعہ، ہفتہ اتوار بمقام مشن ہاؤس سینٹ پری (Saint Prix) میں منعقد ہوا۔ حسب سابق اسلامی روایات اس اجتماع کا حصہ رہیں۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں خدام نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ مجالس کی حاضری سو فیصد رہی۔ نیز نو مبایعین نے کثرت سے اس اجتماع میں شرکت کی۔

اس سہ روزہ اجتماع کے پروگرامز کا آغاز جمعۃ المبارک کی نماز سے ہوا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ ایم ٹی اے پر سنا اور دیکھا۔ اس کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم و محترم امیر صاحب فرانس نے فرانس کا پرچم لہرایا جبکہ محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے لوائے احمدیت لہرایا۔

افتتاحی اجلاس مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فرانس نے خدام سے اپنے خطاب میں اجتماع میں شرکت کی سعادت پانے والے خدام کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ یہ اجتماع اپنی اہمیت و افادیت کے لحاظ سے منفرد ہے۔ محترم صدر صاحب نے فرمایا کہ ہمارے یہ اجتماعات ذکر الٰہی کی محفلیں ہیں اور یہ وہ محفلیں ہیں جن کا ذکر آنحضور ﷺ کی احادیث میں ملتا ہے۔ لہٰذا اپنے یہ تین دن ذکر الٰہی میں گزاریں۔

اس کے بعد محترم اشفاق ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس نے خدام سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگرچہ آج ہماری تعداد کم ہے مگر اس میں ایک بڑی لطف کی بات ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ نبی آتا ہے تو اس کے ماننے والے شروع میں کم ہوتے ہیں۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ انہیں بڑھاتا ہے اور پھر سب پر غالب کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے پیچھے ہوتا ہے اور یہی سچے دین کی علامتیں ہوتی ہیں۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ خدام کا کردار مثالی ہونا چاہئے تا کہ دوسرے لوگ ان کی طرف دیکھ کر کھنچے چلے آئیں۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم، اذان، نماز کا تحریری ٹیسٹ، مشاہدہ معائنہ اور تقریری مقابلے شامل تھے۔ اس کے علاوہ خلافت کے موضوع پر ایک کوئز پروگرام بھی ہوا جو بہت دلچسپ رہا۔

خدام کے ورزشی مقابلہ جات میں فٹبال، رسہ کشی، زور بازو، دوڑ ۱۰۰ میٹر اور ۵۰۰ میٹر، گولہ پھینکنا اور ٹیبل ٹینس کے مقابلہ جات شامل رہے۔ اس کے علاوہ خدام اور انصار کے درمیان ایک رسہ کشی کا نمائشی میچ ہوا جو کہ بالآخر مجلس خدام الاحمدیہ نے جیت لیا۔ ہفتے کی رات کو BBQ کی تقریب ہوئی جسے سب سے بہت پسند کیا۔

اختتامی اجلاس

اجتماع کا اختتامی اجلاس اتوار کے روز ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد محترم فہیم احمد صاحب نیاز، صدر خدام الاحمدیہ نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اجتماع اب آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔ اور خدام کو چاہئے کہ جو کچھ انہوں نے یہاں سے سیکھا ہے اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں۔ اور آئندہ بھی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ چند خدام کو خصوصی کارکردگی پر حسن کارکردگی کے انعامات بھی دئے گئے۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کو سراہا اور مسرت کا اظہار کیا۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ یہ تین دن یعنی ۲۶، ۲۷، ۲۸ مئی کے دن جماعت احمدیہ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ ۲۶ر مئی کے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تھا اور ۲۷ر مئی کے دن قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا اور خلافت کی عظیم نعمت اللہ تعالیٰ نے پھر سے احمدی مسلمانوں کو عطا کر دی اور اب ہمارا فرض ہے کہ اس عظیم الشان نعمت کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کریں جس نے ہم پر اپنا خاص فضل فرمایا۔

۲۸ر مئی کا دن اس لئے اہم ہے کہ ۲۸ر مئی ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بار منارۃ المسیح کا اشتہار دیا تھا اور اس کی غرض و غایت واضح کی تھی اور آج ٹھیک ایک سو سال بعد ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ منارۃ بیضاء آج اپنی چمک سے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کو منور کر رہا ہے۔ اور اس امر کی علامت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے مسیح اور مہدی تھے۔

نیز اب ہمارا یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس سچے مسیح کی صداقت دنیا پر واضح کریں اور روحانیت کی پیاسی روحوں کو اس چشمہ سے سیراب کریں۔ اگر دعائیں شامل حال ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور برکت ڈالے گا۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

خطبہ جمعہ

ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ دعاؤں والا آخرکامیاب ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف مواقع پر کی جانے والی دعاؤں کا دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۶ رجون ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۶ راحسان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —
الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —
اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً . اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ . وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔

(سورۃ الاعراف آیات ۵۶، ۵۷)

اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

اب میں دعاؤں کے متعلق پہلے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے دعائے قنوت کی ایک اور Version جس میں ذرا سا اختلاف ہے وہ ابھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ ابوداؤد اور شرح السنۃ میں بھی الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ الفاظ اس کے یہ ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ . اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ﴾۔ (تحفۃ الفقہاء باب صلاۃ الوتر مطبوعہ دارالفکر دمشق)

اس میں معمولی سا لفظی اختلاف ہے اس لئے اس کو بھی آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ جن لوگوں کو پوری دعائے قنوت یاد نہ ہو فوری طور پر، وہ کم سے اس کا ترجمہ ذہن میں رکھیں اور اسے پڑھ لیا کریں مگر اصل تو دعائے قنوت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں پڑھی جائے۔

اے اللہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی بخشش کے طلبگار ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر ہی توکل کرتے ہیں اور تیری بہترین ثنا بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور کفر نہیں کرتے۔ اور جو تیری نافرمانی کرے اسے اپنے سے الگ کر دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے اور تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں اور تیرے حضور حاضر ہوتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً تیرا عذاب کافروں کو آلینے والا ہے۔

اب دوسری حدیث دعاؤں کے تسلسل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سنن النسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو عرض کرتے اے میرے اللہ تیرے لئے میں جھکا ہوں اور تیرے لئے میں مسلمان ہوا ہوں اور تجھ پر میں ایمان لاتا ہوں تیرے لئے ہی میرے کان اور میری آنکھیں اور میری ہڈیاں اور میرا گُودا اور میرے اعصاب ڈرتے ہوئے جھک گئے ہیں۔ (سنن نسائی کتاب التطبیق)

اس حدیث میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا رکوع بیان ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ. سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کے منافی نہیں ہے وہ تو ایک لازماً مستقل سنت ہے جسے بہر حال ادا کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ رکوع کے دوران بھی اور سجدہ کے دوران بھی بہت سی اَور دعائیں بھی کیا کرتے تھے۔ پس یہ ان دعاؤں میں سے ایک ہے۔ اے میرے اللہ! تیرے لئے میں جھکا ہوں، تیرے لئے میں مسلمان ہوا ہوں، تجھ پر میں ایمان لاتا ہوں، تیرے لئے میرے کان اور میری آنکھیں اور میری ہڈیاں اور میرا گُودا اور میرے اعصاب ڈرتے ہوئے جھک گئے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سنن ابن ماجہ میں روایت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور یہ دعا کرے: "اے اللہ! میں تجھ سے اس حق کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جو تو نے سوالیوں کے لئے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے"۔ اب یہ جو سوالی جس قسم کے ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا حق بن جاتا ہے وہ نہایت ہی گریہ وزاری، تضرع، خلوص سے دعا کیا کرتے ہیں۔ "اور میں تجھ سے اپنے اس چلنے کے حق کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں کیونکہ میں فخر و مباہات یا ریاکاری اور شہرت کے لئے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کا مورد بننے کے لئے نکلا ہوں۔ پس میں تجھ سے اس بات کا سوالی ہوں کہ تو مجھے آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات)

ایک حدیث ہے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی شخص سے کوئی حاجت ہو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور حمد و ثنا اور درود شریف کے بعد یہ دعا کرے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بردبار اور عزت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عظیم الشان عرش کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو جذب کرنے والی باتوں اور تیری بخشش کے پختہ اسباب کے حصول کی دعا کرتا ہوں اور ہر نیکی کو غنیمت جان کر کرنے اور ہر گناہ سے سلامتی کی توفیق کا طلب گار ہوں۔ تو میرے سارے گناہ اس طرح بخش دے کہ ایک بھی باقی نہ رہنے دے۔ اور نہ کوئی میرا غم باقی رہنے دے مگر خود تو اسے دور فرما دے اور نہ کوئی میری ایسی ضرورت باقی ہو جو تیری رضا کے مطابق ہو مگر تو خود اسے پورا فرما دے۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ (سنن ترمذی کتاب الصلاۃ)

اب بیوت الخلاء میں جانے کی دعا ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں، یہ بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر قسم کی ناپاکیوں اور ہر قسم کے خبائث سے"۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الخلاء)

پھر جب نکلتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت ہے جو ترمذی سے لی

گئی ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے: "غُفْرَانَكَ" تیری بخشش کا طلب گار ہوں۔(سنن ترمذی ۔ کتاب الطہارۃ ۔ با ب ما یقول اذا خرج من الخلاء)۔اور کچھ اختلاف سے یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دعا کیا کرتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ"۔ سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ امور کو دور کر دیا ہے اور مجھے عافیت عطا کی ہے۔

(سنن ابن ماجه کتاب الطهارة ۔ باب ما یقول اذا خرج من الخلاء)

ایک حدیث ہے حضرت عمر بن الخطاب کے کپڑوں کے متعلق جو سنن ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ اس میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا کی: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا، جس کے ذریعہ میں اپنے ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ سے زینت حاصل کرتا ہوں"۔ پھر آپ پرانے کپڑے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے صدقہ میں دے دیا۔ پھر فرمایا: "میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور پھر یہ دعا کی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس کے ذریعہ میں اپنے ننگ ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ زینت حاصل کرتا ہوں ۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بطور صدقہ دے دیا۔ تو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت اور اس کی پردہ پوشی میں ہوگا"۔

یہاں یہ یاد رکھیں کہ ہر دفعہ یہی طریق رسول اللہ ﷺ کا نہیں تھا کہ جب بھی نیا کپڑا پہنتے تھے تو پرانا ضرور دے دیا کرتے تھے۔ نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ایسا کیا کرتے تھے۔ مگر ایک ایسا واقعہ گزرا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع میں حضرت عمرؓ نے اس طرح کیا اور اپنا پرانا کپڑا صدقہ میں دے دیا۔ پرانے کپڑے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کپڑا اچھی حالت میں ہوگا کیونکہ بری حالت میں کپڑا دینا جس میں پیوند لگے ہوں اور گندہ ہو چکا ہو وہ تو انسان پھینک ہی دے، اس کو صدقہ میں دینے کا تو کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا ۔صدقہ لازماً اس کپڑے کے متعلق ہے جو اترا ہے اور اچھی حالت میں اترا ہے اور اس کو قبول کرتے ہوئے دوسرے انسان کی آنکھیں شرم سے جھکیں نہیں۔ اس لئے اس بارہ میں یہ تشدد نہ اپنی ذات پر کریں کہ ہر دفعہ کپڑا پہن کر پرانا کپڑا اتار کے کسی کو دے دیا کریں۔ یہ اسراف کا طریق ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کا یہ مطلب نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، ترمذی کتاب الدعوات میں، کہ جب کوئی شخص شادی کرتا تو آنحضرت ﷺ ان الفاظ میں اسے دعا دیتے: "اللہ تیرے لئے مبارک کرے اور تجھ پر برکات نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی کی باتوں میں اکٹھا رکھے"۔

ایک اور روایت مسند احمد بن حنبل میں مروی ہے۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مُحَمَّد ابن عَقِیل کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کی۔ شادی کے بعد ہمارے پاس آئے تو ہم نے انہیں بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِیْن کہا۔ یہ عربوں کا رواج تھا مبارک باد دینے کا، شادی مبارک ہو اور خدا تمہیں صاحب اولاد کرے۔ اس پر انہوں نے کہا ٹھہرو، یوں نہ کہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان الفاظ میں مبارک باد دینے سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ کہا کرو "بَارَكَ اللّٰهُ لَهَا فِیْكَ وَبَارَكَ لَكَ فِیْهَا"۔ اللہ تمہاری بیوی کے لئے تمہیں بابرکت بنادے اور تمہارے لئے اس بیوی میں برکتیں رکھ دے۔(مسند احمد بن حنبل مسند اہل بیت)

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم شادی کرو یا خادم وغیرہ رکھو تو یہ دعا کر لیا کرو: "اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر و بھلائی کا طالب ہوں ہر اس خیر کا جو تو نے اس کی فطرت میں رکھی ہے۔ میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور ہر اس شر سے بھی جو اس کی فطرت میں مخفی ہے"۔

(سنن ابوداؤد کتاب النکاح)

بیوی کے پاس جانے کی دعا۔ بخاری کتاب النکاح۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر ان میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جاتے وقت یہ دعا کرے: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ مجھے شیطان سے بچا رکھ اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچائے رکھنا۔ پھر اگر ان کے ہاں کوئی اولاد ہوئی تو شیطان کبھی اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا"۔ یہ دعا وہ ہے جو پیدائش سے بھی بہت پہلے مانگی اور مانگتے رہے۔ پس یہ دعا وہ ہے جو ایک دفعہ ملنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بہت پہلے ملنے کے نتیجہ میں جو اولاد ہوگی اس کے لئے مانگی جانی چاہئے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس کو شیطان کے شر سے بچا لیتا ہے۔

ایک ترمذی کتاب النکاح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب اپنی بیویوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم فرماتے تو انصاف فرماتے اور ساتھ دعا کرتے کہ: "اے اللہ! جس پر میں قدرت رکھتا ہوں اس میں ہی میری تقسیم ہے۔ پس جس چیز پر تو قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا اس پر مجھے ملامت نہ فرمانا"۔ اس کا مطلب بڑا واضح یہ ہے کہ انصاف اسی حد تک کیا جا سکتا ہے جتنا انسان کے بس میں ہے اور اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام بیویوں میں مکمل انصاف فرمایا۔ لیکن محبت کے معاملہ میں انسان کا دل اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ تو فرمایا اگر میں اپنی بیویوں سے ایک جیسی محبت نہیں کر سکتا تو تُو مالک ہے تو نے جیسا مجھے دل دیا ہے اس کے مطابق میں جو کچھ کر سکتا تھا وہ کر لیا باقی تیرے اختیار میں ہے تو اس بارہ میں میری سرزنش نہ فرمانا کہ میں ہر بیوی سے ایک جیسی محبت نہیں کر سکا۔

ایک دعا ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت عبداللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یہ کہا کرتے تھے: "اے میرے اللہ! مجھے اپنی محبت کا رزق عطا کر اور اس کی محبت کا رزق بھی عطا کر جس کی محبت تیرے حضور میرے کام آئے۔ اے میرے اللہ! میری محبوب چیزوں میں سے جو تُو مجھے عطا کرے اس کو میرے لئے قوت بنادے تا میں ان کاموں میں ترقی کروں جو تجھے محبوب ہوں۔ اور اے میرے اللہ! میرے محبوب کاموں میں سے جسے تو مجھ سے دور رکھے اس کو تو اپنی محبوب چیزوں میں ترقی کرنے کا ذریعہ بنادے"۔

ایک دعا مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے سب سے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دے"۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار)۔

اب یہ تو ایک چھوٹی سی دعا ہے جو ہر شخص کو یاد ہونی چاہئے۔ عالم ہو یا جاہل ہو اتنی دعا بھی یاد نہ رہے تو اسے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ اے اللہ مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے سب سے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دے۔ یہ وہ دعا بھی ہے جو آپ سورۃ فاتحہ میں پڑھتے ہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت کر۔ یہاں السَّبِیْل الْاَقْوَم کا لفظ ہے ایسی راہ جو سب راہوں سے زیادہ سیدھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنن ترمذی میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے: "اے اللہ! تُو ہی میری قوت ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے اور تیری ہی دی ہوئی طاقت سے مَیں دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں اور مدمقابل سے جنگ کرتا ہوں"۔(سنن ترمذی ۔کتاب الدعوات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے اور یہ روایت ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے: "اے اللہ! مجھے میری سماعت اور بصارت سے پورا پورا فائدہ بخش اور ان دونوں چیزوں کے لئے میرے وارث پیدا فرما اور میرے پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد کر اور اس سے میرا بدلہ لے"۔ "ان دونوں چیزوں کے لئے میری وارث عطا فرما"۔ مراد یہ ہے کہ ایسی اولاد عطا فرما جو اپنی سماعت اور بصارت کو خدا سے ڈرتے ہوئے اپنے کنٹرول میں رکھے۔ اور پھر فرمایا: "میرے پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد کر اور اس سے تُو میرا بدلہ لے"۔

سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ہمیں بعض کلمات سکھاتے تھے مگر آپ ہمیں وہ کلمات اس طرح نہ سکھاتے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020 8265-6000

تھے جیسا کہ تشہد سکھایا کرتے تھے اور وہ کلمات یہ تھے: "اے اللہ! ہمارے دلوں میں باہم الفت ڈال اور ہمارے تعلقات کی اصلاح فرما اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے بچا کر نور تک پہنچا اور ہمیں فواحش سے بچا خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی اور ہمارے لئے ہماری سماعتوں اور ہماری بصارتوں اور ہمارے دلوں اور ہمارے ساتھیوں اور ہماری اولادوں میں برکت ڈال اور ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہم پر نظر کرم فرما۔ یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمت کا شکر کرنے والا بنا۔ اس پر ہم تیرے ثناخواں ہوں اور اس کے قابل اور اہل ہوں اور اسے ہم پر تمام کردے"۔

ایک روایت بنو ہاشم کے ایک آزاد کردہ غلام عبدالحمید اپنی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں بیان کرتے ہیں اور یہ ابوداؤد سے حدیث لی گئی ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو صبح و شام اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان کے لئے دعا سکھائی تھی کہ: "اللہ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے اور جو خدا نہیں چاہتا نہیں ہوتا"۔ یقیناً جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے تو شام تک اس کی حفاظت کی گئی اور جس نے شام کو دوہرایا صبح تک محفوظ رہا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ)

آج کے خطبہ میں جو نسبتاً مختصر دیا جا رہا ہے میں اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: "ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں سے ہی پہچانا جاتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۱)

دراصل مواد تو نسبتاً زیادہ تھا مگر بعض بہت لمبی حدیثیں مواد سے اس لئے نکال دی گئیں کہ علم درایت کی رُو سے وہ صحیح معلوم ہوتی نہیں تھیں۔ اس لئے بظاہر روایت صحیح بھی ہو اگر درایت کا مضمون، عقل کا تقاضا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسی بات فرما ہی نہیں سکتے تو مجبوراً وہ چھوڑنی پڑتی ہے۔ آج جب میں نظر ڈال رہا تھا تو ایسی کئی حدیثیں مجبوراً چھوڑنی پڑیں اس وجہ سے یہ خطبہ نسبتاً چھوٹا ہو گیا ہے۔ خطبہ میں تو کوئی تکلف نہیں ہوا کرتا چھوٹا ہو یا بڑا ہو چند لفظوں کا بھی ہو تو دل پر اثر کرے تو یہی خدا کی مرضی ہے کہ چند الفاظ بھی ہوں دلوں پر اثر کرنے والے ہوں تو بہت کافی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعائیں حقیقت میں بہت قابل قدر ہوتی ہیں اور دعاؤں والا آخرکار کامیاب ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ نادانی اور سُوءِ ادب کہ انسان خدا تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ لڑنا چاہے۔ مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آوے۔ اس قسم کی دعائیں گستاخی میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ شخص نقصان اٹھاتا ہے اور ناکام رہتا ہے جو گھبرانے والا اور قبل از وقت چاہنے والا ہو۔ مثلاً اگر بیاہ کے دس دن بعد مرد و عورت یہ خواہش کریں کہ اب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی۔ اس وقت تو اسقاط کے خون اور چھیچھڑوں سے بھی بے نصیب رہے گی۔ اسی طرح جو سبزہ کو نمو نہیں دیتا وہ دانہ پڑنے کی نوبت ہی نہیں آنے دیتا........... مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن کو بدقسمتی سے ایسا موقع ملا کہ دعا کریں مگر انہوں نے صبر اور استقلال سے چونکہ کام نہ لیا اس لئے نامراد رہ کر سید احمد خانی مذہب اختیار کر لیا کہ دعا کوئی چیز نہیں"۔

یہاں مراد یہ ہے کہ سر سید احمد کا دعا کے متعلق یہ مذہب تھا کہ محض الفاظ ہیں جو پڑھے جاتے ہیں مگر ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کر کے کچھ تبدیل کر دیتا ہے۔ بس دعا برکت کے لئے ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ تو یہ وہ نہایت ہی بیہودہ مذہب تھا جس نے دعا کی جڑ کاٹ ڈالی ہے اور جڑ کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ کاٹ تو نہیں ڈالی مگر جڑ کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر سید کو مخاطب کر کے دعا کی قبولیت کے متعلق، دعا کی اہمیت کے متعلق بہت ہی عظیم کتاب لکھی تھی۔ پس آپ جب کہتے ہیں کہ سید احمد خانی مذہب تو اس سے مراد سر سید احمد کا دعا کے متعلق مذہب ہے۔

"یہ دھوکہ اور غلطی اسی لئے لگتی ہے کہ وہ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بے خبر اور اپنی خیالی امیدوں کو پورا نہ ہوتے دیکھ کر کہہ اٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں"۔ سر سید کا بھی یہی حال ہوا ہوگا بدنصیب کی اپنی دعائیں قبول نہ ہوئیں تو اس نے یہی سمجھا کہ دعا قبول ہوا ہی نہیں کرتی۔ "دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۳،۲۰۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدءِ فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا، ہمارا فکر کرنا، ہمارا طلبِ امرِ مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آدابِ معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور ان کی روح مبدءِ فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلبِ اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربطِ معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات ان کے دل میں پڑ جائے۔ اور ایک عارف دعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے۔ لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدءِ فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے اور اسی مدد کے پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے۔ اور یہ تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دے کر بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ سو آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ طریقِ طلبِ روشنی اگر علی وجہ البصیرت اور ہادیٔ حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو تو یہ عارفانہ دعا ہے۔ اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی لا معلوم مبدء سے طلب کی جائے اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے"۔

(ایام صلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱)

اس سب کا خلاصہ یہی بنتا ہے کہ دعا اگر خدا تعالیٰ کو سامنے رکھ کر حقیقی مالک سمجھتے ہوئے گویا وہ سامنے کھڑا ہے اس طرح کی جائے تو یہ دعا سب سے بہتر ہے۔ لیکن بعض دفعہ انسان دل میں اللہ کی ذات کی باتیں سوچتا رہتا ہے خدا کو ہر چیز کا مالک سمجھتا ہے اور جانتے ہوئے اس کی حمد کے گیت گاتے ہوئے چلتا ہے تو ایسا شخص ضروری نہیں کہ کوئی معین دعا ہی کرے۔ اس کے دل کا ہر لمحہ دعا میں مصروف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو اس کی مخفی ضرورتوں کو جانتا ہے وہ ان کو پورا کرتا چلا جاتا ہے خواہ بظاہر اس کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھیں یا نہ اٹھیں اللہ اس کی ساری تمناؤں کو جو دل میں پیدا ہوتی ہیں قبول فرما لیتا ہے۔

***

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْم ، بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْم . يَاحَفِيْظُ يَاعَزِيْزُ يَارَفِيْقُ . يَا وَلِيُّ اشْفِنِيْ۔ اسی طرح ایک موقعہ پر یہ دعا الہام ہوئی۔ اِشْفِنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَارْحَمْنِيْ۔

مصیبت سے بچنے کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل دعا کا ذکر فرمایا يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ. اِنَّ رَبِّيْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اسی طرح ایک دعا یہ سکھائی گئی کہ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُبَارَكًا حَيْثُ مَا كُنْتُ۔ اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ جہاں میں بود و باش کروں برکت میرے ساتھ رہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ حضور علیہ السلام نے بعض صحابہ کو نماز کے بعد اور سونے سے پہلے بعض دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس سے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ نماز میں تو دعائیں نہ کی جائیں اور بعد میں کی جائیں۔ ایسے ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ صرف نماز کی دعاؤں پر انحصار نہ کریں بلکہ ہمیشہ ہر حال میں دعائیں کرتے رہیں۔ حضور علیہ السلام نے استغفار کثرت سے کرنے اور يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ کی دعا بار بار پڑھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حسب ذیل دعا کو بطور اسم اعظم پیش فرمایا ہے۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔

حضور ایدہ اللہ نے تنہائی میں محبت مولیٰ کے حصول کے لئے اور بخشش کے لئے اور بیعت توبہ کے وقت اور گناہوں سے نجات کے لئے حضور علیہ السلام کی مختلف ادعیہ مبارکہ کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے ان دعاؤں کا صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں۔ دلی جوش چاہئے اور رقت اور گریہ بھی ہو۔

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

(حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے ظہور کے متعلق بشارات)

مکرم عبدالرشید صاحب انور امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ اپنی سالانہ رپورٹ ۹۸-۱۹۹۷ء میں لکھتے ہیں:

ہمارے مبلغ مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی تحریر فرماتے ہیں:

"ایک بزرگ بشیری کولیبالی کچھ ہی عرصہ قبل ایک گاؤں کروزاؤ(Crozao) میں ہو کر گزر رہے ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ امام مہدی جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کافی دیر سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ افسوس کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ لوگ میری باتوں کو شک اور ریب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ احادیث میں مذکور "دجّال" سے مراد یہ عیسائی لوگ ہیں جو ہمیں زبردستی عیسائیت کی طرف دھکیلنے کے خواہش مند ہیں اور غلام بنا رہے ہیں۔ کیا یہ نئی نئی سواریاں جو آپ دیکھ رہے ہیں کبھی آپ لوگوں کے پاس پہلے آئی تھیں۔ دیکھ لینا میری موت کے بعد امام مہدی کے پیغام بر آپ لوگوں کے پاس آئیں گے۔ پھر آپ لوگوں کو میری باتیں یاد آئیں گی۔

اس بزرگ کی یہ باتیں اس قدر سند کے ساتھ اردگرد کے دیہات میں مشہور ہو چکی تھیں کہ اس علاقہ میں ہمارے مبلغین کو لوگوں کو احمدیت کی طرف لانے میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہوئی۔

اس علاقہ کے ایک مشہور مبلغ انہی روایات کی روشنی میں مبلغین کی تبلیغ کے ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ احمدیت میں شامل ہوئے اور پھر ۴۲ سے زائد دیہات میں جہاں ان کا اثر قائم ہے اس خبر کو پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور لوگ بھی ان واقعات کے سمعی گواہ ہونے کے باعث بہت تیزی کے ساتھ احمدیت کی طرف آ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں ۲۵ ہزار افراد سے زائد لوگ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

(یہ مشہور مبلغ جو اب احمدی داعی الی اللہ بن چکے ہیں ان کا نام عثمان وتری ہے اور انہیں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی سعادت بھی حاصل ہو چکی ہے)

☆......☆......☆

اسی طرح ۹۶-۱۹۹۵ء کی سالانہ رپورٹ میں یہ ایمان افروز واقعہ لکھا ہے کہ:

"مکرم عمر معاذ صاحب وفد کے ہمراہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے سلسلہ میں پہنچے اور تبلیغی پروگرام کے فوراً بعد وہاں کے چیف اور دیگر سرکردہ لوگوں نے احمدیت قبول کرنے کا پرجوش انداز میں اظہار کیا۔ سخت حیرانی ہوئی اور پوچھا کہ ایک ہی تقریر سے کیسے آپ کو انشراح ہو گیا اور کیسے اس جوش کے ساتھ آپ احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

اس پر وہاں کے چیف نے مائیک ہاتھ میں لے کر کہا کہ ہمارے بزرگوں کا ایک مقولہ ہے کہ جو چھ حروف پر مبنی ہے یعنی سَنَفُمَدَ ع۔ اور ان کا کہنا تھا کہ اس مجموعہ حروف میں چھ واقعات کا ذکر ہے جنہیں مذکورہ ترتیب کے مطابق رونما ہونا تھا۔

'س'، سے مراد ایک جنگجو امام ساموری جو افریقہ میں بہت مشہور ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے پہلے اس کا زمانہ حکومت آنا مقدر تھا۔

'ن'، اس کے بعد نصاریٰ آئیں گے اور ساموری کا دور حکومت ختم ہو جائے گا اور یہ دور نصاریٰ کا دور کہلائے گا۔

'ف'، نصاریٰ کے دور کے بعد ایک ایسے شخص کی حکومت آئے گی جس کا نام 'ف' سے شروع ہوگا Felix Houphoet Boigny (فیلکس ہوفوئے بوانی)۔ یہ دور بھی طویل دور رہا اور صرف دو سال قبل ان کا انتقال ہوا۔

'م. د. ع'، اور آج ہماری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی جب آخری تین حروف کی حقیقت آپ کے بیان نے ہم پر کھول دی۔ یعنی 'م' سے مراد مہدی، 'د' سے مراد دجّال اور 'ع' سے مراد عیسیٰ تھا۔

ہمارے بزرگوں کا قول کس انداز میں سچ ثابت ہوا۔ یقیناً خدا نے ہی ان کی راہنمائی فرمائی تھی اس لئے ہم سب بفضلہٖ تعالیٰ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

(درثمین اردو)

کیا آپ یقین کریں گے؟

کہ اب جبکہ دنیا تیسرے ملینیم میں داخل ہو رہی ہے

ترقی اور روشنی کے اس دور میں دنیا میں ایک ایسا ملک بھی ہے

☆......جہاں احمدی مسلمانوں کو جو ایک خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں، جو لاالٰہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے اور آنحضرت ﷺ پر رات دن درود بھیجتے ہیں غیر مسلم قرار دے رکھا ہے۔

☆......جہاں اگر وہ خود کو مسلمان کہیں، اپنی مسجد کو "مسجد" کے نام سے یاد کریں یا اذان دیں تو انہیں تین سال کی سزا دی جاتی ہے۔

☆......جہاں جب ایک احمدی عدالت میں ضمانت کے لئے جاتا ہے تو ملاؤں کا ہجوم اس پر پل پڑتا ہے، اسے پتھر مار مار کر شہید کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کی لاش کو شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر گھسیٹا جاتا ہے۔ پولیس تماشائی بنی یہ سب ظلم دیکھ کر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اخبارات میں اس سانحہ کی تشہیر ہوتی ہے مگر کسی سیاستدان، لیڈر، حکومت کے کارندے یا عدلیہ کو اس کی مذمت کی توفیق نہیں ہوتی۔

☆......جہاں توہین رسالت کے جھوٹے الزامات کی بنا پر احمدی مسلمانوں کو مقدمات میں الجھایا جاتا ہے۔ پھر عدالت کے باہر غنڈہ گردی کا مظاہرہ کر کے ان کی ضمانتیں نہیں ہونے دی جاتیں۔

☆......جہاں جہاں ملک کی سپریم کورٹ یہ فیصلہ دیتی ہے کہ احمدیوں کا اسلام سے کسی طرح کی وابستگی کا اظہار توہین رسالت کی دفعہ کے تحت جرم عظیم ہے جس کی سزا موت ہے۔

☆......جہاں اس وقت تک ۲۰۰ کے لگ بھگ احمدیوں پر توہین رسالت کی دفعہ کے تحت جھوٹے مقدمات درج ہیں۔

☆......جہاں ایک احمدی مسلمان کو جس نے یہ کہا کہ حضرت امام علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے، ۱۳ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

☆......جہاں ایک احمدی مسلمان کو "السلام علیکم" کہنے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔

☆......جہاں ایک احمدی مسلمان کو نماز پڑھنے کے جرم میں عدالت نے سزا دی۔

☆......جہاں احمدی مساجد پر دن دہاڑے پولیس کی موجودگی میں حملے ہوتے ہیں اور اُن کو مسمار کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت تک ۹۔ احمدی مساجد مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہیں اور ۱۷ مساجد کو حکومت نے سربمہر کر دیا ہے تاکہ احمدی مسلمان ان میں نماز ادا نہ کر سکیں۔

☆......جہاں پولیس افسران کو خبردار کرنے کے باوجود مسلح غنڈے احمدی گھروں پر دن دہاڑے حملہ کرتے ہیں، ان کو گھروں سے بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں، ان کا سامان لوٹ لیتے ہیں اور پھر مکانوں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ گھر کی حفاظت کرنے والوں پر گولیاں برسائی جاتی ہیں اور بعض جگہ بچوں تک کو شہید کر دیا جاتا ہے۔

☆......جہاں احمدی مسلمانوں کا قیام احمدیت پر ایک سو سال پورے ہونے پر بچوں میں مٹھائیاں بانٹنا، گھروں اور مسجدوں کو روشنیوں سے منور کرنا، غربا اور یتامیٰ میں کھانا تقسیم کرنا جرم بن جاتا ہے اور پولیس ایسا کرنے والے احمدی مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے لئے سارے شہر میں دوڑی پھرتی ہے۔

☆......جہاں احمدی مسلمان اپنے آباد کردہ شہر "ربوہ" میں کھیلوں کے ٹورنامنٹ بھی منعقد نہیں کر سکتے۔

☆......جہاں ایک احمدی مسلمان کی عام روزمرہ کی زندگی آئین کے لحاظ سے ایک بہت بڑا جرم بن گئی ہے۔

ایسا بد قسمت ملک پاکستان ہے

اگر آپ پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر مظالم کی تفصیل جاننے کے خواہش مند ہیں تو ہماری کتاب

"The Plight of Ahmadi Muslims in Pakistan"

کا مطالعہ کریں۔ (یہ کتاب آپ اپنے ملک کے شعبہ اشاعت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ برطانیہ اور جرمنی کے سالانہ جلسوں کے موقعہ پر بک سٹال سے بھی دستیاب ہو گی)۔

(پریس اینڈ پبلیکیشن سیل)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

ہجر کے دکھوں اور ان کی کوکھ سے پھوٹنے والی
الٰہی رحمتوں اور برکتوں کا پرکیف نظارہ

(مسعود احمد سلیمان)

۲۹ر اپریل ۱۹۸۴ء کا تاریخ ساز دن، غم اور خوشی کی لازوال کیفیتوں سے دوچار دن تھا۔ جس کی کیفیت اور ماہیت کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ ناقابل برداشت غموں اور دکھوں کا دن۔ اذیت ناک کرب وبلا کا دن۔ ہاں وہ دن جب احمدیوں خصوصاً اہل ربوہ سے ان کا پیارا، سب سے زیادہ محبوب، ان کی جانوں سے زیادہ عزیز تران کا آقا ان سے جدا کر دیا گیا۔

شدید بے چینی اور بے قراری کے دن

۲۶ر، ۲۷ر اور ۲۸ر اپریل کے دن اس قدر گھبراہٹ، بے چینی اور بے قراری کے دن تھے کہ ربوہ کی سرزمین نے شاید ہی پہلے کبھی ایسی بے چینی اور اضطراب دیکھا ہو۔ ایک طرف تمام مخالف طاقتیں جمع ہو چکی تھیں۔ تمام منفی قوتیں یکجا ہو کر ہر سمت سے حملہ آور تھیں۔ تمام ذرائع استعمال میں لائے جا چکے تھے۔ تمام وسائل خرچ کئے جا چکے تھے۔ سرزمین ربوہ چاروں طرف سے گھر چکی تھی۔ دوسری طرف عشاق اپنے معشوق کے عشق میں اور زیادہ فنا ہو چکے تھے۔ وہ اب لہو کی آخری بوند تک بہانے کو تیار تھے۔ اپنے آقا کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے بیقرار تھے۔ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے بیتاب تھے۔ مگر اپنے محبوب آقا کو ہر قیمت پر سلامت دیکھنے کا عہد کر چکے تھے۔ ان کی طرف چلایا جانے والا ہر تیر اپنی چھاتیوں پر لینے کے لئے بے چین تھے۔ جذبے تھے کہ مچلتے جاتے تھے۔ عزائم تھے کہ پہاڑوں کو شرما رہے تھے۔ بچہ بچہ شیر ببر سے زیادہ طاقت اپنے اندر پاتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ آسمان سے فوجوں کی فوجیں اتر رہی ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہر لحہ ایسی بے چینی، بے قراری اور گھبراہٹ تھی جو بڑھتی چلی جاتی تھی۔ سینے دھڑک رہے تھے اور ہر دھڑکن بے اختیار دعاؤں میں ڈھل رہی تھی۔ آنکھیں آسمان کے در پر لگی ہوئی تھیں۔ دل اپنے رب کے حضور پگھل رہے تھے کہ یا الٰہی اپنی نصرت اور تائید کی فوجوں کے ساتھ جلد آ۔ آمدد کو آ۔ دیکھ کہ ہماری آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں اور ہمارے دل سینوں سے باہر نکل رہے ہیں۔ تیرا پیارا آج چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں ہے، اپنی قدرت کا جلوہ دکھا۔ اپنے ہاتھ کا کرشمہ ظاہر کر۔ ہاں اپنے وعدے پورے کر۔

عظیم الشان معجزہ

یکم مئی کا دن ڈھل چکا تھا۔ مسجد مبارک میں آج بھی مغرب کی نماز دعاؤں، التجاؤں، سسکیوں اور آہوں کی گونج میں ادا کی گئی۔ سلام ہوا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کھڑے ہوئے۔ خلاف توقع ان کا چہرہ مطمئن دکھائی دیتا تھا۔ ہر آنکھ اس طرف جم گئی۔ ہر کان مستعد تھا کہ ہونے والے اعلان کو محفوظ کر لے۔ اعلان ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت لندن پہنچ چکے ہیں۔ لحہ بھر تو کچھ ہوش نہ رہا۔ کانوں کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنا عظیم الشان معجزہ ظاہر ہو گیا۔ زندہ خدا نے ایک بار پھر اپنی خدائی کا زبردست جلوہ دکھایا۔ اس کی قدرت کا ہاتھ ایک بار پھر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا اور اس کے سمیع وبصیر ہونے کا شاندار نشان ظاہر ہوا۔

تاریخ کا نیا باب

یہ اعلان آناً فاناً تیز بادلوں کی طرح ربوہ سے ہوتے ہوئے ملک بھر کے گلی کوچوں میں پھیل گیا۔ چہروں پر رونقیں اُمڈ آئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو قطار در قطار بہنے لگے۔ لبوں سے نعرہ ہائے تکبیر نکلنے لگے۔ دل اپنے رب کے حضور سجدات شکر میں تڑپنے لگے۔ یکلخت ساری گھبراہٹ جاتی رہی، ساری بے چینی غائب ہو گئی۔ ہر کوئی دوسرے سے بغلگیر ہو کر مبارک باد دینے لگا۔ کہ آج تاریخ کا نیا باب رقم ہوا ہے۔ اور قدیم نوشتے ایک بار پھر پورے ہوئے ہیں۔ ایسا روشن اور شاندار نشان ظاہر ہوا جس سے آنکھیں چندھیا گئیں۔

ربوہ ہلکا ہلکا نظر آنے لگا۔ گلشن احمد میں بادبہار لوٹ آئی۔ بھینی بھینی ہوا کے جھونکے ہر طرف خوشبو بکھیرنے لگے۔ ہر چھوٹا بڑا خوشی سے جھوم رہا تھا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ کہ زندہ خدا کی زندہ تجلی کا عظیم الشان نشان بنتے ہوئے ان کا محبوب آقا ننگی تلواروں، زہریلے نیزوں کے نرغے سے بحفاظت نکل گیا تھا۔ اور ہر مخالف تدبیر غالب تقدیر سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی تھی۔ اور کوئی بندش اور کوئی رکاوٹ اس کی راہ نہ روک سکی تھی۔ سچ ہے کہ۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اجنبی ربوہ

یہ لحات خوشی ومسرت زیادہ عرصہ ساتھ نہ رہے۔ آہستہ آہستہ حالات جب کچھ نارمل ہونے لگے تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی خواب کے بعد بیدار ہو رہا ہو۔ اس حال میں کہ جس محبوب اور معشوق کو وہ اپنے سینے میں سجا کر سویا تھا وہ آنکھ کھلنے پر نظروں سے اوجھل ہو چکا ہو۔ وہ دُور، بہت دُور چلا گیا ہو اور فراق کی گہری خلیج درمیان میں حائل ہو چکی تھی۔ پھر کیا تھا ہر گلی کوچے میں اداسی بکھر گئی۔ پیارے آقا کی جدائی میں ہر گھر سوگوار بن گیا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر دل غمناک تھا۔ سسکیاں تھیں کہ تھمتی نہ تھیں، آہیں تھیں کہ رکتی نہ تھیں، سجدہ گاہیں تر ہو گئیں، پر رونق گلیاں سنسان دکھائی دینے لگیں۔ ایک ہو کا عالم تھا، ہر چہرہ اداس تھا، ہر آنکھ بجھی ہوئی تھی۔

آج ربوہ اجنبی دکھائی دینے لگا۔ بظاہر کاروبار زندگی تو معمول کے مطابق چل رہے تھے مگر یہ ربوہ ربوہ نہ رہا تھا۔ کیونکہ اس کا حسن چھین لیا گیا تھا۔ اس کی رونق اچک لی گئی تھی۔ اس کا چاند نظروں سے اوجھل کر دیا گیا تھا۔ وہ بلبل کا نغمہ اب کانوں میں رس نہیں گھولتا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا چہرہ اب دکھائی نہیں دیتا تھا جس کی ایک جھلک دل و جان کو معطر کر دیتی تھی۔ ہاں مسجد اقصیٰ کے دروازے اس قافلہ کی انتظار میں بند پڑے تھے۔ مسجد مبارک کی دیواریں اس میٹھی نغمہ بار آواز کے ارتعاش سے محروم ہو گئی تھیں۔ ربوہ کے منارے خاموش ہو گئے تھے۔ اجتماع اور جلسہ سالانہ کے میدان سنسان پڑے تھے۔

الٰہی جہاد

آج دشمن بظاہر خوش تھا اور بغلیں بجا رہا تھا مگر اندر ہی اندر اپنی ناکامی و نامرادی سے کٹ مر رہا تھا۔ جسے چھپانے کے لئے وہ اور زیادہ غضب ناک ہو رہا تھا۔ پس مخالفت کی آندھیاں اٹھنے لگیں۔ ظلم و ستم کے نئے باب رقم ہونے لگے۔ ہر عاشق تختۂ مشق بننے لگا۔ پیارے آقا نے ایک سال قبل خبر دی تھی۔

”اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ عبادتگاہوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور کی پکار کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا۔

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر تیرے کوچے میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے: ”سنو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔

(خطبہ جمعہ ۲۴ر جون ۱۹۸۳ء)

پس خدا کے حضور یہ الٰہی جہاد جاری رہا۔ مہینوں پر مہینے اور سالوں پر سال گزرنے لگے مگر جنگ کی تپش تھی کہ مدھم نہ ہوتی تھی۔ ہر رات، ہر دن، ہر جمعہ، ہر رمضان، ہر عید پر بارگاہ الوہیت میں دعاؤں کے تیر چلائے جاتے۔ گریہ و زاری کا شور بلند ہوتا۔ آہ ونالہ کا طوفان اٹھتا کہ قیامت صغریٰ برپا ہو جاتی۔ جلسہ کے دن ہوں یا پاکیزہ اجتماعات کی راتیں۔ مجالس عرفان کی شامیں ہوں یا تعلیم القرآن کی کلاسز، گھوڑ دوڑ کے دن ہوں یا باسکٹ بال کے ایام ہر دن، ہر مہینہ، ہر موسم یادوں کے زخموں پر نمک چھڑک جاتا یوں دل بے اختیار ہو کر اپنے مالک، اپنے مولا، اپنے رب کے آستانہ پر پگھلنے لگتے۔

پہلی بوند

یہ دعاؤں کے تیر نشانے پر بیٹھنے لگے۔ رحمت کے بادل اٹھنے لگے اور خشک ہونٹوں پر ایک ایک کر کے بوند ٹپکنے لگی۔ شروع شروع میں جب خطبات جمعہ کی آڈیو کیسٹس ربوہ پہنچیں تو وہ بھی کیا دن تھے۔ جب سیکورٹی کا انتظام سخت کر کے عبادتگاہوں کو چھوڑ کر کیونکہ وہاں دشمنوں کی نظریں لگی ہوئی تھیں محلے کے کسی گھر میں عشاق جمع ہوتے باہر گلی میں پہرہ سخت کر دیا جاتا، کھڑکیاں دروازے بند کر کے جونہی ٹیپ چلنے لگتی وہ میٹھی اور جلالی آواز کانوں میں پڑتی تو عجیب سماں بندھ جاتا۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 —— FAX: 04504-202

خوشی بھی ہوتی اور غم بھی۔ غالب جذبات آنکھوں سے ڈھلنے لگتے۔ بدن ساکت ہو جاتے جیسے گوشت پوست کے مجسمے ہوں۔ یوں لگتا جیسے برسوں کے بچھڑے ہوئے بچے اپنی ماں کی آغوش میں جا چھپے ہوں۔ یہ وہ جذبات دو طرفہ تھے جو لفظوں میں ادا ہو نہیں سکتے۔ آج ٹیپ ریکارڈر بھی بہت پیاری لگنے لگی۔ اس وقت یہ راز کھلا کہ سائنس کی یہ ایجاد آج ہی کے دن کے لئے تخلیق ہوئی تھی تاکہ سینکڑوں ہزاروں میل دور سے اپنے آقا کی آواز سن سکیں۔ آج اس ایجاد کا مقصد پورا ہو گیا۔ آڈیو کیسٹس کا یہ دور چلتا رہا۔ ہر آنے والی کیسٹ کا شدت سے انتظار ہوتا۔ ہر کسی کی کوشش ہوتی کہ جلد سے جلد سنے۔ ایک بار نہیں بار بار سننے سے بھی جی نہ بھرتا تھا۔ اس طرح چپکے چپکے یہ بزمیں سجتی رہیں اور دن گزرتے رہے۔ اور دشمن کی یہ سازش ناکام و نامراد ہو گئی کہ شاخ کو اس کی جڑ سے جدا کر دیا جائے۔ شاخیں اپنے شجر سے پیوستہ رہیں اور شاداب ہوتی رہیں۔

ایک یادگار شام

انہی ابتدائی یادگار دنوں میں ۲۵ رمئی ۱۹۸۴ء کا دن بھی ہمیں کبھی نہیں بھولے گا۔ یہ وہ دن تھا جب یہ اعلان ہوا کہ آج رات بی بی سی ورلڈ سروس سے حضور انور ایدہ اللہ کا انٹرویو نشر ہو گا۔ ہم نے ابھی سوچا بھی نہ تھا کہ ریڈیو سے بھی حضور کی آواز سنیں گے۔ پس اس اعلان نے ہر طرف خوشی کی لہر دوڑا دی۔ آج ہر کسی کی زبان پر یہی خبر تھی۔ دن کا ایک ایک لمحہ انتظار کر کے کاٹا گیا۔ ہر گھر میں ریڈیو کو باہر نکالا گیا اسے صاف ستھرا کر کے گھر کی مرکزی جگہ پر رکھا گیا۔ احتیاطاً بیٹری سیل بھی خرید لئے گئے کہ کہیں بجلی بند نہ ہو جائے۔ آج ربوہ کی دوکانوں پر سے سیل اس طرح بکے کہ نہ پہلے کبھی اتنے بکے ہونگے نہ بعد میں۔ آہستہ آہستہ دن اپنے اختتام کو پہنچا۔ انتظار کی گھڑیاں یکایک کر کے کٹتی گئیں اور بی بی سی کی خبریں شروع ہوئیں۔ آج کی رات آسمان کے ستاروں نے یہ عجیب تماشا دیکھا کہ ربوہ کا ہر چھوٹا، ہر بڑا، ہر مرد اور ہر عورت اپنے تمام کام چھوڑ کر ریڈیو کے قریب ہمہ تن گوش بیٹھ گیا۔ خبریں ختم ہوئیں اور سیر بین کا پروگرام شروع ہوا تو یکدم چہرے کھل اٹھے جب نیوز کاسٹر نے یہ اعلان کیا کہ آج ہم جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب کا انٹرویو نشر کر رہے ہیں۔ یہ انٹرویو نہایت ہی پیار اور محبت کے جذبات اور جوش و خروش سے سنا گیا۔ اگلے کئی روز ہر کسی کی زبان پر اسی انٹرویو کا چرچا تھا۔ یہ بات غیر معمولی تھی اور بیحد خوشی کا باعث تھی کہ ہمارے آقا کا انٹرویو ساری دنیا میں نشر ہوا ہے۔

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

☆......☆......☆

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICAL NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

رحمت باری کا ایک اور جلوہ

آڈیو کیسٹس کے اس دور کے چند سال بعد ویڈیو کیسٹس کا دور شروع ہوا۔ جب شروع شروع میں ویڈیو کیسٹس آئیں تو وہ دن عید سے کم نہ تھے۔ رات کسی وسیع گھر یا مسجد میں ویڈیو دکھانے کا انتظام بڑی سطح پر کیا جاتا۔ مرد و زن، چھوٹے بڑے ٹی وی کے آگے مبہوت بنے بیٹھے رہتے۔ پیارے آقا کی آواز کے ساتھ تصویر آنکھوں کے رستے دلوں میں اتر جاتی۔ ٹکٹکی بندھ جاتی، آس پاس سے بے خبر چشم تصور میں اڑتے اڑتے لندن پہنچ جاتے اور اپنے آقا کی مجلس میں جا بیٹھتے۔ ہر دوری مٹ جاتی، فاصلے مٹ جاتے، قربت کا احساس نئی زندگی پیدا کر دیتا۔ بس یونہی گھنٹوں بیٹھے ویڈیو کیسٹ دیکھتے رہتے۔ دل خدا کے حضور سجدات تشکر بجا لاتے۔ کس قدر احسان باری ہے کہ مخالف نے جو ہمارا ایک جلسہ بند کیا اور ایک اجتماع پر پابندی لگائی اب ہم بیسیوں، سینکڑوں اجتماعات اور جلسے منعقد کرنے لگے۔ وہی رونق، وہی نور دں نہلائی محفلیں، وہی پر کیف نظارے۔ لیکن ابھی روح پوری طرح سیراب نہ ہو پاتی تھی کہ کیسٹ ختم ہو جاتی۔ ٹی وی آف ہو جاتا۔ عجیب کیفیت سے دوچار ہوتے۔ ایک طرف خوشی سے دل جھوم اٹھتا تو دوسری طرف ہجر کا صدمہ اور زیادہ کاٹنے لگتا۔ وہ نظارے جو آنکھیں دیکھنے کی عادی تھیں بار بار نظروں کے سامنے رقص کرتے اور غائب ہو جاتے۔ یوں یہ آنکھ مچولی جاری رہتی، دلوں کو تپتی سرزمین پر دو بوندہی برستی پر ہجر کی لپٹیں موج در موج حملہ آور ہوتیں اور درد بھری آہوں کا روپ دھار کر دعاؤں میں ڈھل جاتیں۔

ناقابل فراموش معرکہ

اس دور ہجر کی جنگ کی تپش میں کمی نہ ہوئی تھی۔ سرزمین پاکستان پر ہزاروں لاکھوں عشاق کی متنوع قسم کی قربانیوں کے ابواب کھلنے لگے۔ اور ایک عظیم الشان سنہری حروف سے لکھی جانے والی دردناک داستان تاریخ کے اوراق میں جگہ بنانے لگی۔ مخالف نے مخالفت کی انتہا کر دی۔ تاریخ کے ظلم و ستم ایک ایک کر کے زندہ ہونے لگے۔ معصوم جانیں تلف کی جانے لگیں۔ اموال لوٹے جانے لگے۔ پرامن گھروں کو آگ لگائی جانے لگی۔ نوکریاں ضبط ہو گئیں، عزتیں پامال ہونے لگیں، زبانوں پر پہرے بٹھا دئے گئے، قلموں کو توڑ دیا گیا، ہر ترقی کی راہ مسدود کر دی گئی۔ مگر غالب آسمانی تقدیر بھی ساتھ ساتھ اپنا جلوہ دکھاتی گئی۔ ڈھارس بندھتی گئی، دلوں کو قرار نصیب ہوتا گیا، "ملاقات" کی نئی نئی صورتیں پیدا ہونے لگیں۔ ایمان اور یقین اور زیادہ مستحکم ہونے لگے۔ نظام میں نئی طاقت اور قوت پیدا ہو گئی۔ جن کے اموال تلف کئے گئے ان پر اموال کی بارشیں ہونے لگیں۔ جن کے نفوس پر حملہ کیا گیا ان کے نفوس میں برکت دی گئی۔ ایک گھر کے بدلے سینکڑوں ہزاروں گھر آباد ہونے لگے۔ ایک مسجد کے دروازے بند کرنے پر سینکڑوں مساجد ملنے لگیں۔ پس ہر غم کی کوکھ سے سینکڑوں خوشخبریاں جنم لینے لگیں۔ ہر دکھ کے سائے سے رحمتوں اور فضلوں کی موسلا دھا بارش برسنے لگی۔ پس یہ معرکہ ایسا نہیں جسے تاریخ فراموش کر سکے۔

تاریخ عالم کا پہلا واقعہ

اس تمام عرصہ میں ہجر کی گھڑیاں سب سے زیادہ دکھ اور غم کا موجب بنی رہیں۔ فراق کا تصور بار بار ڈستا رہا۔ اور چین نہ لینے دیتا۔ وہ قادر خدا پہلے بھی اس غم کو دور کرنے کے سامان کرتا چلا آیا تھا اور ہر مرتبہ پہلے سے بڑھ کر جلوہ دکھاتا۔ مگر اب کی بار وہ عظیم الشان سامان پیدا کیا کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

جولائی کا مہینہ تھا اور ۱۹۹۲ء کا سال۔ یوں تو جولائی کا مہینہ ہر سال ہی خوشخبریوں کا مہینہ بن جاتا تھا کیونکہ جلسہ سالانہ یو۔کے۔ کے موقعہ پر سال بھر میں خدا تعالیٰ کی بے شمار ہونے والی نعمتوں اور افضال کے تذکرے ہوتے۔ جو ایمان میں بشاشت اور دلوں کے انبساط کے موجب بنتے۔ مگر امسال کا جولائی وہ عظیم الشان خوشخبری لے کر آیا جس کا ہم ابھی وہم و گمان بھی نہ کرتے تھے۔ جس کی کوئی مثال تاریخ سے نہ ملتی تھی۔ جلسہ سالانہ شروع ہوا۔ محروموں کے لئے یہ اعلان خوشی سے دیوانہ کر دینے والا تھا کہ آج کا خطاب براہ راست ٹیلی ویژن پر سیٹلائٹ نظام کے ذریعہ دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔ اس وقت ربوہ میں شاید دو تین جگہوں پر ہی انتظام تھا مگر وہاں رش قابل دید تھا۔ اگرچہ وہ لمحات ہمیشہ کے لئے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ جب ٹی وی کے شور میں لپٹی ہوئی پیارے آقا کی آواز کانوں سے ٹکرائی اور تصویر آنکھوں میں اتری تو یوں محسوس ہوا کہ ہم زمین پر نہیں آسمان کی بلندیوں پر اڑ رہے ہیں۔ خیر یہ دن گزر گیا۔ اگلا ماہ آیا، ۲۱ راگست سے خطبہ جمعہ براہ راست نشر ہونے لگا۔ اب ٹیپ ریکارڈر کی ضرورت نہ رہی۔ اب ویڈیو کیسٹس کا دور بھی ختم ہو چکا، اب ہر ہفتہ ہمارا محبوب خود ہوا کے دوش پر اڑ کر آناً فاناً ہمارے درمیان آ جاتا۔ ہم ہمیشہ سے یہ سنتے آئے تھے کہ کنواں پیاسے کے پاس نہیں بلکہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے مگر آج یہ محاورہ غلط ثابت ہوا۔ آج کنواں خود پیاسوں کے پاس آیا اور ان خشک لبوں کو تر کرتا گیا۔ ایک ہی مجلس ہوتی، ایک ہی موسم ہوتا، ایک ہی سماں ہوتا، ادھر ہونٹ ہلتے ادھر کانوں میں ارتعاش ہونے لگتا۔ ادھر آنکھیں اٹھتیں، ادھر نظروں میں داخل ہوتیں۔ یہ کیف و مستی کی محفل بے مثال تھی۔ کیونکہ اس سے قبل آسمان نے ایسا نظارہ نہ دیکھا تھا۔ تاریخ کے اوراق خاموش تھے، یک بیک یہ کیا ماجرا گزرا کہ فاصلے ختم ہو گئے، دوریاں مٹ گئیں۔ آج ہجر کا لازوال شیریں پھل ہم نے کھایا۔ آج دعاؤں کی قبولیت کا ایسا نشان ہم نے دیکھا جو اور کسی نے نہ دیکھا تھا۔ آج ہجر کے بند دروازوں کے پٹ کھلنے لگے جہاں سے نور اور روشنی نمودار ہوئی جو تاریکی کے پردوں کو چاک کرنے لگی اور ہر طرف غموں اور دکھوں کو خوشیوں اور مسرتوں میں تبدیل کرنے لگی۔

ابھی ہجرت کے آٹھ سال ہی مکمل ہوئے تھے کہ پیارے آقا کی ایک قسم کی واپسی کی راہ ہموار ہو گئی۔ ایک مرتبہ پہلے بھی ہجر کی رات آٹھ سال بعد ایک عظیم الشان فتح کی نوید لئے ختم ہوئی تھی۔ آج پھر آٹھ سال بعد ایک قسم کی واپسی ہوئی۔

ہر جمعہ کے بعد اگلے کا شدت سے انتظار ہونے لگا۔ یہ انتظار تکلیف دہ بھی تھا اور ولولہ انگیز بھی۔ ہر جمعہ ملاقات کی تیاریاں شروع ہو جاتیں۔ یہ جمعہ کا دن کتنا پیارا لگنے لگا۔ آج جمعہ کے لفظ کا مطلب سمجھ میں آیا اور جمعہ کی عملی تصویر دنیا کے سامنے روشن ہوئی۔

بے مثال نظارہ

اگلے سال کا جولائی ایک اور خوشخبری لے کر آیا جو اپنی مثل آپ تھی۔ ۳۱ رجولائی ۱۹۹۳ء کا دن بھی ہمیشہ تاریخ کے اوراق میں جگمگاتا رہے گا کیونکہ آج کے دن کی راہ گزشتہ آسمانی صحیفے بھی تک رہے تھے۔ تاریخ عالم کا بے مثل واقعہ رونما ہوا۔ آج ۸۴ ممالک کی دو لاکھ چار ہزار سے زائد سعید روحوں کو عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ عشاق کے گروہ میں داخل ہونے کی سعادت ملی۔ آج ہر احمدی شاد تھا۔ اور خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہا تھا۔ مٹھائیاں بانٹی جا رہی تھیں۔ سجدات شکر بجا لائے جا رہے تھے۔ بچے کیا اور بوڑھے کیا، عورتیں کیا اور مرد کیا سب ہی خوشی سے اچھل رہے تھے۔ اب سینکڑوں، ہزاروں کی بات نہیں رہی اب لاکھوں کا دور شروع ہوا۔ سعید فطرت جوق در جوق ظلمتوں سے نکل کر آسمانی چراغ کی طرف لپکنے لگے۔ اس شیریں چشمہ سے آ کر پیاس بجھانے لگے۔ اب تو ہر راہ سے فضل اور رحمت برسنے لگی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ چند سال قبل شروع ہونے والی جنگ کس شان سے جیتی گئی کہ دل حمد کے ترانے الاپنے لگتا ہے۔ کمزور اور نہتے مگر ایمان اور یقین کے زیور سے آراستہ دلوں کو فتح کرنے لگے اور ان کی رفتار پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔

تاریخی خطبہ

براہ راست نشر ہونے والا خطبہ جمعہ آہستہ آہستہ پھیلنے اور پھولنے لگا۔ مورخہ ۷ رجنوری ۱۹۹۴ء کو MTA کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔ اب روزانہ کئی کئی گھنٹے روح کی سیرابی کے سامان ہونے لگے۔ مگر دن کا کچھ حصہ ابھی بھی محروم تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ محرومی بھی دور کر دی اور ۵ راپریل ۱۹۹۶ء کا خطبہ جمعہ تاریخی خطبہ بن گیا جس میں یہ نوید مسرت سنائی گئی کہ اب ایم ٹی اے کا دائرہ پھیلتے پھیلتے چوبیس (۲۴) گھنٹوں پر محیط ہو گیا۔ اب دن کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو اس روحانی چشمہ سے محروم ہو۔ رات کی کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں اس آسمانی مائدہ کی ڈش حاضر نہ ہو۔

عظیم الشان خوشخبری

ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ ایم ٹی اے نے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ دکھایا۔ ۷؍جولائی ۱۹۹۶ء کی رات بظاہر تو ایک تاریک رات تھی مگر اس کے بطن سے جنم لینے والا نور بے نظیر اور لازوال تھا۔ گھڑیوں نے رات کے چار بجنے کا اعلان کیا تو ساتھ ہی ایم ٹی اے نے اپنی نشریات گلوبل بیم کے ذریعہ نشر کرنی شروع کر دیں۔ اور ایم ٹی اے نے تقریباً ساری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

پس ۲۹؍اپریل ۱۹۸۴ء کو شروع ہونے والا سفر ترقیات کی منزلیں طے کرتا ہوا ایک عظیم الشان منزل پر ۷؍جولائی ۱۹۹۶ء کو پہنچا۔ یہ وہ منزل تھی جس سے سارا کرہ ارض جگمگانے لگا۔ مشرق و مغرب، شمال و جنوب کے فاصلے مٹ گئے، رنگ و نسل کا امتیاز ختم ہو گیا۔ وہ شخص جسے اس کی قوم نے دھتکار دیا تھا، جسے اپنے وطن سے بے وطن کر دیا، اس کے اپنے گھروں کے دروازے اس پر بند کر دئے، اس کے عزیز، اس کے پیاروں کو اس سے جدا کر دیا۔ اسے بارگاہ الٰہی نے کس شان سے قبول فرمایا کہ وہی شخص آج دنیا کے ہر گھر میں داخل ہو چکا ہے۔

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے

آج دنیا کا ہر گوشہ، ہر خطہ، ہر علاقہ اس کی برکتوں سے فیضیاب ہے اس کا نورانی وجود ہر دیکھنے والے کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ آج اس کی آواز ہر زندہ کان میں رس گھول رہی ہے۔ ہاں جو نہ سننا چاہے، نہ دیکھنا چاہے اس کا اپنا نصیب مگر فیض تو عام ہو چکا ہے۔

آج ہم دنیا کے سامنے ناز سے اپنا سر بلند کر سکتے ہیں کیونکہ خدا نے ہمیں وہ عظمت دی جو دنیا کی کسی قوم، کسی جماعت اور کسی طاقت کو نصیب نہیں۔ ہمیں وہ نعمت عطا کی جس سے غیر محروم ہیں۔ مگر ہمارے ماتھے اپنے رب کے حضور جھکے ہوئے ہیں کہ یہ سب اسی کی عطا ہے، اسی کی مہربانی ہے، اسی کا فضل ہے ورنہ ہماری کیا اوقات تھی۔

MTA کی برکات بڑھنے لگیں۔ یہ جہاں ہجر کی کڑی دھوپ میں ٹھنڈی چھاؤں کے ساتھ وصل کا شربت پلانے لگا وہاں ہر سال لاکھوں مُردوں میں زندگی کی روح پھونکنے لگا۔ گزشتہ سال ایک کروڑ سے زائد افراد اس عظیم شجر کی ٹھنڈی چھاؤں تلے آ جمع ہوئے۔ جس کی شاخیں دنیا کے ہر خطے تک پھیل چکی ہیں۔ اور جس کی جڑیں ۱۶۰ ملکوں میں مستحکم ہو چکی ہیں۔ پس اپریل کی کہانی دردناک حالات سے گزرتی ہوئی اب فتوحات اور انعامات کے بلند سلسلوں مین داخل ہو چکی ہے۔

ناز اور غم

۱۹۹۹ء کا اپریل بھی حسب سابق غم اور ناز کے جذبات کو انگیخت کرتے ہوئے طلوع ہوا۔ مگر اس مرتبہ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جو سارے گزشتہ زخموں پر نمک چھڑک گیا۔ "ناز بھی تھا اور غم بھی تھا"۔ اس اپریل کو ظالموں نے ہمارا بہت ہی پیارا، ہمارے پیارے کا پیارا، غلام قادر چھین لیا اور اس کا پاکیزہ خون دریا کے کنارے بڑی بے دردی سے بہا دیا۔ یقیناً یہ خون اس لائق تھا کہ اس کی خاطر بہتوں کا خون قربان ہو جائے کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کا مقدس خون بھی شامل تھا۔ ناز اس پر تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کو جانی قربانی سے بھی سرفراز کیا گیا۔ اور غم بھی ایسا تھا جو ہر کسی کو کھائے جا رہا تھا۔ پس ساری گزشتہ تاریخ آج پھر زندہ ہو گئی۔ آج پھر ربوہ اداس ہو گیا، ہر چہرہ اتر گیا، ہر شخص کھویا کھویا سا دکھائی دینے لگا۔ شکست پر شکست کھانے سے دشمن اور زیادہ ناکامیوں اور حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ اور مایوسیوں کا شکار ہو کر ہر ناروا ہتھکنڈے پر اتر آیا ہے۔ مگر ہمارا مولیٰ زندہ ہے۔ آج نظریں ایک بار پھر آسمان کی طرف اٹھنے لگیں۔ دلوں سے بے اختیار یہ صدا بلند ہونے لگی کہ اے قادر! اے خدایا! گزشتہ ہر غم میں مداوا تو نے اس شان سے کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس غم کا مداوا بھی اس شان سے کرنا کہ تیری قدرت کا عظیم الشان جلوہ ظاہر ہو کہ ہم سارے غموں کو بھول جائیں۔ تیری یہی سنت رہی ہے کہ جب دشمنوں نے نفوس پر حملہ کیا تو نفوس میں ایسی برکت ڈالی کہ ایک سے ہزاروں لاکھوں ہو گئے۔ پس آج بھی اس قدر ہمیں ترقی عطا فرما کہ گزشتہ تمام ریکارڈ ٹوٹ جائیں۔ ہاں اے ہمارے قادر خدا ہمارے سارے غموں کا مداوا کر دے۔

آخری التجا

اس ہجرت کے بہت شیریں پھل ہم نے کھائے ہیں۔ ہم نے تیری زمین میں بے شمار وسعت پیدا ہوتی ہوئی خود دیکھ لی۔ ہم نے خوف کو امن میں بدلتے ہوئے بارہا دیکھا ہے۔ ہم نے ہر مخالفت کی اٹھتی ہوئی لہر کو تیری غالب تقدیر کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتے ہوئے بارہا مشاہدہ کیا۔ ہر سمت سے نئے نئے علاقے مفتوح ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں۔ تو اس رفتار کو اور بھی بڑھا دے۔ اب ایک قلق باقی ہے تو اسے بھی دور کر دے۔ ٹی وی کے واسطے کو بھی درمیان سے اٹھا دے اور روبرو ملاقات کے سامان کر۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

قوسِ مغرب سے طلوعِ مہر کا انداز دیکھ

مژدہ اے تشنہ لباں! اے کشتگان روزگار!
پھر جواں ہے دورِ صہبا و سبُو و جام و مَے
پھر درِ پیر مغاں سے ہے صلائے رستگار
پھر اسیروں کو رہائی کی نویدِ نَو ملے   شب گزیدوں کو خدا کے نور کی پھر ضَو ملے

پھر چلی صحرائے جاں میں رحم کی باد بہار
"آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار"
خُفت آنکھوں، چپ دعاؤں میں اثر ہونے کو ہے   رات کی آغوش سے رنگیں سحر ہونے کو ہے

وہ ادھر پھوٹی ہے ضو صبح ازل کی نور بار
"آسماں پر رحمتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار"
قوس مغرب سے طلوعِ مہر کا انداز دیکھ   تیرگی کے چاک سے وہ نور کی پرواز دیکھ!

وقت پھر دہرا رہا ہے گردشِ لیل و نہار
"آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار"
مرحبا! دست مسیح پاک سے کسرِ صلیب   مرحبا! نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہ، مرحبا! فَتْحٌ قَرِیْب

ہے زمین و آسماں میں پھر سے عہد اُستوار
"اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآء جَاءَ الْمَسِيْح جَاءَ الْمَسِيْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
طائرانِ قُدس ہیں تصویر حرف يُؤْمِنُوْن   دیکھتا ہے آسماں تفسیرِ حرفِ يَنْسِلُوْن

جھوم کے پیرمغاں سے لے مئے مستانہ وار
"اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار"
جاوداں شانِ عطا میں حضرت ساقی رہے   تا قیامت نسبتِ رسم وفا باقی رہے

(ایچ - آر - ساحر)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ایک انگریز تھا اس کا نام گارڈن تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ یورپ نے بہت ترقی کی ہے۔ میں نے کہا کیا ترقی کی ہے؟ مسلمانوں کی صرف ایک اذان ہی کا مقابلہ کر لو۔ تم لوگوں سے سوائے گھنٹے بجانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان کوٹھوں پر، بلند میناروں پر چڑھ کر پانچ وقت اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر خدائے تعالیٰ کے جلال اور کبریائی کے لئے کوئی چیز یورپ ایجاد کر سکتا ہے؟۔ نہ یہودی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں، نہ عیسائی، نہ مجوسی اور نہ ہندو۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:-
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48-A Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

پاکستان کے موجودہ علماء اور اسلام

(مرسلہ: احمد طاہر مرزا)

پاکستان کے اخبار روزنامہ "پاکستان" کی ۲؍مئی ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں معروف کالم نگار جناب وقار ملک صاحب اور سابق آئی جی پولیس جناب سردار محمد چودھری صاحب کا مکالمہ "مذہبی جماعتوں نے پاکستان کو کیا دیا اور پاکستان سے کیا لیا" شائع ہوا ہے۔ اس کے بعض دلچسپ اقتباسات اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ان پر عنوانات ہمارے لگائے ہوئے ہیں۔

☆......☆......☆

سیاسی جماعتیں اور دین کا لاحقہ

"سردار محمد چودھری صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے مقابلے میں مذہبی و سیاسی جماعتوں کے کردار کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگے: "سب سے پہلے تو مجھے "دینی سیاسی جماعت" کی اصطلاح پر کچھ تحفظات بلکہ اعتراضات ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ کوئی سیاسی جماعت صرف سیاسی جماعت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی لاحقہ مناسب دکھائی نہیں دیتا۔ اس طرح کے لاحقوں سے سیاست کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور دین کو بھی ...... پاکستان کی وہ سیاسی جماعتیں جنہیں عرف عام میں دینی سیاسی جماعتیں کہا جاتا ہے دوسری سیاسی جماعتوں سے کسی طرح بھی مختلف نہیں ہیں۔ ان کے مقاصد اسی طرح سے سیاسی ہیں جس طرح سے دوسری جماعتوں کے ہیں اور جو جماعتیں اپنے نام کے ساتھ دینی کا لاحقہ نہیں لگاتیں، ضروری نہیں کہ وہ لادین جماعتیں ہوں"۔

☆......☆......☆

تحریک پاکستان اور ملّاؤں کا کردار

آئی جی پولیس نے کہا: "میرے خیال میں اس طرح کا ٹائٹل (سیاسی دینی جماعت) لوگوں کو فریب دینے کے مترادف ہے۔ آپ کے سوال کے الفاظ کو بدلتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ ایسے گروہ یا جماعتیں جن کے اندر ملاؤں کی تعداد زیادہ تھی انہیں اگر آپ مذہبی جماعتیں سمجھتے ہیں تو پھر ان کا تحریک پاکستان کے حوالے سے کردار زیادہ مستحسن نہیں تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے برصغیر کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے لئے ایک بھرپور جنگ لڑی۔ لیکن جن لوگوں کو آپ مذہبی جماعتیں یا جنہیں میں مذہبی گروہ قرار دیتا ہوں، انہوں نے مسلمانوں کے اندر گروہی انتشار پیدا کر کے تحریک پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا اور وہ امور جو تخلیق پاکستان میں نامکمل رہ گئے ہیں ان کا ذمہ دار بھی انہی دینی سیاسی جماعتوں کو ہی ٹھہراؤں گا"۔

☆......☆......☆

فرقہ سازی کی ذمہ دار جماعتیں

☆......"آپ کے ذہن میں ایک مذہبی سیاسی جماعت کا کیا خاکہ ہے اور اس خاکہ کے تناظر میں آپ پاکستان کی مذہبی سیاسی جماعتوں کا کیسے تجزیہ کرتے ہیں؟

☆......"میرے ذہن میں مذہبی جماعتوں کا کوئی خاکہ موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا وجود مسلمانوں کے اتحاد کے لئے ضرر رساں ہے اور ملت اسلامیہ کو نہ صرف گروہوں میں تقسیم کرنے کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں بلکہ فرقہ واریت اور فرقہ سازی کی وجہ بھی بنتے ہیں"۔

☆......☆......☆

کیا "مذہبی سیاسی جماعت" کا وجود اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق نہیں؟

سردار محمد چوہدری صاحب سے پوچھا گیا کہ: "قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو اچھائی کا حکم دے، بھلائی کی ترغیب دے اور برائی سے روکے ...... کیا مذہبی سیاسی جماعت کا وجود اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے عین مطابق نہیں؟

☆......"یہ فرض مولویوں کی کسی جماعت کے متعلق نہیں ہے کیونکہ مولوی قسم کا ادارہ اسلام میں موجود ہی نہیں ہے۔ یہ مولوی حضرات اسلام کے اوپر اپنی گروہی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے اس حکم کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں جماعت کا لفظ نہیں بلکہ امت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لئے اصل میں یہ فریضہ ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے نا کہ کسی نام نہاد مذہبی سیاسی جماعت پر!

☆......☆......☆

"مذہبی سیاسی جماعتوں" کی انتخاب میں ناکامی کی وجہ

☆......"چودھری صاحب! اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہاں کسی بھی انتخاب میں مذہبی سیاسی جماعتوں کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ گزشتہ انتخابات میں بھی ہماری ساری مذہبی جماعتوں کے منتخب نمائندوں کی تعداد اقلیتوں کے نمائندوں سے کم رہی؟

☆......اس کی وجہ بڑی واضح ہے کیونکہ **پاکستانی عوام بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ دین اسلام کو اپنے ذاتی سیاسی مقاصد کی خاطر استعمال کرنے کے لئے انتخابات میں حصہ لیتے ہیں لہذا لوگ ان کی اس منافقت کو پہچانتے ہوئے ان کو انتخابات میں مسترد کر دیتے ہیں۔**

سردار محمد چودھری صاحب سے پوچھا گیا کہ: "آپ ماضی میں مذہبی جماعتوں کے بننے والے اتحادوں کی ناکامی کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس حوالے سے ملی یکجہتی کونسل کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟"

☆......"اکثر و بیشتر یہ اتحاد کسی اعلیٰ فکر کے نتیجے میں وجود میں نہیں آئے تھے بلکہ ان اتحادوں میں شامل مذہبی سیاسی جماعتوں کے چھپے ہوئے سیاسی مقاصد ہوتے جن کی خاطر وہ تھوڑی دیر کے لئے اکٹھے ہوتے، کھاتے پیتے اور منتشر ہو جاتے۔ مگر آپس کی دوری اس حد تک قائم رہتی کہ اکٹھے نماز بھی نہ پڑھتے۔ اب بھی صورتحال یہی ہے اور اس اتحاد کا انجام مذہبی جماعتوں کے پہلے بننے والے اتحادوں سے مختلف نہ ہوگا کیونکہ فکری سطح پر کوئی ہم آہنگی موجود نہیں ہے"۔

☆......"ہمارے ملک کی اکثر جماعتیں خواہ وہ سیاسی ہوں یا مذہبی سیاسی ...... ان کے اندر جمہوریت کا فقدان ہے اگر بعض سیاسی جماعتوں کے اندر موروثی سلسلہ رائج ہے تو مذہبی و سیاسی جماعتوں میں پیری مریدی ہے۔ اس صورت حال کے تناظر میں ان جماعتوں کو جمہوریت کے مطالبہ کی بات کیسے زیب دیتی ہے؟"

☆......☆......☆

نفاذ اسلام یا نفوذ اسلام؟

"پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ کیا ہم پاکستان کے اس مطلب یا مقصد کو مذہبی و سیاسی جماعتوں کے بغیر حاصل کر سکتے ہیں؟"

☆......"جہاں تک نفاذ اسلام کا تعلق ہے بدقسمتی سے ہمارے ہاں بعض لوگوں نے اسے دفعہ ۱۴۴ کا درجہ دے دیا ہے۔ وہ اسلام کا نفاذ اس طرح سے چاہتے ہیں جس طرح دفعہ ۱۴۴ نافذ کی جاتی ہے۔ اسلام کا تعلق انسانی عقیدے سے ہے اور اسلام میں دین کے سلسلے میں جبر منع ہے۔ رہا سوال فقہ اسلامیہ کا تو اس کے بہت سے حصے پاکستان کی سیاست میں پہلے ہی نافذ العمل ہیں۔ شادی بیاہ، وراثت اور دوسرے دیوانی معاملات اسلامی شریعت کے مطابق ہی طے ہو رہے ہیں۔ فوجداری مقدموں کے حوالے سے حدود آرڈیننس نافذ ہے۔ قصاص اور دیت کے قوانین بھی موجود ہیں۔ سود کے حوالے سے بھی سپریم کورٹ کا فیصلہ آ چکا ہے۔ اس لئے قوانین کی حد تک پاکستان میں مکمل طور پر اسلام نافذ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بھی نفاذ اسلام کا نعرہ لگاتے رہنا بے محل نظر آتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اب نفاذ اسلام کی بات کرتے ہیں ان کے محض سیاسی مقاصد ہیں۔ میرے نزدیک اس وقت نفاذ اسلام کی نہیں بلکہ نفوذ اسلام کی ضرورت ہے۔ تا کہ مسلمانوں کے قلب و روح کے اندر روح اسلام منتقل ہو سکے۔

☆......☆......☆

"مذہبی سیاسی جماعتیں" سماجی و سیاسی انتشار کی ذمہ دار

سردار محمد چودھری صاحب سے پوچھا گیا کہ "آخر میں آپ مذہبی جماعتوں کے حوالے سے گفتگو کا خلاصہ (اس سوال کے تناظر میں کہ مذہبی جماعتوں نے پاکستان کو کیا دیا اور پاکستان سے کیا لیا) کیسے بیان کریں گے؟"

☆......": میرے خیال میں مذہبی جماعتوں نے پاکستان کو ماسوائے سماجی اور سیاسی انتشار کے کچھ نہیں دیا۔ درحقیقت جب یہ لوگ دینی سیاسی جماعتوں کا نام استعمال کرتے ہیں تو ساتھ ہی وہ دوسری جماعتوں کی تکفیر کر رہے ہوتے ہیں۔ جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ دوسری سیاسی جماعتیں لادین ہیں۔ اس طرح وہ فرقہ سازی اور فرقہ واریت کے فروغ کا سبب بن رہی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دوسرے ملکوں کی تفرقہ بازی کو پاکستان کے اندر لا کر قوم کو ایک طرح کی "پراکسی وار" میں جھونک دیتے ہیں"۔

حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ ۵۳ سال میں مذہبی جماعتیں جنہوں نے اسلام کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا عوام کی طرف سے رد ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ان جماعتوں کا بھیانک کردار ایک پولیس مین کی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ مگر نامعلوم پاکستان کے حکمرانوں کو کیوں سمجھ نہیں آتا۔ وہ پھر اسی دشمن ملک و ملت سے مرعوب ہو کر اسے اپنے سینہ سے چمٹاتے ہیں۔ کاش حکومت وقت اس ۵۳ سالہ پیر تسمہ پا سے پیچھا چھڑا کر وطن کو مزید انتشار سے بچا سکے۔

نحوستوں کا قلندر ہے پیر تسمہ پا
کسی دن اس کو گلے سے اتار کر دیکھو

بیلہ بوتیک

جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کی خصوصی آفر (سٹاک حاضر ہے) پہلے آیئے، پہلے پایئے

لون سوٹ ۲۹ مارک — کاٹن سوٹ ۳۹ مارک

Tel: 069 24279400 & 0170 2128820
Kaiser Str 64 Laden 29 - Frankfurt

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

فرنچ بولنے والے مهمانوں کی

حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساته

مجلس سوال وجواب

(مرتبہ:نصیر احمد شاهد۔ مبلغ بلجیم)

۴/جون ۲۰۰۰ء بروز اتوار بیت السلام برسلز (بلجیم) میں فرنچ بولنے والے مہمانوں کی حضور ایدہ اللہ کے ساته ایک سوال وجواب کی مجلس ہوئی ۔ اس مجلس میں بلج ، افریقن اورعرب مہمان شامل تهے۔ تلاوت قرآن کریم اور تعارفی باتیں حضور انور ایدہ اللہ کی تشریف آوری سے قبل ہو چکی تهیں ۔ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ مارکی میں تشریف لائے اور سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا ۔ خاکسار(نصیر احمد شاہد مبلغ بلجیم) کو فرنچ زبان میں ترجمانی کاشرف ملا۔ اس مجلس میں پوچهے جانے والے بعض سوال وجواب اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں ۔ (مرتب)

پہلا سوال ابارشن (Abortion) کے بارہ میں تھا کہ اگر بچہ ماں کے پیٹ میں جسمانی یاذہنی لحاظ سے اپاہج ہو تو اسلام اس بارہ میں کیا تعلیم دیتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ڈاکٹر کے علم کے مطابق بچہ ماں کی زندگی کے لئے خطرہ کا موجب ہو تو ابارشن جائز ہے۔ لیکن غربت اور کمزور اقتصادی حالات کے پیش نظر قرآن کے مطابق ابارشن جائز نہیں کیونکہ اقتصادی حالات خدا کے ہاتھ میں ہیں ۔ اگر خداتعالیٰ پر بھروسہ ہو تو غریب گھرانہ میں پیدا ہونے والا بچہ اقتصادی حالت میں بہتری کا باعث ہو سکتا ہے۔

☆......☆......☆

ہندوؤں میں مردہ کو جلانے کی رسم کے بارہ میں ایک استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہندو مذہب ابتدا ایسی نبیوں سے ملا۔ ہمارا ایمان ہے کہ ان انبیاء کو جلایا نہیں گیا تھا۔ اور ان کو جلائے جانے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کسی زمانہ میں متعدی بیماریوں سے مرنے والوں کو احتیاطاً جلایا جاتا ہوگا کہ وہ بیماریاں نہ پھیلیں اور بعد میں لاعلمی سے یہ رسم پڑ گئی ہو۔

☆......☆......☆

تعدد ازدواج کے بارہ میں مختلف چھوٹے چھوٹے سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چار بیویوں کی اجازت ہے، قانون نہیں ہے۔ ورنہ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہوتی۔ چونکہ عورت مرد تقریباً برابر تعداد میں ہوتے ہیں۔ اگر چار بیویوں کا قانون ہو تو تین چوتھائی مرد بغیر شادی کے رہ جائیں گے اور یہ ایک جرم اور ظلم ہوگا جو کہ قانون قدرت اور قانون فطرت کے خلاف ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسا قانون نہیں بنا سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ دراصل تعدد ازدواج کی تعلیم قرآنی سیاق وسباق کے مطابق جنگ کے استثنائی حالات سے متعلق ہے۔ چونکہ جنگ کے بعد عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں تعدد ازدواج سے معاشرہ کا اخلاقی معیار برقرار رکھا جاسکتا ہے مگر یہ اجازت بھی بیویوں کے درمیان انصاف سے مشروط ہے۔

رہا یہ سوال کہ سب بیویوں سے یکساں محبت ناممکن ہے؟ حضور نے فرمایا یہ درست ہے اور قرآن کریم نے ایسا مطالبہ بھی نہیں کیا۔ انصاف اور برابر سلوک سے مراد فنانس، وقت اور معمولات زندگی میں برابری کا سلوک ہے اور جہاں تک محبت کا پہلو ہے وہ تمہارے کنٹرول میں نہیں ہے۔

سوال کے اس حصہ پر کہ آج کل کے زمانہ میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا جہنم نہیں؟ حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا جہنم ہے مگر اس کا انحصار ان خواتین پر ہے جن سے آپ شادی کرتے ہیں۔ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں ۔ وہ اکڑ کر رہتی ہیں ۔ باغی بھی ہو جاتی ہیں اور بعض تو مردوں کو مارتی بھی ہیں۔

☆......☆......☆

روح اور جسم کے بارہ میں مختلف سوالات کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: روح وہ چیز ہے جو محسوس ہوتی ہے۔ مگر انگلی رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ روح کہاں ہے۔ آخری شعور روح کا بھی ہے۔ بعض اس کو Mind کہتے ہیں اور بعض Brain کہتے ہیں ۔ مگر سائنسی تحقیق نے یہ بات روشن کر دی ہے کہ برین کمپیوٹر ہے جو اسے Operate کرتا ہے۔ موت کے وقت روح الگ ہو جاتی ہے اور اس بات کا انحصار ہم پر ہے کہ ہم اس روح سے خدا خوفی، شرافت اور انسانی خدمت کرکے کیسا سلوک کرتے ہیں۔ جب ہم انسان کی شرافت اور شر کی شناخت اس کی شکل دیکھ کر کرتے ہیں تو دراصل اس وقت ہم اس کی روح دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یوں روح جنتی اور جہنمی بنتی ہے اور اچھی روح آخرت میں بھی خوش ہوگی ۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس سے متعلق فلاسفی پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں بیان فرمایا ہے کہ اس زندگی میں انسان کو روح جسم کے ساتھ دی گئی ہے۔ موت کے وقت جب روح جسم سے الگ ہوگی تو وہ ایک ایسا روحانی جسم بن جائے گی جس کے اندر ایک لطیف روح ہوگی اور یوں روح ترقی کے مدارج طے کرے گی اور لطیف سے لطیف تر ہو جائے گی۔

☆......☆......☆

ایک سوال یہ ہوا کہ عیسائیت کا خدا محبت کا ہے، اسلام کا اللہ کیسا ہے؟

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح محبت۔ مگر محبت تو صرف ایک پہلو ہے۔ اور مطالعہ سے مختلف صفات معلوم کی جاسکتی ہیں۔

نیز فرمایا مسائل کے حل کے لئے صرف محبت ہی کافی نہیں ۔ مثلاً جرائم پیشہ لوگوں کو سزا ملنی چاہئے۔ بہت ہی کم مجرم ایسے ہوتے ہیں جن کی اصلاح محبت سے ہو سکتی ہے ۔ اکثر مجرموں کی اصلاح سزا سے ہوتی ہے اور انہیں سزا دینی پڑتی ہے۔ خدا صرف محبت سے ہی زندہ نہیں۔ خدا نے مسیح کے دشمنوں کو بھی تو سزا دی تھی۔

☆......☆......☆

دنیا میں ظلم و تعدی کب اور کیسے ختم ہوگی۔ نیز خداتعالیٰ Good اور قادر و مقتدر بھی ہے ۔ وہ ان حالات کو کیوں نہیں بدلتا؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خداتعالیٰ Good ہے مگر زبردستی نہیں کرتا۔ قرآن کریم کے مطابق انسانی آزادی ایک بنیادی قانون ہے۔ اچھا ہونا یا بُرا ہونا یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور وہ آزاد ہے۔ اسی لئے تو اچھائی کرنے سے جزا اور برائی کرنے پر سزا ملتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے جانوروں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض جانور اپنی افتاد طبع کی رو سے ظالم ہیں اور بعض ایسے نہیں ہیں۔ ان کے لئے خدا کی طرف سے کوئی جزا سزا نہیں ہے۔ چونکہ وہ اپنی طبع کے لحاظ سے مجبور ہیں مگر انسان آزاد ہے کہ اچھا ہو یا برا۔ مگر بدقسمتی سے آج کے انسان نے برا ہونے کو اختیار کر لیا ہے۔ یوں وہ اس دنیا میں بھی جہنم پیدا کر رہا ہے اور آخرت کی جہنم کا بھی خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ یہاں انسان، انسان سے ہی سزا پاتا ہے۔ یہ انسان کا پاگل پن ہے۔ اس طرح کے ظلم و تعدی کے حالات کی سزا آسمان سے Impose نہیں ہوتی۔

☆......☆......☆

اس مجلس میں موجود ایک وکیل نے صوفی ازم اور رہبانیت سے متعلق جماعت احمدیہ کے مؤقف کے بارہ میں جب سوال کیا تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم کی فلاسفی کو سمجھ کر عمل کرنے سے ایک مسلمان صوفی بن سکتا ہے لیکن رہبانیت کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ۔ ایسا کرنے سے تو دنیا کے سارے کام رک جائیں گے اور لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ اسلام کہتا ہے کہ خدا کو بھی یاد کرو اور دنیا کے کام بھی کرو۔ جیسے فارسی کا ایک قول ہے "دست بکار دل بیار"۔ مسلمانوں کو یوں زندگی گزارنی چاہئے کہ دنیا کے کاموں میں بھی مصروف ہوں اور دل خدا کی یاد میں بسے۔

☆......☆......☆

پاکستان کے موجودہ چیف ایگزیکٹو کے حالیہ بیانات اور احمدیوں کی صورت حال کے بارہ میں اسی وکیل کے سوال پر حضور انور نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ آرمی چیف نیۃً جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن وہ

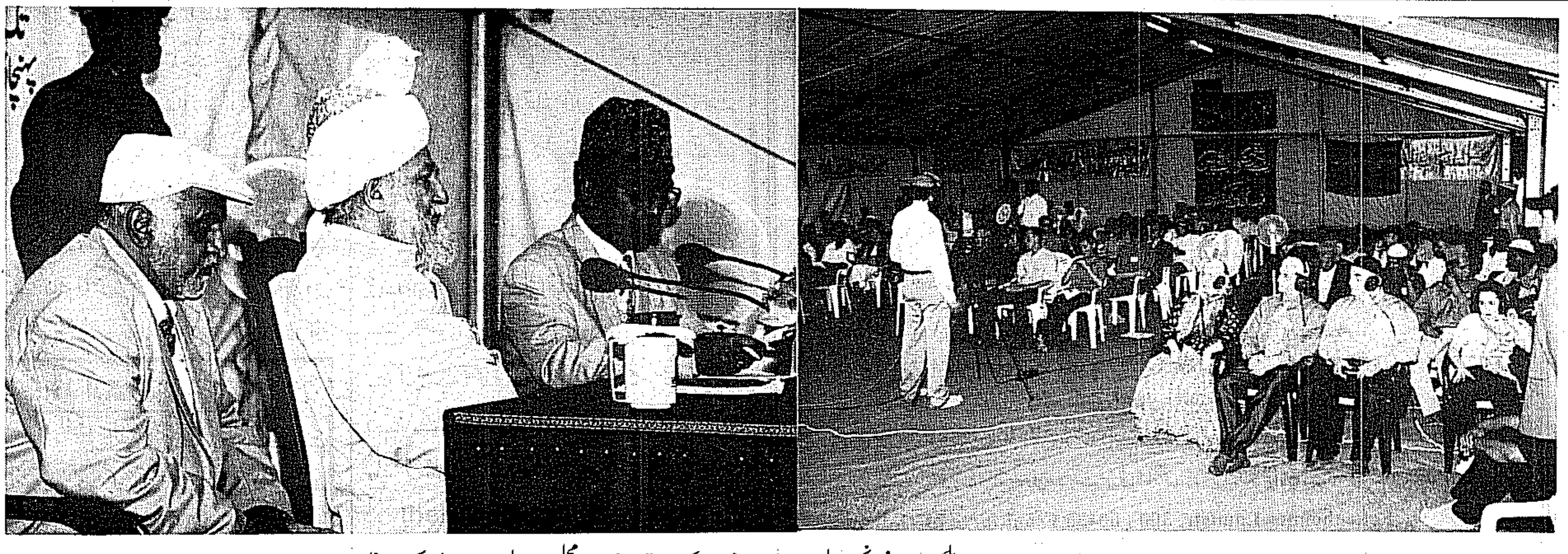

بلجیم میں فرنچ بولنے والے مہمانوں کے ساتھ منعقدہ مجلس سوال وجواب کا ایک منظر

ملاّں سے ڈر گیا ہے۔ انتہاء پسند ملاّں اس کے کندھے پر سوار ہو گئے ہیں ۔ آرمی ملاّں کا Cause، Serve کر رہی ہے ۔ یہ بزدلی ہے۔ آئندہ کیا ہوگا خدا ہی جانتا ہے اور مستقبل ہی بتائے گا کہ یہ Regime کیسا ہے؟

فرمایا جہاں تک احمدیوں کے حالات کا تعلق ہے سکون کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔ ان کے مسائل و مشکلات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ظلم اور زیادتی ویسے ہی ہے۔

☆......☆......☆

نظام جماعت کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا نظام آج کل دنیا میں رائج کرپٹ ڈیموکریسی سے مختلف ہے۔ کیونکہ اگر لوگ خوفِ خدا والے ہوں تو وہ خوف خدا والے لوگوں کو منتخب کریں گے۔ تو جماعت احمدیہ کا یہ نظام ایک طرح سے خدائی ہے اور دوسری طرف سے ڈیموکریٹک بھی یعنی یہ نظام انتخاب سے قائم ہوتا ہے۔ اور ساری دنیا کی جماعتوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ خلیفہ کا بھی انتخاب ہوتا ہے، Impose نہیں ہوتا۔ یوں نظام کی یہ سیڑھی نیچے سے اوپر جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے مکرم حامد شاہ صاحب امیر بلجیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میری دائیں طرف بلجیم کے امیر بیٹھے ہیں ۔ امیر کا الیکشن ہوتا ہے ۔ اگر کسی وجہ سے کہیں الیکشن ناممکن ہو تو خلیفہ وقت نامزد کردیتا ہے اور جماعت خوش دلی سے اسے قبول کرتی ہے۔ یہ خوبصورت نظام ہے۔ صرف ایک ہی ملک میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں ، مشرق و مغرب میں اور یورپ و امریکہ سب دنیا کے احمدی اس نظام سے منسلک ہیں۔

حضور نے فرمایا یوں نظام کا روحانی ہیڈ خلیفہؑ وقت ساری دنیا کے احمدیوں کو متحد رکھتا ہے۔ یہ بیمثال نظام ہے ۔ دنیا میں تو ایک ڈیموکریسی ایک ملک کے لوگوں کو متحد نہیں کرسکتی۔ مگر ہمارا یہ نظام ایک ملک میں نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں کو متحد کئے ہوئے ہے۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فنڈز کہاں سے حاصل کرتی ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر احمدی جو کماتا ہے اس میں سے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور یہ مالی قربانی 1/3 تک ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر مالی قربانی کی اپیلوں پر افراد جماعت خوشی سے مالی قربانی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اسے دیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نظام خاموش خدمات کا ہے۔ رضاکاروں کے کاموں کا ہے ۔ فرمایا: یہ کیمرہ مین ، گارڈ اور دوسرے رضاکار ہر ملک میں کام کرتے ہیں تو یوں ہمارا نظام چلتا ہے۔ مثلاً ایم ٹی اے انٹرنیشنل جو ۲۴ گھنٹے چلتا ہے تقریباً مکمل طور پر رضاکاروں سے چلتا ہے۔ بہت ہی کم پروفیشنلز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ایسا ٹی وی کوئی غیر مذہبی تنظیم چلائے تو جو دولت استعمال کرنی پڑے گی اس کا بجٹ اتنا زیادہ ہوگا کہ یہ کام ناممکن ہو جائے گا ۔ جماعت احمدیہ میں رضاکارانہ خدمات کے نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خاموش اور ایمان داری سے پیش کی جانے والی خدمات ہیں۔

☆......☆......☆

اسی مہمان نے یہ سوال بھی کیا کہ کیا حضور اسلام کی سچائی اور اپنے ایمان کو تجربات کی روشنی میں بیان فرمائیں گے؟

اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسلام کی سچائی پر ایمان کے بغیر یہاں نہ ہوتا اور فرمایا کہ خدا پر ایمان اس کی بتائی ہوئی مستقبل کی خبروں کے پورا ہونے میں ہے۔ مثلاً بھٹو کے انجام کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے اس وقت بتایا جبکہ میں ابھی خلیفہ بھی نہیں بنا تھا۔ چونکہ بھٹو کو اقتدار میں لانے کے لئے میری کوششیں بھی شامل تھیں اور اقتدار میں آکر اس نے جماعت احمدیہ پر بہت ظلم کئے ۔ ان حالات میں مَیں بہت پریشان اور بے چین تھا اور بہت دعائیں کرتا تھا کہ اس کو ایسی سزا ملے جو ایک سبق ہو، تا مجھے ریلیف ملے۔

حضور نے فرمایا ایک رات دو بجے بے اختیاری میں یکدم جست لگا کر بستر سے اٹھا اور اس وقت کچھ قرآنی الفاظ پڑھ رہا تھا۔ فوراً قرآن کریم کھول کر دیکھا ان الفاظ کا مطلب یہ تھا کہ خدا کی سزا اس سے زیادہ سخت ہو گی جیسے تم سمجھتے ہو۔ مجھے اس وقت سو فیصد یقین ہو گیا کہ صبح کچھ خبر لائے گی ۔ صبح ریڈیو on کیا تو پہلی خبر یہ تھی کہ دو بجے رات بھٹو کو پھانسی دے دی گئی ہے ۔ حضور نے فرمایا یہ ذاتی تجربات ہیں۔ دہریہ جو مرضی خدا کے خلاف کہے اس سے میرا ایمان کبھی بھی ڈگمگا نہیں سکتا۔

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ایک ۵۲ سالہ دشمن جسے کتا کہا گیا کی ہلاکت کی خبر دی تھی۔ فرمایا، دیکھو بھٹو ۵۲ ویں سال میں داخل ہو چکا تھا۔ ملاّں نے اس کی اشاعت کی اور دشمن احمدیت ڈکٹیٹر ضیاء کو کہہ رہے تھے کہ اس سال بھٹو کو نہ مارنا ورنہ بانیٔ احمدیت کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ مگر نہ ملاّں کی کچھ چلی اور نہ ضیاء کی۔ وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ جب بھٹو کو مارا گیا تو آرمی آفیسرز کو اطلاع دینے کے لئے جو Code Words استعمال کئے گئے اس میں لکھا تھا:

Black dog is excecuted!

ایک گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے خریداروں سے درخواست ہے کہ الفضل کے دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت AFC نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ جزاکم اللہ (مینیجر)

مینارۃ المسیح (قادیان)

آج سے سو سال قبل ۲۸؍ مئی ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد اقصیٰ کے شرقی جانب ایک مینار تعمیر کرنے کی تجویز فرمائی اور اس کی تین اغراض بیان فرمائیں۔

☆......اوّل یہ کہ مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

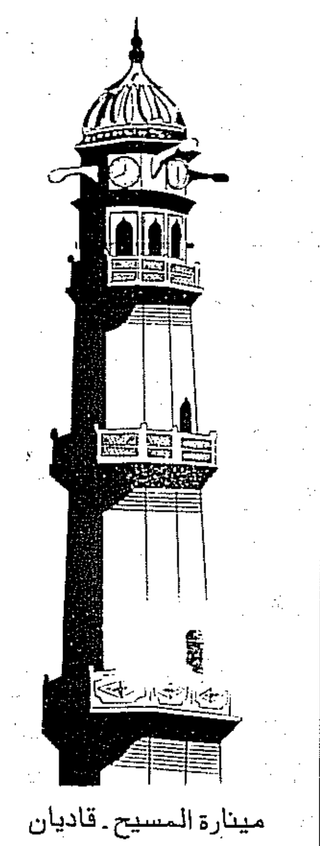

مینارۃ المسیح۔ قادیان

☆......دوم: دوسرا مطلب اس مینارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے میں ایک بڑا لالٹین نصب کردیا جائے گا ...... یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دُور دُور جائے گی۔

☆......سوم: تیسرا مطلب اس مینارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ نصب کردیا جائے گا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس مینارہ کے ذریعہ سے جاری ہونگے ان کے اندر تین حقیقتیں بھی ہیں:

اول۔ یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی آواز ہر کان تک پہنچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے نہیں پا سکتے ، کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔

دوسرے ۔ وہ لالٹین جو اس مینارہ کی دیوار پر نصب کی جائے گی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ۔ ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرنے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے ۔ وہ گھنٹہ جو اس مینارہ کے کسی حصہ دیوار پر نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں۔ یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا ہے۔ اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ (تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۳۵، ۳۶۔ اشتہار ۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء)

منارۃ المسیح کے لئے کچھ چندہ تو جمع ہو گیا مگر اور کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے اس کی تعمیر میں کچھ تاخیر ہو گئی ۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۳ء میں حضور علیہ السلام نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد مبارک میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

Malik Food

سیل زبردست سیل ۳۱؍ جولائی ۲۰۰۰ء تک

Malik Food والوں کی طرف سے فخریہ پیشکش

جرمن بکرے کا تازہ حلال گوشت (سالم بکرا)	10-00 DM (فی کلو)
چپاتی آٹا (۱۰ کلو)	7-00 DM
پاکستانی کرنل باسمتی چاول (فی ۱۰ کلو)	32-00 DM
دال مونگ، دال چنا، دال مسور، دال ماش (۲ کلو)	4-95 DM

احمد کے اچار (ایک کلو) DM 5-50۔ ابلے چنے (۱۲ ڈبے) DM 7-50۔ پاکستانی سبزی (ایک کلو) DM 6-50

پاکستانی آم بارعایت خریدیں

تھوک اور پرچون پر بھی سامان حاصل کریں۔ شادی بیاہ اور دیگر پارٹیوں کے موقع پر پکا پکایا لذیذ اور عمدہ کھانا زردہ یا کھیر، گوشت قورمہ، گوشت پلاؤ، اوون روسٹ مرغی ۹ مارک فی کس۔ اور کھانا پکانے کا بھی معقول انتظام ہے

Eckenheimer Landstr. 300 . 60435 Frankfurt / M

Tel: (069) 543628 Fax: (069) 954 10982

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف صحابہ کو انفرادی طور پر بعض دعائیں دینے کا ایمان افروز تذکرہ

انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۳؍جون ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۳؍احسان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد الہدایہ یوگ یکارتہ (انڈونیشیا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً . اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ . وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾۔

(سورۃ الاعراف آیات ۵۶،۵۷)

اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

عَنْ اَبِی عَلِی رَجُلٍ مِّنْ بَنِی کَاھِلٍ۔ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ قبیلہ بنی کاھل کے ایک شخص ابو علی سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے بیان کیا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی خفی تر ہے۔ کسی شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم شرک سے کیسے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی خفی تر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم یہ دعا کرو اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جانتے بوجھتے ہوئے کسی چیز کو تیرا شریک ٹھہرائیں۔ نیز ہم لاعلمی میں شرک کرنے سے بھی تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند الکوفیین)

ایک حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جو صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے موقع پر تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھیں بند کیں۔ یہ جو سنت ہے جنازے کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں یہ اسی وقت سے چلی ہوئی ہے اور پھر جو لوگ اس موقع پر واویلا کر رہے تھے ان کو فرمایا: یہ وقت دعاء خیر کا ہے کیونکہ فرشتے بھی اس وقت دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی: اے اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے اور اس کے درجات ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اچھے جانشین بنا اور اے رب العالمین! اسے اور ہمیں بخش دے۔ اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اس میں اس کے نور پیدا فرما۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز)

ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جو سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ آپؐ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ حضور ﷺ اپنا دست مبارک پیالہ میں ڈالتے پھر پانی اپنے چہرہ مبارک پر لگاتے، پھر دعا کرتے کہ اے اللہ موت کی مدہوشیوں کے خلاف میری مدد فرما۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب ماجاء فی الجنائز)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دعا کرتے سنا جبکہ آپؐ میری گود کا سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش، مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ ساتھی سے ملادے۔ (صحیح بخاری کتاب المرضیٰ)

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الدعوات میں درج ہے کہ ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہیں سعید بن میبّب اور عروہ بن زبیر نے بتایا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ چاہے تو خدا اس کی یہاں زندگی لمبی کر دے، چاہے تو واپس چلا جائے۔ پھر جب آپ کا آخری وقت آیا جبکہ حضور ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو حضور ﷺ پر غشی طاری ہوئی، پھر کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ نے چھت کی طرف نظر اٹھا کر کہا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى، اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر میں نے دل میں کہا کہ پھر آپ ہمیں تو اختیار نہیں کریں گے یعنی جب اپنے رفیق اعلیٰ سے ملیں گے تو پھر ہمیں کیوں پوچھیں گے۔ بہر حال حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آخری کلمات آپؐ کی زبان مبارک سے یہی نکلے تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى، اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔

ایک ترمذی کتاب المناقب میں روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ خریدنے کی رات میرے لئے پچیس بار استغفار کیا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس سفر کے دوران آنحضور ﷺ نے حضرت جابر سے اپنے لئے اونٹ خریدا تھا۔ حضرت جابر کے لئے دعا کی پچیس دفعہ کہ اللہ ان کو معاف فرمادے۔

ایک صحیح بخاری میں کتاب اللباس میں یہ حدیث سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مروی ہے حضرت ابوہریرہ سے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میری امت کے ستر ہزار لوگ جن کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہونگے جنت میں داخل ہونگے۔ ستّر ہزار سے مراد exactly ستّر ہزار نہیں بلکہ بہت بڑی تعداد مراد ہے۔ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی جو آنحضرت ﷺ کے بیٹھنے کے لئے چمڑا اٹھائے رکھتے تھے۔ حضرت عکاشہ کا ذکر آتا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کے لئے ہر وقت ایک چمڑے کا گدا ساتھ رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنادے۔ آپؐ نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ۔ اے اللہ اسے بھی ان میں سے کر دے۔ اس پر ایک اور شخص انصار میں سے اٹھا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے لئے بھی یہی دعا کریں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ اگر کسی کو پہلے خیال آگیا کسی بات کا اور دوسرے نے اٹھ کے کہنا شروع کر دیا کہ میرے لئے بھی، پھر تیسرا اٹھ جائے کہ میرے لئے بھی تو اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جس کے دل میں خدا نے پہلے خیر ڈالی دی

وہ سبقت لے گیا۔ تو صرف عکاشہ کو دعا دی دوسرے کھڑے ہونے والے کو وہ دعا نہ دی۔

اسی طرح بعض اور صحابہ کا ذکر بھی ملتا ہے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے خاص طور پر دعا دی ان میں سے ایک حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ یہ حدیث صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے ابو عامرؓ کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور اسے اوطاس ایک قبیلہ تھا مخالف، اس کی طرف روانہ کیا۔ دُرَید بن صمۃ سے ان کا مقابلہ ہوا۔ دُرَید مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو بھی شکست دی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر لگا جسے جُشَمی قبیلہ کے کسی آدمی نے مارا تھا۔ وہ تیر آپ کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ میں یعنی ابو موسیٰ ان کے پاس گیا اور پوچھا اے چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے۔ انہوں نے اشارے سے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ وہ سامنے جو آدمی کھڑا ہے وہ میرا قاتل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس قاتل کی طرف لپکا۔ جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے کہا او بے شرم اب کھڑا کیوں نہیں ہوتا۔ اس کو جب یوں غیرت دلائی تو وہ کھڑا ہو گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا اور اللہ کے فضل سے میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر کو آکر بتایا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا اب اس تیر کو نکالو۔ میں نے تیر نکال دیا اور اس جگہ سے پانی نکلنے لگا۔ مطلب ہے ادلا ہوا پانی معلوم ہوتا ہے وفات کا وقت قریب تھا اور پورا خون نہیں نکلا۔ آخری بات انہوں نے کہی اے میرے بھتیجے حضرت نبی اکرم ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ میں واپس لوٹا اور حضور ﷺ کے گھر حاضر ہوا۔ آپؐ موٹے بان کی چارپائی پر جس پر کپڑا ڈالا گیا تھا بیٹھے تھے اور آپؐ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر رسیوں کے نشان تھے۔ میں نے آپ کو فتح پانے اور ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی خبر دی اور عرض کیا کہ آخری بات انہوں نے یہ کی تھی کہ آنحضورؐ نے میرے لئے بخشش کی دعا کی درخواست کرنا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِی عَامِرٍ ۔ مطلب ہے، اے اللہ تو اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما۔ (صحیح مسلم کتاب تفسیر القرآن باب غزوۃ اوطاس)

انصار کے لئے خصوصیت سے سنن الترمذی سے یہ دعا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے سب انصار کو دعا دیتے ہوئے یہ فرمایا: اے اللہ انصار کو، ان کے بیٹوں کو، ان کے پوتوں، نواسوں کو اور ان کی عورتوں کو بخش دے۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الانصار و قریش)۔ صحابہ چونکہ بہت احتیاط کیا کرتے تھے کہ کوئی لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف زائد منسوب نہ کریں۔ اس لئے اس بارہ میں ایک راوی اپنے شک کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے پوتوں اور پڑپوتوں کے لئے بھی دعا کے لئے کہا تھا کہ نہیں۔

صحیح مسلم سے یہ روایت لی گئی ہے عبداللہ بن فضل روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا حرّہ مقام پر جو تکلیف مجھے پہنچی اس پر میں غمگین تھا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا کہ ان کا بھائی اس طرح دکھ میں مبتلا ہے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ان کو بتائی۔ وہ دعا یہ تھی: اے اللہ انصار کو بخش دے اور انصار کی اولاد کو بھی۔ یہاں ابن الفضل کو شک ہے کہ آپؐ نے انصار کے پوتوں کے لئے بھی دعا کی تھی یا نہیں۔ (صحیح مسلم کتاب التفسیر)۔ تو روایتوں میں صحابہ اس قدر احتیاط کیا کرتے تھے ماشاء اللہ۔

ایک روایت صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو صرف ایک شخص سعد بن مالک کے لئے اپنے والدین کا اکٹھا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے سعد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سعد تیر چلا، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی) یہ عرب محاورہ ہے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ پر تو ساری دنیا فدا ہو۔ مگر حضور اکرمؐ نے ایک دفعہ سعد کو یہ دعا دی تھی اور یہ برکت کی دعا ہے۔ اس کا مطلب لفظی ترجمہ مراد نہیں لینا چاہئے کہ واقعتاً ماں باپ فدا ہوں کیونکہ آپ تو بہت پہلے خدا کو پیارے ہو چکے تھے۔

ایک روایت میں عبداللہ بن ابی عوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی قوم صدقات لے کر آتی تو آپ دعا دیتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ کہ اے اللہ! فلاں کی آل پر بھی فضل فرما۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب صلاۃ الامام و دعائه لصاحب الصدقة)

ایک اور روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اوپر کپڑا ڈالا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک فرما دے۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب)

ایک صحیح بخاری میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خصوصی دعا کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دن کے ایک حصہ میں باہر نکلے اور آپؐ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میں نے آپ سے کچھ عرض کیا یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے صحن میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بچے ادھر آؤ، بچے ادھر آؤ۔ حضرت فاطمہؓ کو کسی وجہ سے دیر لگی۔ میں نے سمجھا کہ وہ اسے کوئی ہار وغیرہ پہنا رہی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ تیزی سے آئے اور حضرت امام حسن کو گلے سے لگا لیا اور پیار دیا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَحْبِبْہُ وَحِبَّ مَنْ یُحِبُّہٗ اے اللہ! اس سے محبت کر اور ان لوگوں سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع)

بخاری کتاب الادب میں حضرت اسامہ بن زید کی یہ روایت درج ہے۔ حضرت اسامہ ابھی بہت چھوٹے بچے تھے کہ آپؐ نے ان کو پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیا اور دوسرے پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایسا کئی بار ہوا۔ آپؐ ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّی اَرْحَمُھُمَا۔ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان سے بہت شفقت کا سلوک کرتا ہوں۔

سنن ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ آنحضور ﷺ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب)

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی بھوک اور فاقوں سے ایسے بدحال ہوئے کہ سماعت اور بصارت بھی متاثر ہو گئی۔ ہم نے اس انتہائی غربت کے عالم میں صحابۂ رسول ﷺ سے مدد چاہی مگر کوئی بھی ہمیں مہمان بنا کر اپنے گھر نہ ٹھہرا سکا۔ اس پر ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور کے پاس تین بکریاں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا ان بکریوں کا دودھ دوہ لیا کرو۔ ہم چاروں پی لیا کریں گے اور اس طرح گزارہ ہونے لگا۔ اور ہم اپنے حصے کا دودھ پی کر رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ رکھ لیا کرتے تھے۔ آخر پر آپؐ تہجد کے بعد اس طرف بڑھتے تھے جہاں آپ کے لئے دودھ کا گلاس رکھا ہوتا تھا اور دودھ پی لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دن میرے دل میں شیطان نے یہ خیال ڈال دیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس دودھ کی کیا ضرورت ہے جبکہ آپکی خدمت میں بے شمار تحفے پیش ہوتے رہتے ہیں تو کیوں نہ میں ہی سارا دودھ پی لوں۔ اس حرکت کے بعد کہتے ہیں میں اتنا شرمندہ ہوا کہ میری نیند اڑ گئی اور میں نے چادر اوڑھ لی اور انتظار کرتا رہا کہ دیکھیں رسول اللہ ﷺ کب تشریف لاتے ہیں۔ شاید وہ میرے لئے بددعا کریں یہ دیکھ کر کہ میں ان کے حصہ کا دودھ بھی پی گیا ہوں۔ جب حضورؐ تہجد کے بعد تشریف لائے، اور برتن سے ڈھکنا اٹھایا تو اس میں کوئی دودھ نہیں تھا۔ اس پر کہتے ہیں میں ڈرا کہ اب رسول اللہ ﷺ میرے لئے بددعا کریں گے مگر آنحضور ﷺ نے صرف یہ دعا کی کہ اے اللہ جو مجھے کھلائے تو بھی اس کو کھلا جو مجھے پلائے تو خود

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV
You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ Dishes from 35cm to 1.2m
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
+ All prices are exclusive of VAT

اس کو بھی پلایا۔

اس کے بعد یہ دوڑتے ہوئے ان بکریوں کی طرف گئے کہ دیکھیں ان میں کوئی دودھ ہے کہ نہیں تو حیرت زدہ رہ گئے کہ تینوں بکریوں کے تھنوں میں پوری طرح دودھ اترا ہوا تھا۔ کہتے ہیں اس پر میں نے دودھ کا برتن لیا اور دوبارہ ان بکریوں کو دوہا تو پورا برتن اسی طرح بھر گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سمجھے کہ شاید کسی نے بھی دودھ نہیں پیا تھا تو آپ نے ان سے کہا کہ تمہارے ساتھی بھی بغیر دودھ پئے سو گئے ہوں گے ان کو بھی پلاؤ۔ مگر رسول اللہ ﷺ کو میں نے ٹال دیا اور جو کچھ دودھ بچا تھا وہ سارا میں نے خود ہی پی لیا۔

یہ ایک لمبی حدیث ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے لئے کتنی قربانی کیا کرتے تھے اور بعض ان میں سے اس سے پھر بھی سبق نہ سیکھ سکے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان سب کے لئے دودھ اپنا تبرک بنا دیا تھا اس نے باقی دو ساتھیوں کو نہ دیا اور وہ بھی آپ ہی پی گیا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثار)

ایک روایت حضرت عوف بن الحارث کی مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنی بیویوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد جو شخص بھی تم سے نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرے گا وہ یقیناً سچا اور پاکباز ہوگا۔ کیونکہ حضرت عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے عیال کی خدمت کیا کرتے تھے اس لئے آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی کہ اے اللہ عوف کو جنت میں میٹھے چشمے والے پانی سے سیراب کر۔ (مسند احمد۔ باقی مسند الانصار)

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی: اللہ ابوبکر پر رحم فرما اس نے اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کی اور دارالہجرت کی طرف مجھے ساتھ لے کر گیا اور اس نے بلال حبشی کو اپنے ذاتی مال کے ذریعہ آزاد کرایا۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کے لئے بھی دعا کی اور یہ کہا کہ وہ ہمیشہ حق بات کہا کرتا ہے خواہ کڑوی ہی ہو............ پھر حضرت عثمانؓ کے لئے بھی دعا کی اور کہا عثمان پر رحم فرما اس سے تو فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں۔ فرشتوں کی حیا سے مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب بے تکلفی سے لیٹے ہوتے تھے اور پنڈلی تھوڑی سی ننگی ہوتی تھی تو حضرت عثمان کے آنے پر اس کو ڈھانپ لیا کرتے تھے کیونکہ حضرت عثمان کی طبیعت بڑی حیا والی تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان الفاظ میں دعا کی کہ اے اللہ علی پر بھی رحم فرما۔ اے اللہ جدھر بھی وہ ہو حق کو اس کی طرف کر دے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

ایک روایت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے جب وفد عبدالقیس آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے بدزبانی کی اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اٹھو اور ان کی بات کا جواب دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ طریق پر، احسن طریق پر ان کو جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو یہ دعا دی یَا اَبَابَکْرٍ اَعْطَاکَ اللّٰہُ الرِّضْوَانَ الْاَکْبَرَ۔ اے ابوبکر تجھے اللہ رضوان اکبر عطا فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ رضوانِ اکبر کیا ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب اللہ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی ظاہر فرمائے گا تو ابوبکر کے لئے خاص تجلی ظاہر فرمائے گا۔ (المستدرک۔ کتاب معرفۃ الصحابۃ۔ مناقب ابی بکر)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر یہ دعا کرتے ہوئے تین بار ہاتھ رکھا۔ اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَا فِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْہُ اِیْمَانًا۔ اے اللہ! اس کے دل میں جو کینہ ہے اس کو نکال دے اور اسے ایمان سے بدل دے۔ (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ۔ مناقب عمر۔ باب دعاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی حق عمر)

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے متعلق متعدد روایات ملتی ہیں اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دیکھو حضرت عمر سے دنیا کو کتنا بڑا فائدہ پہنچا۔ ابوجہل نے کوشش کی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے۔ دونوں نے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ عمر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا نعوذ باللہ من ذلک۔ اور دونوں کا ایک معاہدہ ہوا جس پر دونوں نے دستخط کئے۔ عمر نے جو اس رات صحابی ابھی نہیں ہوئے تھے اور ابوجہل نے۔ یہ جو اقتباس ہے اس کو غلطی سے میں نے حدیث کے طور پر بیان کیا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ ہیں، حضرت عمرؓ کے توبہ کرنے کا واقعہ درج ہے۔ اب میں دوبارہ پڑھتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کیا ہیں۔

"حضرت عمر سے دیکھو کس قدر فائدہ پہنچا۔ ایک زمانہ میں یہ ایمان نہ لائے تھے اور چار برس کا توقف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ خوب مصلحت سمجھتا ہے کہ اس میں کیا سرّ ہے"۔ بار بار رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے باوجود اتنا توقف کیوں ہوا یہ مراد ہے۔ "ابوجہل (بدبخت) نے کوشش کی کہ کوئی ایسا جابر شخص تلاش کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے"۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک وقت رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کے لئے جاتے ہیں دوسرے وقت میں وہی عمر اسلام کی خاطر خود ہی شہید ہو جاتے ہیں۔ بہرحال جب ان کا معاہدہ ابوجہل سے تو اس کے بعد آپ نے تو تلاش شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ کہاں کہاں جاتے ہیں، کس وقت اکیلے مل سکتے ہیں۔ جب لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ جا کر رات کے وقت اکیلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر بہت دعا کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ خانہ کعبہ جا کر چھپ گئے۔ اتنے میں آواز آنی شروع ہوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی آواز تھی۔ حضرت عمر نے یہ آواز سنی تو اور بھی زیادہ احتیاط سے چھپ کر بیٹھ گئے کہ جب آپ سجدہ کی حالت میں ہوں گے تو میں تلوار مار کر آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ آپ نے آتے ہی نماز شروع کر دی۔ پھر اس کے آگے کے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عمر کی اپنی روایت سے لئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی روایت یہ ہے کہ: "میں نے دیکھا کہ۔ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں اس قدر رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کہتے ہیں یہ الفاظ مجھے یاد ہیں رسول اللہ ﷺ یہ عرض کر رہے تھے سجدہ میں سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ۔ اے میرے مولیٰ! میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ میں دعائیں سنتا تھا تو میرا جگر پاش پاش ہو رہا تھا اور میرے ہاتھ سے حق کی ہیبت کی وجہ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی۔ دراصل تو میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ سچا رسول ہے اور یہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مگر نفس امارہ کو دیکھو کہ میں دوبارہ غلطی سے پھر اسی ارادہ پر قائم ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو کے چلے تو میں چپکے چپکے پیچھے چلا۔ میرے پاؤں کی آہٹ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے پیچھے آ رہا ہے۔ اس پر عمر نے کہا میں ہوں عمر۔ اس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! نہ تو رات کو پیچھا چھوڑتا ہے نہ دن کو۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی روح کی خوشبو آئی اور میری روح نے محسوس کیا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے بددعا نہ کریں۔ میں نے کہا اے حضرت میرے لئے بددعا نہ کرنا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ دراصل وہی گھڑی میرے اسلام لانے کی گھڑی تھی۔

آخری الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بارہ میں یہ ہیں: "اب سوچو کہ اس تضرع اور بکا میں کیسی تلوار مخفی تھی کہ جس نے عمر جیسے انسان کو جو قتل کے لئے معاہدہ کر کے آتا ہے آپ کی ادا کا شہید کر لیا"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۴۲۴-۴۲۵)

خلافت لائبریری ربوہ

خلافت لائبریری ربوہ جماعت کی لائبریری ہے۔ اس میں جماعت کی شائع شدہ کتب اور دیگر مذہبی کتب کے علاوہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لٹریچر اکٹھا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ لائبریری قیمتی اور نایاب لٹریچر کا خزانہ ہے جہاں جماعتی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس وقت لائبریری میں تقریباً ایک لاکھ دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔

جدید علوم اور نت نئی تحقیقات جو ساری دنیا میں ہو رہی ہیں ان سے جماعت کو آگاہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے متعلق کتب، رسائل اور دیگر مواد کو لائبریری میں محفوظ کیا جائے۔ اس پہلو سے آپ کے ملک میں شائع ہونے والی کتب، رسائل، مائیکروفلم، ویڈیو کیسٹ وغیرہ میں سے جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں کہ اس کا خلافت لائبریری میں ہونا ضروری ہے کیونکہ ان سے جماعت کے مؤقف کے ثبوت میں مدد مل سکتی ہے یا نئے اعتراضات کا جواب دیا جا سکتا ہے تو ضرور لائبریری کو مطلع فرمائیں اور ایسے مواد کے حصول کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ)

صداقت احمدیت کے نشانات

برسوں اور صدیوں قبل دی جانے والی بشارات

(مظفر چوھدری)

قریشی محمد حنیف صاحب قمر، سائیکل سیاح لکھتے ہیں:

............مغربی بنگال میں ۱۹۳۶ء میں شہر شیوڑی سے دو میل پر یہ واقعہ پیش آیا کہ میں امام مہدی کی منادی کر رہا تھا، تبلیغی سائیکل میرے ساتھ تھا۔ ایک مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ اس علاقہ میں یہ پیشگوئی مشہور ہے اور ہماری بعض کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ اس علاقہ میں امام مہدی کی منادی امام حنیف کریں گے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑوں سے نکلیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ محمد حنیف میرا ہی نام ہے اور کشمیر کے پہاڑوں میں میرا گھر ہے۔ جہاں سے نکل کر بنگال میں امام مہدی کی منادی کر رہا ہوں اور یہ سائیکل میرا عجیب گھوڑا ہے جو دنیا کے گھوڑوں سے نرالا ہے۔ جس پر ایک من سے زیادہ بوجھ ہے اور ہزاروں میل سفر کئے ہیں اور حضرت علیؓ کی ہی اولاد سے بھی ہوں۔ اب آپ کو ماننے میں کیا عذر ہے؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور کچھ رسالے مجھ سے پڑھنے کے لئے لے گئے۔

(قریشی محمد حنیف صاحب، سائیکل سیاح کے حالات زندگی۔قلمی۔خلافت لائبریری)

☆......☆......☆

ایک جماعت جو امام مہدیؑ کی جماعت سے ملنے کی منتظر ہے

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۳/اپریل ۱۹۳۷ء میں ملک عزیز احمد صاحب مجاہد جاوا لکھتے ہیں:

"چانجر...... شہر کے قریب ۱۵ میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ پچت نامی ہے جہاں کے لوگ اپنے آپ کو محققین کہتے ہیں۔ وہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اکثر رات کے وقت ان کے گھروں سے رونے کی آوازیں آتی ہیں جبکہ وہ معافی گناہ کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ ان کے بڑے لیڈر کا نام ابو بکر ہے۔ کئی سال گزر چکے ہیں کہ وہ لوگوں سے بالکل نہیں ملتے، گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ عمر ان کی ۳۰ یا ۳۵ کے قریب ہو گی۔ ان لوگوں کی یہ عجیب و غریب طرز زندگی دیکھ کر مجھے ان سے گفتگو کی خواہش پیدا ہوئی۔ ایک موقعہ پر پیر ابو بکر صاحب کے ایک معتمد مرید مسٹر دیراتا سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا کہ جو کچھ آپ بتاتے ہیں بالکل درست ہے اور میرے پیر نے ۱۹۲۸ء میں ایک رات خاص طور پر ۲ بجے کے قریب مجھے بلا کر کہا تھا کہ "سنو یہ علم جو ہم پکڑے ہوئے ہیں اصل نہیں ہے۔ اصل علم جو کہ تمام امت اسلام کے لئے ہے وہ امام مہدی لائے گا اور امام مہدی انڈیا میں لاہور کے قریب آ چکا ہے، اس کا نام "احمد" ہے۔ لوگ ان کے مریدوں کی بہت مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کی جماعت ہم سے یہاں ملے گی اور وہ سچی جماعت ہو گی"۔

یہ سن کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس وقت پیر صاحب وہاں نہیں تھے۔ اپنے مریدوں سے ملنے کے لئے دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد پھر ان کے مرید مسٹر دیراتا سے ملاقات کی گئی اور دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ جب ان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اسم مبارک سے مطلع کیا گیا تو انہوں نے کہا بے شک یہ درست ہے۔ امام مہدی کے خلیفہ کا نام محمود ہی ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ آپ ذرا انتظار کریں۔ پیر صاحب سے مفصل گفتگو کے بعد انشاء اللہ ہم لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو جائیں گے............"۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان ۲۳/اپریل ۱۹۳۷ء)

☆......☆......☆

مالیکا نامی بھوج پتر پر لکھی گئی پانچ سو برس قبل کی کتاب میں شہادت

مولانا محمد سلیم صاحب احمدیہ مشنری بلاد عربیہ الحکم ۲۸/مئی تا ۷/جون ۱۹۳۵ء میں اپنے ۱۹۳۴ء کے سفر اڑیسہ میں پیش آنے والے ایک عجیب واقعہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"کیرنگ کے قریب ایک گاؤں میں ایک ہندو سے پانصد سالہ پرانی کتاب "مالیکا" نام دستیاب ہوئی۔ جو اڑیہ زبان میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی ہے اور ہندوؤں کے پاس ہے۔ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے اور کیا نہیں۔ ایک دوست نے پڑھنا شروع کیا اور دوسرا اردو میں اس کا ترجمہ کرنے لگا۔ پہلے تو میں نے کچھ خیال نہ کیا لیکن جب اس نے ایسا ترجمہ کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ نہہ کلنک اوتار مغل ہو گا اور اڑیسہ کے شمال مغرب میں ہو گا۔ تو میں سب کام چھوڑ چھاڑ ہمہ تن گوش ہو گیا۔

اس کتاب میں لکھا تھا کہ:

۱۔...... کلجگ میں ایسا ہو گا، ایسا ہو گا اور پھر اڑیسہ کے شمال مغرب میں نہہ کلنک اوتار ظاہر ہو گا۔

(ہم نے نقشہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان کی بستی کٹک کے عین شمال مغرب میں واقع ہے)

۲۔...... نہہ کلنک اوتار کے شاگردان خاص میں سے دو بھائی اڑیسہ پہنچیں گے جن کو خاص طور پر وہاں بھجوایا جائے گا۔

میں نے مولوی عبدالغفور صاحب کی طرف دیکھا اور آپ نے میری طرف اور ہماری روحیں خدا کی حمد وثنا سے لبریز ہو گئیں۔ ہمیں متعلقہ نظارت نے بذریعہ تار کٹک بھجوایا تھا۔

۳۔...... وہ دونوں بھائی مختلف سمتوں سے آکر اڑیسہ میں ملیں گے۔

اللہ اللہ کس قدر بلندوبالا ہے خدا کی ہستی۔ ہم دونوں موسنی بنی میں تھے۔ اگر اس وقت تار مل جاتا یا میں ٹاٹا نگر سے چل کر کھڑک پور میں مولوی صاحب موصوف کو پالیتا تو ہم اکٹھے اڑیسہ میں داخل ہوتے۔ حالانکہ پیش گوئی میں لکھا تھا کہ وہ دونوں شاگرد علیحدہ علیحدہ داخل اڑیسہ ہونگے اور وہاں پہنچ کر ان کی ملاقات ہوگی۔

۴۔...... نہہ کلنک اوتار نے ان دونوں شاگردوں کو سات دن تک تعلیم دی ہو گی۔

خدا کی شان ہے کہ میں نے پورے سات سال میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور اسی طرح مولوی عبدالغفور صاحب نے بھی۔ ورنہ بظاہر کورس ایسا ہے کہ سات سال کے اندر مولوی فاضل کا امتحان پاس نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔...... ان کو ایسے رنگ میں تعلیم دی گئی ہو گی کہ دنیا کا بڑے سے بڑا فلاسفر اعتراض کر کے دیکھ لے وہ کافی وشافی جواب دیں گے۔

بلا شبہ احمدیہ دلائل کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

۶۔...... ان کے ہاتھ میں ایک کمان ہو گی۔

مولوی عبدالغفور صاحب کی غلیل میرے پاس تھی۔

۷۔...... نیز بارہ ہاتھ لمبی تلوار ان کے پاس ہو گی۔

اس سے مراد یقینا وہ بندوق ہے جو مولوی عبدالستار صاحب کی تھی اور جس سے ہم نے شکار کیا اسے کہتے ہیں ٹویل (Twelve۔ناقل) بارہ بور شارٹ گن۔

۸۔...... ان کا کوئی نشانہ خطا نہ جائے گا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا کوئی نشانہ خطا نہ گیا حتی کہ پانی میں تیرتے ہوئے سانپ پر مولوی عبدالغفور صاحب نے غلیل کا نشانہ لگایا تو وہ بھی فوراً مر گیا۔ (مولوی عبدالغفور صاحب معروف عبداللہ شکاری صاحب نشانہ باز کے بڑے بھائی تھے۔ناقل)

۹۔...... وہ رتھوں میں سوار ہو کر بندو ساگر تالاب دیکھنے کے لئے جائیں گے۔ لیکن جب تالاب کی طرف روانہ ہو نگے پیدا ہو نگے۔

اس کے متعلق اوپر لکھا جا چکا ہے (ہماری رفاقت میں کیرنگ کے چند نوجوان انصاراللہ تھے جنہوں نے اصرار کیا کہ اس شہر کا تالاب جس کا نام تھا بندوساگر ضرور دیکھ لیا جائے۔ حیص بیص کے بعد مولوی عبدالستار صاحب موصوف نیز دیگر چند احمدی مردوزن بیل گاڑیوں میں سیدھے سٹیشن کی طرف چل دئے اور ہم دونوں (خاکسار اور مولوی عبدالغفور صاحب) نے بہمراہی انصاراللہ تالاب کا رخ کیا۔ ہم دونوں سیڑھیوں سے اتر کر تالاب کے پانی تک گئے۔(صفحہ ۱۸)

۱۲۔...... وہ سات بجے دن بندوساگر تالاب پر پہنچیں گے۔

اللہ اللہ کس قدر عظیم الشان ہے یہ نشان جو خدا نے اپنے مسیح موعود کی سچائی کے لئے ظاہر فرمایا۔

۱۳۔...... جب وہ سٹیشن پر پہنچیں گے تو وشوامتر ان کا انتظار کر رہا ہو گا۔ پھر وہ بارہ بجے کے قریب گھوڑوں پر سوار ہو نگے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو دیکھا کہ مولوی عبدالستار صاحب پراونشل امیر ہمارے انتظار میں کھڑے ہیں۔ یقینا آپ ہی کا نام وشوامتر رکھا گیا ہے۔ اور گھوڑے سے مراد ریل گاڑی جو غالباً ساڑھے گیارہ بجے کٹک کے لئے بھنبیسر سے چھوٹتی ہے۔

۱۴۔...... جب وہ کٹک پہنچیں گے تو پدم جنگل میں ٹھہریں گے۔ جہاں سارے صوبے کے بھگت ان کے پاس آئیں گے، ان سے ہاتھ ملائیں گے اور ان سے سکھشا حاصل کریں گے۔

اس کے متعلق صرف اتنا بیان کرنا باقی ہے کہ احمدیہ دارالتبلیغ کٹک کے متصل ایک جگہ ہے جس کا نام "قدم" بہت ممکن ہے کسی زمانہ میں اس کا نام "پدم" ہی ہو مگر مرور زمانہ سے "قدم" مشہور ہو گیا ہو۔

نیز تحقیقات پر معلوم ہوا کہ جہاں احمدیہ دارالتبلیغ قائم ہے وہاں بالکل ویرانہ جنگل ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ احمدیہ دارالتبلیغ کٹک شہر کے ایک سرے پر واقع ہے۔ اڑیسہ کے بھگتوں کا ہم سے ملنا اور تعلیم لینا وغیرہ کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۱۵۔...... اس کتاب میں ایک سمت لکھا ہے جو سن چوالیس عیسوی میں ختم ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ اس عرصہ میں نہہ کلنک اوتار اڑیسہ فتح کر لے گا۔

خدا جانے اس فتح سے کیا مراد ہے اور اس کی نوعیت کیا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ۱۹۴۲ء تک دنیا میں عظیم الشان انقلابات رونما ہونگے۔ واللہ اعلم

☆......☆......☆

ایتھوپیا میں روایت

ایک غیر احمدی سیاح خان بہادر شیر جنگ صاحب لکھتے ہیں (بحوالہ الفضل ۱۸/مارچ ۱۹۲۴ء)

"۱۹۰۲ء میں میرا جانا ابی سینیا ملک حبش میں ہوا...... حبش میں........ ہمارا سفر جنگلیوں میں رہا۔ جو اکثر ننگے رہتے تھے۔ جب ہم جنگلی قطعے پر پہنچے تو وہاں کے سردار کا بھائی شاہ ملینک کے حکم سے ہم لوگوں کی مدد کے واسطے آیا۔ بہت دن ہمارے ہمراہ رہا.......... میں نے اس کو بذریعہ ترجمان کہا کہ سردار گلگلہ تم لوگ کیوں ایک مذہب اختیار نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ ہمارے بزرگوں سے یہ بات چلی آتی ہے کہ ہمارا پیشوا بہت خوبصورت تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو ایک کتاب دی تھی مگر اس کو گائے کھا گئی۔ اس دن سے ہمارا دستور ہے کہ جب دوسرے کو گائے دیتے ہیں تو اسے یہ تاکید کر دیتے ہیں کہ جب اس کو مارو یا مرے تو اس کا شکم ضرور چاک کر کے دیکھ لینا اور کتاب کو تلاش کرنا مگر ابھی تک ہمیں یہ کتاب نہیں ملی۔ لیکن ہمارے پیشوا نے ہمارے بزرگوں کو یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم سے کتاب گم ہو جاوے اور تم کو نہ ملے تو ہراساں نہ ہونا اور شمال مشرق کی طرف سردار نے ہاتھ اٹھایا اور کہا ہمارے پیشوا نے ہمارے بزرگوں کو بتایا تھا کہ اس طرف ایک شہر قودی ہے جو بہت دور ہے وہاں ایک آدمی آئے گا اور یہ کتاب وہاں سے مل سکے گی۔ وہاں سے شمال مشرق میں

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ غانا ۔ ترقی کی شاہراہ پر

☆نئی مساجد کا افتتاح☆ تین منزلہ مسجد کی تقریب سنگ بنیاد

☆تبلیغی سنٹر کی افتتاحی تقریب☆ ایک گاؤں میں پانی کی فراہمی

(رپورٹ : فهیم احمد خادم۔ مبلغ سلسله احمدیه)

محض خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیه غانا کے زیر اہتمام اپریل ۲۰۰۰ء میں کئی ایك اہم تقریبات منعقد ہوئیں جن میں ایك مسجد کا سنگ بنیاد، بعض مساجد کاافتتاح اور دیگر اہم تقریبات شامل ہیں۔ ان کی رپورٹ بغرض دعا ہدیۂ قارئین ہے۔

Yendi میں دو منزلہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تقریب افتتاح

۷ر اپریل کا دن ناردرن ریجن کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس روز Yendi کے مقام پر ایک دو منزلہ شاندار مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

پروگرام کے مطابق صبح ۹ بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو سرکٹ مشنری محترم احمد الحسن صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم یعقوب ابو بکر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی قصیدہ کے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ اس کے بعد ناردرن ریجن کے صدر صاحب نے Welcome Address پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم و محترم عبدالوہاب آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

اس تقریب میں Dagomba Traditional Area کے پیراماؤنٹ چیف اپنے چیف صاحبان کے ساتھ تشریف لائے۔ انہوں نے اس مسجد اور اس سے ملحقہ مشن ہاؤس کی تعمیر پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اس خوشی میں جماعت احمدیہ کو ایک گائے اور ۲۰۰ یام کا تحفہ پیش کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں غانا میں جماعت کی شاندار کارکردگی کو خراج تحسین پیش کیا اور اسے اسلام کے لئے باعث افتخار قرار دیا۔

Yendi میں غیر احمدیوں کے چیف امام محترم الحاج محمد یعقوب صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں واضح اعلان کیا کہ آنحضور ﷺ کے نزدیک ہر کلمہ گو شخص مسلمان ہے اور ایسے شخص کو غیر مسلم قرار دینا سراسر غلط ہے۔ اس تقریب میں ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو کے نمائندہ بھی شامل ہوئے جنہوں نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی تعریف کی۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ غانا نے اپنے خطاب میں فرمایا: جماعت احمدیہ تو مسلمانوں کے باہمی اتحاد و یگانگت اور تعاون کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہی ہے۔ آخر پر جملہ احباب جماعت نے اس مسجد میں نماز جمعہ، باجماعت ادا کی۔ اس مسجد کی تعمیر کے جملہ اخراجات مندرجہ ذیل دو احباب نے برداشت کئے:

1. Alhaj Ibrahim B.A.Bonsu
2. Mr. Yusuf Ahmad Edusei

اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جزائے خیر سے نوازے آمین۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب بیحد کامیاب رہی۔ ملک بھر سے احمدی احباب نے اس میں شرکت کی۔ اخبارات کے علاوہ ٹی وی اور ریڈیو نے بھی اس تقریب پر تفصیلی تبصرے نشر کئے۔

☆......☆......☆

Mpaha میں احمدیہ مشن ہاؤس اور مسجد کا افتتاح

مورخہ ۹ر اپریل ۲۰۰۰ء کو ناردرن ریجن میں یہ قصبہ Mpaha میں احمدیہ مسلم مشن اور احمدیہ مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز صبح ۱۰ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو Mpaha کے سرکٹ مشنری Mr.Adam Asamoah نے کی۔ اس کے بعد محترم عبدالمجید محمد صاحب سرکٹ مشنری نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی قصدہ سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ بعدہ مکرم و محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب، امیر و مشنری انچارج غانا نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

اس تقریب میں مکرم و محترم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے "مسلم اتحاد کی ضرورت" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ مکرم الحاج سعید احمد صاحب بھی تقریب میں شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی ہر میدان میں خدمات کو سراہا اور لوگوں کو احمدیت سے وابستہ رہنے کی تلقین کی۔

علاقہ کے سرکٹ مشنری نے گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا تھا۔ ان میں سے چند بچوں نے سٹیج پر آکر تلاوت کی تو حاضرین اس سے بے حد متاثر ہوئے۔ بچوں نے تلاوت کا انگریزی اور لوکل زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

☆......☆......☆

اشانٹی ریجن میں دو مساجد کا افتتاح

مورخہ ۲۸ر اپریل ۲۰۰۰ء کو اشانٹی ریجن میں دو مقامات Lineso اور Barniekrom پر نئی تعمیر شدہ مساجد کا افتتاح ہوا۔

Lineso کے مقام پر صبح دس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ہومیو ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نے کی۔ محترم علیم محمود صاحب مربی سلسلہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ اسکے بعد Lineso کے چیف Mr.Nana Abdul Karim Ababio نے احباب کو خوش آمدید کہا۔ یہ چیف خدا کے فضل سے احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ان پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ انہیں احمدیت کا نام بھی سننا گوارا نہ تھا اور آج احمدیت کی محبت ان کے دل میں گھر کر چکی ہے اور وہ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ آخر پر اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔

پانچ بجے سہ پہر Barniekrom میں حال ہی میں تعمیر ہونے والی احمدیہ مسجد کی افتتاحی تقریب شروع ہوئی۔ تلاوت Mr.Issa Akontare نے کی۔ اسکے بعد گیسٹ آف آنر Mr.Nana Nkawiehence نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آخر پر محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم، امیر و مشنری انچارج غانا نے خطاب فرمایا۔

Barniekrom میں نو تعمیر شدہ مسجد کا ایک خوبصورت منظر

اس تقریب میں اشانٹی ریجن کے علاوہ دیگر ریجنز سے بھی کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ ان دونوں مساجد کی تعمیر کے جملہ اخراجات جماعت کے درج ذیل مخلص احباب نے برداشت کئے۔

1. Mr.Yusuf Ahmad Edusei.
2. Mr. Ahmad Awusu.

اللہ تعالیٰ ہر دو کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

☆......☆......☆

ٹمالے میں تین منزلہ مسجد کی تقریب سنگ بنیاد

ٹمالے Tamale ناردرن ریجن کا صدر مقام ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ غانا نے تین منزلہ مسجد بنانے کا پروگرام بنایا۔ اس کے لئے ایک خوبصورت نقشہ تیار کیا گیا جو جماعت کے معروف آرکیٹیکٹ محترم چوہدری عبدالرشید صاحب نے تیار کیا۔

مورخہ ۸ر اپریل ۲۰۰۰ء کو اس مسجد کی تقریب بنیاد ہوئی جس میں ملک بھر کی احمدیہ جماعتوں سے کثیر احباب شامل ہوئے۔ اس تقریب میں ناردرن ریجن کے ریجنل منسٹر Mr.Alhaji Seidu Iddi بھی شامل ہوئے۔

اس مسجد کی تعمیر میں جملہ ریجنز کے احباب حسب استطاعت حصہ لے رہے ہیں تاہم ایک مخلص دوست Alhaj Abrahim B.A. Bonsu نے اس کی تعمیر کے لئے ایک صد ملین سیڈیز کی خطیر رقم بطور عطیہ پیش کی۔ نیز انہوں نے

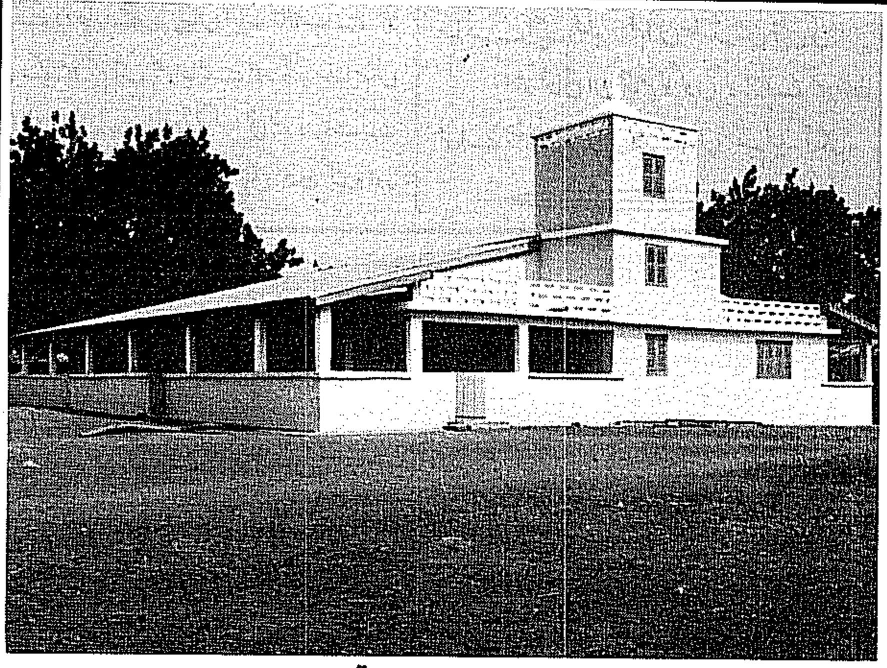

ناردرن ریجن غانا میں Mpaha کے مقام پر نو تعمیر شدہ خوبصورت مسجد احمدیہ

پچاس ملین سی ڈی کی مالیت کا سریہ بھی اس کی تعمیر کے لئے پیش کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

☆......☆......☆

تبلیغ سنٹر Boadi کا افتتاح

جب سے حضور پرنور ایدہ اللہ نے دعوت الی اللہ پر زور دیا ہے اور خصوصاً نومبایعین کی تربیت کی تلقین کی ہے جماعت احمدیہ غانا کی یہ خواہش رہی کہ حضور کے اس ارشاد پر والہانہ لبیک کہا جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ غانا نے تربیت سنٹر کے نام سے ایک عمارت تعمیر کروائی جس میں نومبایعین کی تربیت کی جاتی ہے۔ جماعت کی خواہش تھی کہ ایک تبلیغی سنٹر بھی ہو جس میں آڈیو، ویڈیو اور کمپیوٹرز کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے کام کو مؤثر و منظم بنایا

اشانٹی ریجن میں Boadi میں تعمیر شدہ تبلیغ سنٹر کی خوبصورت عمارت کا ایک منظر

جائے۔ خدا کے فضل سے اب یہ تبلیغی سنٹر بھی قائم ہو چکا ہے۔

اشانٹی ریجن میں کماسی کے قریب Boadi کے مقام پر تبلیغ سنٹر کے لئے ایک دو منزلہ شاندار اور دیدہ زیب عمارت تعمیر کی گئی۔ یہ عمارت رہائشی کمروں، دفاتر، ہال اور باتھ روم وغیرہ پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۹/اپریل ۲۰۰۰ء کو اس تبلیغ سنٹر کا افتتاح ہوا۔ تلاوت قرآن کریم سے اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا جو محترم عبدالرحمٰن ہارون صاحب نے کی۔ محترم مولوی علیم محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ جماعت احمدیہ بواڈی کے صدر Mr. Nana Issa Tabi نے Welcome Address پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم و محترم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے اس سنٹر کا تعارف پیش کیا۔ آخر پر مکرم و محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

یہ تبلیغ سنٹر دو کمپیوٹرز سے آراستہ ہے جو Alhaj Ibrahim B.A.Bonsu نے سنٹر کے لئے بطور عطیہ دئے ہیں تا کہ جماعت کی تبلیغی و تربیتی مساعی کو منظم و موثر بنایا جاسکے۔ یہاں ایک شاندار لائبریری بھی قائم کی گئی ہے جس میں بہت سی اہم کتب رکھی گئی ہیں۔

اس تقریب میں جماعت کے کثیر احباب شریک ہوئے جن میں ڈاکٹرز، مرکزی مبلغین، اساتذہ اور ممبران مجلس عاملہ شامل ہیں۔ اس تبلیغ سنٹر کے جملہ اخراجات بھی Mr. Yusuf Ahmad Edusi نے برداشت کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

یہاں ضمناً یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ تبلیغ سنٹر کے ساتھ ہی تربیتی سنٹر کے نام سے بھی ایک عمارت تعمیر کی گئی ہے جو جماعت کے انہی مخلص دوست Mr. Yusuf Edussei نے تعمیر کروا کر جماعت کے سپرد کی ہے۔ یہ تربیتی سنٹر خدا کے فضل سے تربیتی کلاسز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

تربیتی کورس برائے نومبایعین آئمہ

اس تربیتی سنٹر میں نومبایعین آئمہ کی تربیت کے لئے دو ہفتہ کا کورس کروایا جاتا ہے۔ ۱۹۹۳ء میں آج تک اس قسم کے ۵۶ کورسز ہو چکے ہیں۔ ہر کورس کے دوران ۲۰ سے ۳۰ تک آئمہ تربیت پاتے رہے۔ خدا کے فضل سے ۱۲۲۰ آئمہ اس سکیم کے تحت تربیت کے مراحل سے گزر چکے ہیں۔

تربیتی کورس برائے نومبایعین: نوجوان نومبایعین کو چھ ماہ کے لئے تربیت دی جاتی ہے تا کہ وہ بعد میں اپنے علاقوں میں جا کر اس تربیت کے کام کو آگے جاری کر سکیں اور لوگوں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کر سکیں۔ اس سکیم کے تحت ۱۰ کلاسز ہو چکی ہیں جن میں اب تک اللہ کے فضل سے ۳۰۰ نومبایعین تربیت پا چکے ہیں۔

کورسز برائے داعیان الی الله: جماعت کے داعیان الی اللہ کے تین کورسز یہاں ہو چکے ہیں۔

تربیتی کورسز برائے سرکٹ مشنریز: Akan Area میں قائم ہونے والی نئی جماعتوں میں خصوصی تربیت کے لئے بھیجے جانے والے سرکٹ مشنریز کو بھی یہاں تیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے دو گروپوں کو تربیت دی جا چکی ہے۔

☆......☆......☆

Dida نامی گاؤں میں پانی کی فراہمی

کماسی سے اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر Dida نامی ایک گاؤں واقع ہے جس کی آبادی تین ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں کے لوگ پانی کی فراہمی کے مسئلہ سے دوچار تھے۔ یہاں ایک تالاب ہے جو بارش کے موسم میں بھر جاتا ہے اور پھر سارا سال لوگ اسی تالاب سے پانی لے کر اپنی ضروریات کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ یہ پانی سخت گندہ اور مضر صحت ہے۔

جماعت احمدیہ غانا کو اس گاؤں کی درخواست پر انہیں تازہ پانی فراہم کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت نے یہاں Bore Hole کروایا اور اس پر ہینڈ پمپ لگوادیا۔ اس پراجیکٹ پر ۱۵ ملین سیڈی خرچ ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پراجیکٹ کا افتتاح مورخہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۰ء کو مکرم و محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے کیا۔ اس تقریب میں ٹاؤن کے چیف، دیگر سب چیفس اور ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو بھی موجود تھے۔ اس موقع پر محترم چیف صاحب اور ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو نے اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ کی تعریف کی اور اس پانی کی فراہمی پر شکریہ ادا کیا۔ اس پراجیکٹ کے تمام اخراجات ایک مخلص احمدی Mr. Ahmad Owusu نے برداشت کئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

☆......☆......☆

آفت زدہ گاؤں کی مالی امداد

اشانٹی ریجن میں ایک چھوٹا سا گاؤں Garibakrom نام سے ہے جو صرف ۲۲ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ خدا کے فضل سے یہ سب لوگ احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ یہاں ایک معمر خاتون نے اپنے فارم میں آگ لگائی جو تیز ہوا کے باعث پھیل گئی اور آناً فاناً ایک مسجد اور ۲۱ گھروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ صرف ایک گھر آگ کی زد سے بچ سکا۔ اس حادثہ کے دوران ایک بچہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

جماعت احمدیہ نے یہاں ان کی مسجد از سر نو بنوائی اور انہیں ۷۳ ملین سیڈیز کی امداد دی۔ یہ امداد نقد رقم کے علاوہ گھروں کی تعمیر کے لئے مٹیریل، اشیاء خورونوش اور دیگر ضروری اشیاء کی صورت میں تھی۔ اس سلسلہ میں بیس ملین سیڈی کی مالیت کے کپڑے لجنہ اماء اللہ اشانٹی ریجن نے بطور عطیہ کے فراہم کئے تھے۔ اس کے علاوہ الحاجیہ آمنہ خالد صاحبہ نے ایک خطیر رقم اس سلسلہ میں پیش کی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ آمین۔

کماسی کے قریب Boadi کے مقام پر تبلیغ سنٹر سے ملحقہ تربیت سنٹر کا ایک خوبصورت نظارہ

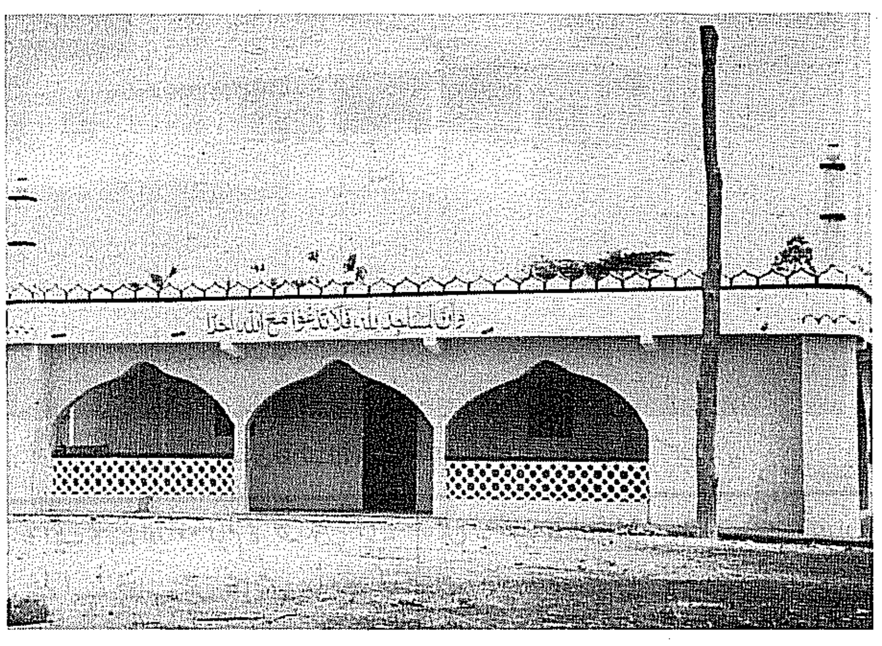

ویسٹرن ریجن غانا میں Lineso کے مقام پر تعمیر ہونے والی خوبصورت مسجد کا ایک منظر

میرے ابّی

تحریر: احمد سلام ابن ڈاکٹر پروفیسر محمد عبدالسلام صاحب (مرحوم)۔ انگریزی سے ترجمہ: (کپتان) شمیم احمد خالد)

جب سے مجھے ٹرائسٹ سے ڈاکٹر حامنڈ (Hamende) کی فیکس ملی ہے کہ کیا میں اپنے ابی کی یادوں پر مبنی مجوزہ کتاب کے لئے کچھ لکھنا پسند کروں گا۔ میں اس کوشش میں رہا ہوں کہ اپنے ذہن میں واضح ہو جاؤں کہ میں لکھنا کیا چاہتا ہوں۔ لکھنے کے لئے تو بہت کچھ ہے لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسی چند یادیں لکھوں جن سے صحیح اندازہ ہو سکے کہ میرے ابیؔ جان کیسے غیر معمولی انسان تھے۔ مزید برآں ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ لکھوں۔ اگر یہ باتیں کچھ بے جوڑ لگیں تو میں قارئین سے معذرت چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے دو بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ میں انہیں بڑھتے اور ترقی کرتے دیکھ رہا ہوں اور ان کی پرورش اور تربیت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ یقیناً میرے ابیؔ جان کو بھی اپنے بچوں کی قربت کی نعمت کا پورا احساس تھا لیکن اپنے عظیم مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے اس معاملے میں بہت قربانی دی۔ ایک دفعہ گھر میں اس بات کا تذکرہ بھی ہوا کہ اس بڑے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے تنہائی اور خلا کو برداشت کیا اور وہ مقصد دوسرے زیادہ ضرورتمند بچوں کی پرورش تھا۔ انہیں ان کی ضروریات کا اشد احساس تھا۔ ہمارے پاس تو ہماری والدہ بھی تھیں اور ضروریات زندگی بھی وافر لیکن ان بچوں کو میرے والد کی توجہ، رہنمائی اور شفقت کی ضرورت تھی۔ ابیؔ جان کو چونکہ اپنے والد کی مشفقانہ راہ نمائی اور محبت سے بہرہ مند ہونے کا ذاتی تجربہ تھا اس لئے انہیں اولاد کے لئے پدرانہ شفقت کی ضرورت کا پورا احساس تھا۔ اور انہیں یہ بھی یقین تھا کہ ان کے بچوں کی اصل حفاظت اور تربیت تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنی ہے لہٰذا وہ دعا کی طرف بہت توجہ دیتے تھے۔

ابیؔ کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ابیؔ سے جب بھی پوچھا جاتا کہ ان کے کتنے بچے ہیں تو وہ جواب دیتے کئی ہزار۔ یہ وہ بچے تھے جو ICTP کے ذریعے ان کے پاس پہنچتے۔ یہ وہ بچے ہیں جن سے میری اب ملاقات ہوتی ہے تو پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے ان کے لئے کیا کچھ کیا۔ انہیں دوسری امداد کے علاوہ کتنی حوصلہ افزائی، کتنا جذبہ دیا۔ اب احساس ہوتا ہے کہ ان بچوں کو اتنا وقت اور توجہ دینا کتنا ضروری تھا۔

بہرحال ہم باپ بیٹے کے لئے مشکل تھا کہ ان کے لندن میں چند گھنٹے قیام کے دوران ہمارے باہمی رشتہ کی پیاس کا خاطر خواہ علاج ہوتا۔ اسی لئے میرے بچپن میں ضروری تھا کہ میں ان مختصر ملاقاتوں سے پورا فائدہ اٹھاتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں قریباً چھ سال کا تھا تو جب بھی وہ لندن آتے، میں اپنا بستر ان کے کمرے میں لے جاتا تا ان کے ایک روزہ قیام لندن کے دوران ان کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکوں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیوں مجھے کہا کرتے تھے کہ میں انہیں امپیریل کالج تک لے چلوں یا ائرپورٹ چھوڑ آؤں۔ اس طریق سے وہ میرے ساتھ کچھ مزید وقت گزار لیتے۔ کار میں اس ہمسفری کے دوران وہ مجھے اپنی سوچ، خیالات اور رہنمائی سے نوازتے۔ غیر محسوس طور پر میں ان سے قیمتی سبق سیکھتا۔ ایسے موقعوں پر وہ مجھے بتاتے کہ چیزیں کیسے کام کرتی ہیں۔ مثلاً گاڑی کا انجن، انسان کا دل یا ریاضی کا کوئی مسئلہ یا پھر کسی مشہور راجپوت شہسوار یا راج کمار کی کہانی سناتے۔ ہم دونوں کے لئے یہ لمحات بہت اہم ہوتے۔ ہم ان سے اکیلے میں بہت لطف اندوز ہوتے۔

چنانچہ جب وہ لندن تشریف لاتے ان کا اصرار ہوتا کہ ہم ایک ڈنر اکٹھا کھائیں۔ کھانے کے دوران وہ ہم سے باری باری پوچھتے کہ سکول کیسے چل رہا ہے، تعلیم میں کیسے ہو یا کوئی مسئلہ ہے جس میں وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ میں چونکہ سب سے چھوٹا تھا، میری باری سب سے آخر پر آتی اور یہ گفتگو بالعموم کھانے کے بعد ان کے کمرے میں ہوتی۔ وہ تب تک بستر میں ہوتے، ان کا کمرہ گرم ہوتا سوائے ایک لیمپ کے باقی بتیاں بجھ چکی ہوتیں اور کمرے میں اگربتیوں کی دن سے بچی کھچی خوشبو سے ماحول بہت خوشگوار ہوتا۔ مجھے یاد ہے وہ میرے مسائل کی جڑ تک فوراً پہنچ جاتے اور انہیں ایک لمحہ میں حل فرما دیتے۔ وہ ہمارا بہت خیال رکھتے اور ہر ممکن ذریعہ سے فوری مدد کرتے۔

ابیؔ کو کیسے یقین تھا کہ وہ ہمیں تھوڑا سا وقت دے کر پورا فائدہ اٹھا سکیں گے؟ دراصل انہیں تسلی تھی کہ ان کی مصروفیت میں کوئی وجود تھا جو ان کے بچوں کی پوری دیکھ بھال کر رہا تھا۔ نہ صرف جسمانی پرورش بلکہ اخلاقی اور روحانی پرورش بھی۔ وہ تھیں ہماری والدہ جو ہماری پرورش اور تربیت کے لئے پوری راہبر تھیں اور اس شعبہ میں بہت کامیاب تھیں۔ محاورہ ہے ہر عظیم مرد کے پیچھے ایک عورت ہوتی ہے۔ یہ بالکل درست تھا۔ چنانچہ ابیؔ جان میری بہنیں اور مَیں، میری والدہ کے مقروض ہیں۔ ابیؔ جان کو پورا احساس تھا کہ اگر وہ چاروں بچوں کی اعلیٰ پرورش کی صلاحیت نہ رکھتیں، گھر چلانے کا مشکل کام نہ کرتیں اور وہ تمام دوڑ بھاگ نہ کرتیں جو بالعموم خاوند کو کرنا ہوتی ہے جبکہ وہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی نیشنل صدر بھی تھیں تو وہ کبھی بھی اپنے عظیم مقاصد کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ میری والدہ کی وجہ سے وہ تسلی اور آزادی سے اپنے کام میں مصروف رہے اور گھریلو مصروفیات ان کے آڑے نہ آئیں۔ میں ابیؔ جان، بہنوں اور اپنی طرف سے امی جان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ابیؔ جان کے تقاضوں کا صحیح اندازہ کر کے ضروری مدد مہیا کی اور ایک کٹھن فرض کو بہت خوش اسلوبی سے نبھایا اور اب بھی نبھائے جا رہی ہیں۔

ابیؔ جان نے مجھے بعض باتیں سمجھائیں جو میری خواہش ہے کہ میرے بچے بھی سیکھ لیں۔ اول تو یہ کہ انسان کو اپنے اوپر اعتماد ہونا چاہئے۔ اور یہ ایمان ہونا چاہئے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ درحقیقت واقعۃً درست اور صحیح ہے اور اگر وہ عمل واقعی ایسا ہی ہے تو پھر جرأت سے اسے کر گزرنا چاہئے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بار انہوں نے مجھے کہا: "دوسروں کی پرواہ مت کرو کہ وہ کیا کہیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم کیا سمجھتے ہو۔ اگر تم اسے درست سمجھتے ہو تو کر گزرو"۔ ایک چودہ سالہ نوخیز کے لئے یہ ایک ولولہ انگیز نصیحت تھی۔

ابیؔ اپنے والدین کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ خصوصاً اپنے والد صاحب کے نظم و ضبط اور اعلیٰ کردار سے اور اپنی ماں کی بے لوث محبت سے۔ ان کے والد صاحب مضبوط شخصیت کے مالک تھے اور حسب موقعہ سخت نظم و ضبط کے خوگر تھے۔ ابیؔ اپنے والدین کا بہت خیال رکھتے اور یہی چیز انہوں نے مجھے اور میری بہنوں کو سکھائی۔ ان کی حتمی رائے تھی کہ ہم والدین کی دعاؤں کے ہمہ وقت محتاج ہیں اور وہ ہمارے بہترین خیرخواہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے نمونہ سے ہمیں بتا دیا کہ والدین کی خدمت اول فرائض میں سے ہے۔ یہ وہ امر ہے جس کی ہم سب کو ہمہ وقت یاددہانی کی ضرورت ہے۔

ابیؔ جان نے مجھے آداب اور شائستگی سکھائے۔ ان سے میں نے مہمان کو خواہ کوئی بھی ہو خوش آمدید کہنا اور ان کی خدمت کرنا سیکھا۔ مجھے یاد ہے وہ اپنے کار ڈرائیور کی ہمیشہ کھانے یا مشروب سے تواضع کرتے اور اسے کار میں بیٹھ کر انتظار نہ کرنے دیتے۔ ہر مہمان کو پوری محبت اور عزت دیتے اور اس امر کا خیال نہ رکھا جاتا کہ مہمان کون ہے اور کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ابیؔ جان نے مجھے اسلام کی اہمیت کا خوب احساس دلایا نیز احمدیت پر یقین اور اپنے راجپوت ورثہ کا بھی۔ وہ مجھے خاندانی عسکری روایات بھی بتاتے اور دیانت، امانت، طاقت اور ذہانت کی ریت کا بھی۔

ابیؔ جان ایک بڑے تاریخ دان بھی تھے۔ صرف اسلامی تاریخ کے نہیں بلکہ پوری تاریخ کے۔ تاریخ پڑھنا ان کا مشغلہ تھا۔ سوانح عمریوں میں دلچسپی رکھتے خواہ وہ نپولین کی ہو، چرچل کی یا گاندھی اور شارلیمن کی۔ بڑے لوگوں کی شخصیت میں رہنمائی، مستقل مزاجی، پیش بینی اور منصوبہ بندی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ وہ ان کے تجربات سے سبق سیکھتے۔ عظمت کے حصول کے لئے کاوش اور ضیاعِ وقت سے اجتناب اہم اصول ہیں۔ ابیؔ کسی بڑی شخصیت سے ملاقات کرتے تو بالعموم مجھے ساتھ بٹھا لیتے۔ ان کی خواہش تھی کہ مَیں بڑوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں۔ نیز دوستوں کا سوچ سمجھ کر انتخاب کروں۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب مرحوم

لندن جب بھی آتے مسجد ضرور جاتے اور نماز ادا کرتے۔ لیکن نماز ختم ہونے کے بعد جلد روانہ ہو جاتے۔ ہاں اگر کوئی ملنا چاہتا تو رک کر بات کرتے، مشورہ دیتے یا خوشنودی کا اظہار کرتے لیکن پھر جلد چل پڑتے۔ انہیں قطعاً پسند نہیں تھا کہ بیٹھک لگائی جائے اور گپ شپ میں وقت ضائع کیا جائے۔ گپیں لگانے اور غیبت کرنے کو سخت ناپسند فرماتے۔ وقت کبھی ضائع نہ ہو۔ ہر لمحہ کسی نہ کسی ذہنی کاوش میں استعمال ہونا چاہئے۔ ابّی کے لئے باتھ روم میں بھی علمی تفکر کی جگہ تھی۔ آنے والے مہمان ہمارے باتھ روم کی لائبریری دیکھ کر حیران ہوتے۔ لندن، آکسفورڈ اور ٹریسٹ میں ان باتھ رومز میں بکسلے، داغ، وڈ ہاؤس کی کتابوں سے لے کر نیو سائنٹسٹ، فزکس ٹوڈے اور اکانومسٹ رسالوں تک مہیا تھے۔ وقت کو سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ چھٹی کا کوئی تصور نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ابّی نے کبھی رخصت نہیں لی۔ خود میری چھٹیوں میں بھی ہوم ورک اور اتالیق کے ساتھ مصروفیت رہتی۔ روزانہ شام کے کھانے پر میری روزانہ کی پڑھائی کا جائزہ لیا جاتا۔ یہ جائزہ میرے لئے کچھ پریشان کن بھی ہوتا کیونکہ یہی نتیجہ نکلتا کہ وقت کے بہتر استعمال کی گنجائش تھی۔ ابّی مجھ سے بڑی توقعات رکھتے تھے۔ محنت کرنا انہوں نے اپنے والد سے سیکھا تھا اور ان کی خواہش تھی کہ میں بھی ویسا ہی کروں۔ اسی طرح ٹیلی ویژن دیکھنا وقت کا ضیاع سمجھا جاتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ ابّی کو دو مزاحیہ پروگرام بہت پسند تھے۔ ایک تھا Dad's Army جو کلاسیکل کامیڈی پروگرام تھا جسے دیکھتے ہوئے وہ بہت قہقہے لگاتے۔ دوسرا پروگرام بھی کامیڈی تھا اس کا نام تھا Morcamb and Wise۔ یہ دونوں صاف ستھرے مزاحیہ پروگرام تھے۔ ایسے پروگراموں کی کمی آج کل بہت محسوس ہوتی ہے۔

ابّی کو جلدی سونے، جلدی جاگنے کا اصول پسند تھا۔ وہ آٹھ بجے بیڈروم میں چلے جاتے اور نو بجے تک بتی بجھا دیتے۔ اس کے بعد فون آنا پسند نہ تھا۔ احباب اور افراد خاندان کو اس کا علم تھا کہ جب وہ لندن آتے ہیں تو انہیں اس وقت فون نہیں کرنا۔ اسی طرح کھانے کے دوران فون نہ لیتے۔ فون کرنے والے کو کہا جاتا کہ بعد میں فون کریں۔ یہ پکا اصول تھا۔ ابّو گہری نیند سوتے۔ میں حیران رہ جاتا کہ وہ کیسے آسانی سے آنکھیں بند کرتے ہی سو جاتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہوں، کار میں، ہوائی جہاز میں، جب بھی انہیں چند لمحات ملتے وہ سو لیتے۔ کام کرنے میں بھی یہی طریق تھا۔ جہاں بھی وقت ملتا وہ نوٹس لکھ لیتے۔ جو چیز ملتی، اخبار، رومال یا اور کچھ نہیں تو ہاتھ پر ہی اپنا آئیڈیا تحریر کر لیتے۔ ایک دفعہ وہ ملکہ کی دعوت پر لنچ میں شرکت کے لئے قصر بکنگھم گئے۔ لنچ کے بعد جب ملکہ چلی گئیں تو ابّی جان نے واپس آ کر اپنا Napkin مانگ لیا۔ ابّی جہاں بھی ہوتے علی الصبح اٹھ جاتے۔ گھر پر تو وہ صبح ساڑھے تین یا چار بجے جاگتے تھے۔ نوافل ادا کرتے اور پھر چند گھنٹے لگاتار کام کرتے۔ اس دوران وہ ساتھ کچھ کھا بھی لیتے۔ جو رات کو مہیا کر دیا جاتا۔ مثلاً تھرموس میں چائے، خشک میوہ جات، بسکٹ، پنیر، فروٹ مثلاً کیلے یا آڑو۔ یہ اشیاء مع پانی کے جگ کے ٹرے میں رات کو رکھ دی جاتیں۔ لندن اور ٹریسٹ میں یہ عمل باقاعدہ ہوتا۔ چار بجے کام شروع کرتے اور یہ سات بجے تک جاری رہتا۔ پھر غسل کرتے، تیار ہوتے اور بھرپور ناشتہ کرتے۔ مجھے یاد ہے سات بجے کے قریب جب وہ ہمیں دیکھنے اوپر آتے تو ان کے بھاری قدموں کی چاپ ہم سن لیتے اور چھلانگ لگا کر اٹھ جاتے اور کوشش کرتے کہ ایسے لگیں جیسے جاگے کچھ دیر ہو چکی ہے۔ شروع شروع میں ناشتہ Beef Sausage، انڈوں اور Smoke Haddock مچھلی کا ہوتا تھا۔ بعد ازاں فش فنگرز پسند رہیں۔ پھر کچھ عرصہ Muesli چلی اور آخر عمر میں پھر فش فنگرز پسند کیں۔ کئی ایک سنیک مختلف وقتوں میں پسند کئے جن کا انحصار کام کی نوعیت پر ہوتا۔ انہیں آم کا میٹھا اچار، کیمپ کافی، میسلی، زود ہضم (Digestive) بسکٹ، چاکلیٹ اور پاکستانی مٹھائی پسند رہیں۔ میٹھا پسند تھا۔ کہتے تھے اس سے مجھے کام کی انرجی مل جاتی ہے۔ جب بھی سفر کرتے کئی قسم کی میٹھی اشیاء، بسکٹ اور خشک پھل اپنے بیگ میں رکھ لیتے۔ اور رستے میں کھاتے۔ اگر تھیلا خالی ہوتا تو ائرپورٹ جاتے رستے میں یا ائرپورٹ پر ہی اسے بھرنا ضروری تھا۔

ابّی کو شاپنگ سے نفرت تھی۔ اسے وقت کا ضیاع سمجھتے۔ لیکن کوئی سستا سودا ہاتھ میں آ جاتا تو بہت سا خرید لیتے۔ ایک دفعہ نیویارک میں سات سات ڈالر کی قمیصیں نظر آئیں تو پندرہ خرید لیں۔ پاکستان کی خبروں میں بہت دلچسپی تھی اس لئے روزانہ ریڈیو پاکستان سنتے۔ شروع شروع میں روسی ساخت کے سستے ریڈیو خریدتے لیکن انہیں جلد احساس ہو گیا کہ ان کی ادنیٰ کوالٹی کے باعث بہت سا وقت ٹیوننگ میں ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعد ازاں عمدہ کوالٹی کے ریڈیو سیٹ خریدے۔ پھر قرآنی تلاوت سننے کے لئے سٹیریو ریڈیو خریدا۔ باسط کی آواز اعلیٰ اور سریلی تھی۔ اس کی تلاوت سے ابّی بہت متاثر ہوتے اور اپنی وفات تک اس کے استفادہ کرتے رہے۔

ابّی لباس کے رسیا نہ تھے شروع میں جو ملا پہن لیا۔ لیکن بعد میں وہ Geives & Hawkes آف سیول رو (Savile Raw) کے اعلیٰ سوٹ پسند کرنے لگے۔ جس کی بڑی وجہ ان کی پائیداری تھی۔ چنانچہ بار بار خریدنے میں وقت ضائع نہ ہوتا۔ مجھے حال ہی میں پتہ چلا ہے کہ وہ گیوز کو کیوں پسند کرتے تھے۔ اس کی تفصیل کے لئے آپ کو میرے چچا کی لکھی ہوئی سوانح پڑھنا پڑے گی جو جلد طبع ہو گی لیکن اشارہ کر دیتا ہوں۔ ابّی گیوز کے ہاں سالانہ سیل کے موقعہ پر جاتے اور فائدہ اٹھاتے۔ آخر عمر میں ابّی اچھے پہناوے کو پسند کرتے تھے۔

ابّی نے مجھے زندگی کی ہر منزل پر تعلیم کی اہمیت سکھائی۔ نیز کتابوں کی اہمیت، ان کی دیکھ بھال کی اہمیت۔ جب بھی میں کسی کتاب میں دلچسپی کا اظہار کرتا تو وہ مجھے خرید دیتے۔ کتابوں کے حصول میں میرے لئے کوئی حد بندی نہ تھی۔ ہاں مجھے لازم تھا کہ ان کی دیکھ بھال کروں۔ ہم اکٹھے بعض اوقات کتابوں کی دوکانوں میں گھنٹوں گزار دیتے۔ جب وہ امپیریل کالج میں تھے تو انہیں دو دکانیں بالخصوص پسند تھیں۔ گلاسٹر روڈ کی کارنک (Kanac) اور ساؤتھ کنزنگٹن کی اوپن ہائمر (Oppenheimer)۔ فائلز (Foyles) کی دکان بھی پسند تھی لیکن اس کی ترتیب اچھی نہ تھی۔ رچمنڈ ہل پر نئی اور پرانی کتابوں کی ایک دکان پر جانا بھی پسند تھا۔ ہمارے پٹنی والے گھر میں آنے والے دوست تائید کریں گے کہ بڑا ترکہ جو ابّی ہمارے لئے چھوڑ گئے وہ کتابیں ہیں اور نتیجۃً علم سے محبت کا ورثہ انہیں علم کی اشتہاء کبھی کم نہ ہوئی۔ یہ ان کی شخصیت کا مستقل جزو تھا۔ ان کی لائبریری میں طرح طرح کی کتابیں تھیں۔ مثلاً Teach yourself Russian, Teach yourself Air Nevigation۔ ہمارے ہاں انگلش اٹالین ڈکشنریاں بھی تھیں جو کبھی استعمال نہ ہوئیں۔

ابّی اسلامی آرٹ، شعر و شاعری، عمارات اور قراءت میں گہری دلچسپی لیتے۔ قراءت کی کیسٹس تحفۃً لینا دینا بہت پسند تھا۔ جب کام میں مصروف ہوتے تو بیک گراؤنڈ میں تلاوت سے انہیں روحانی تسکین ملتی۔

میں چاہوں تو بہت سے صفحے مزید لکھ دوں لیکن ان کے کردار کے ایک خاص قابل فخر وصف کا تذکرہ کر کے یہ مضمون ختم کرتا ہوں۔ زندگی کے آخری حصہ میں جب ان کی بیماری شدید ہو گئی اور طول پکڑ گئی تو انہوں نے صبر سے سب کچھ برداشت کیا۔ آزاد منش زندگی گزاری پھر دوسروں کے سہارے کے محتاج ہو گئے۔ یہ ان کے لئے بہت مشکل مرحلہ تھا۔ اپنی تکلیف کا علم بہت کم لوگوں کو ہونے دیا۔ بیماری کو اللہ کی مشیت سمجھا اور صبر سے برداشت کیا۔ کبھی ناراضگی یا شکایت کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ بہادری اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ تکلیف اور درد کی شدت میں بھی غصہ اور پریشانی والی بات نہ کی۔

اس بات پر ہی اس مضمون کو ختم کرنا مناسب ہے کیونکہ قادر مطلق پر ایمان اور اس کی مشیت اور رضا پر راضی رہنے کا طریق ابّی کی زندگی کا بنیادی اور اولین اصول تھا۔ یہ ان کی زندگی کا روح رواں تھا اور وہ تا دم آخر اسی پر قائم رہے۔

بقیہ: صداقت احمدیت کے نشانات از صفحہ ۱۸

ہندوستان ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور قودی شہر کو تلاش کرو اور وہاں سے کتاب لے آؤ۔ اس نے کہا کہ ہمارے بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ قودی بہت دور جگہ ہے اور راستہ میں سمندر ہے۔ ہم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔ وہاں کے ہادی کے آدمی کسی زمانے میں خود ہمارے پاس آئیں گے اور سب پتہ بتائیں گے ...... بعد میں مجھے خیال ہوا کہ غالباً قودی سے مراد قادیان ہی ہے"۔

(بحوالہ جدید علم کلام کے عالمی اثرات ازمولانا دوست محمد شاہد۔ احمد اکیڈمی ربوہ)

سائنس کارنر

(مرتبہ: ہدایت زمانی)

ٹرانس جینک مچھر جو ملیریا پھیلانے کی صلاحیت سے محروم ہوگا

دنیا بھر میں ملیریا کو ختم کرنے کی مہم کے باوجود ہر سال یہ بیماری دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں عود کر آتی ہے اور انسانی تباہی کا موجب بنتی ہے۔ اب تک اس کے تدارک کے لئے جوہڑوں اور ایسی جگہوں پر جہاں پانی کھڑا رہتا ہے مچھروں کی افزائش روکنے کے لئے تیل کا سپرے کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود افریقہ، وسطی اور جنوبی امریکہ کے بالائی حصوں میں یہ بیماری اکثر پھیل جاتی ہے جس سے ان گنت جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ہر سال پانچ سو ملین لوگ اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن میں سے تقریباً ۲ء۷ ملین لوگ مر جاتے ہیں۔ مرنے والوں میں بچوں کی تعداد ایک ملین کے لگ بھگ ہے۔

اس بیماری کو دنیا سے بالکل ختم کرنے کے لئے امپیریل کالج آف سائنس لندن کی ایک خصوصی ٹیم گزشتہ ۱۵ سال سے کام کر رہی تھی اور اب انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک ایسا ٹرانس جینک مچھر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس میں اس بیماری کو پھیلانے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایسے مچھر میں ایک جین (Gene) داخل کر کے اسے بے ضرر بنانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس طرح دنیا سے ملیریا کا کلی طور پر خاتمہ ہو جانے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔ ان سائنسدانوں کا خیال ہے کہ نئی قسم کے مچھروں کی نسل تیار کرنے کے لئے جن کو اس تکنیک سے بے ضرر بنایا جائے گا چھ سال کا عرصہ لگ سکتا ہے۔

بارہ برس قبل خبر دی (۱۹۲۱ء)

لیگوس (نائیجیریا) میں ایک فرقہ "اہل قرآن" بھی تھا۔ اس کے بارہ (۱۲) اکابر نے حضرت مولانا نیر صاحب سے ملاقات کی اور بتایا کہ بارہ (۱۲) برس ہوئے ہمارے سابق امام جماعت نے مرنے سے پہلے یہ خوشخبری دی تھی کہ ایک سفید رنگ کا آدمی (White Man) آئے گا جو مسیح موعودؑ کی خبر لائے گا۔ اور اہل قرآن کی تصدیق کرے گا۔ یہ پیشگوئی آپ کے وجود سے پوری ہوئی۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ ان اکابر میں سے جنہوں نے مولانا نیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی الفاعبدالقادر بھی ایک بزرگ تھے۔ افسوس چند ماہ بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا"۔

(الفضل ۲۳/جون ۱۹۲۱ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم۔ ایڈیشن اول۔ ادارۃ المصنفین ربوہ۔ صفحہ ۲۷۹)

مہمان نوازی

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں)

(ریاض محمود باجوہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی مہمان آتا اسے دیکھ کر آپؑ کا چہرہ خوشی سے کھل جاتا۔ دور ونزدیک سے بے شمار لوگ پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ کے پاس تشریف لائے۔ آپ مہمانوں کی تعظیم کرتے ہوئے بعض اوقات کھڑے ہو جاتے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ ان کا احوال دریافت فرماتے، ان کے لواحقین کی خیریت پوچھتے۔ جواب کو بڑی توجہ سے سنتے۔ قیام وطعام سے آگاہی حاصل کرتے۔ آپؑ نے اپنے ایک دیرینہ خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب کو مہمان خانہ پر متعین فرمایا ہوا تھا تا مہمانوں کی خاطر داری میں فرق نہ آئے۔ آپ حضرت حافظ حامد علی صاحب کو بار بار تاکید فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کسی مہمان نے زیادہ عرصہ ٹھہرنا ہوتا تو اس سے دریافت فرماتے کہ آپ اپنے گھر میں کونسا کھانا پسند کرتے ہیں۔ پھر وہی کھانا ان کو مہیا کرنے کی کوشش فرماتے۔ آپؑ کی مہمان نوازی سے متعلق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ فرماتے ہیں:

"آپ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لئے دوستوں سے پوچھ پوچھ کر عمدہ سے عمدہ کھانے پکواتے کہ کوئی عمدہ کھانا بتاؤ جو دوستوں کے لئے پکوایا جائے۔ حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی، میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے والد تھے۔ ضعیف العمر آدمی تھے ان کو بلایا اور فرمایا کہ میر صاحب کوئی عمدہ کھانا بتلایئے جو مہمانوں کے لئے پکوایا جائے۔ انہوں نے کہا شب دیگ عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور ایک مٹھی روپیوں کی نکال کر ان کے آگے رکھ دی۔ انہوں نے بقدر ضرورت روپے اٹھا لئے اور آکر انہوں نے بہت سے شلجم منگوائے اور چالیس پچاس کے قریب کھونٹیاں لکڑی کی بنوائیں۔ شلجم چھلوا کر کھونٹیوں سے کوچے لگوانے شروع کئے اور ان میں مصالحہ اور زعفران وغیرہ ایسی چیزیں بھروائیں۔ پھر وہ دیگ پکوائی جو واقعہ میں بہت لذیذ تھی اور حضرت صاحب نے بھی بہت تعریف فرمائی اور مہمانوں کو کھلائی گئی"۔

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶۔ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

☆......☆......☆

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدس کی مہمان نوازی کے بعض واقعات کا تذکرہ بھی اپنی ایمان افروز روایات میں کیا ہے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ میں عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ (جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے) پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔ نیچے آکر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف اور بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا، لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ نے فرمایا کسی اور کو دے دو...... اور میرے اصرار پر بھی آپؑ نے نہ لیا اور فرمایا کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا"۔

☆......☆......☆

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضور اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچایا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رساں آیا تو حضور نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہونگے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے سو سو، پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں، مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپؑ نے وصولی فرما کر توکل پر تقریر فرمائی اور بھی چند آدمی تھے۔ جہاں آپ کی نشست تھی وہاں کا یہ ذکر ہے۔ فرمایا کہ جیسا ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا لے لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے فوراً خدا تعالیٰ بھیج دے گا"۔ (ایضا صفحہ ۱۱۵)

☆......☆......☆

"ایک دفعہ دو شخص منی پور، آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے، چارپائی بچھائی جائے۔ خادموں نے کہا آپ خود اپنا اسباب اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضور کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضور نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا اور کہا میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں۔ مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا۔ حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کرائے۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے، یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دلشکنی ہو گی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضور کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا۔ حضور نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہو لیں۔ مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور واپس تشریف لائے۔ (یہ روایت الحکم مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۳۴ء میں درج ہے)

☆......☆......☆

مولوی حسن علی صاحب بھاگل پور صوبہ بہار کے رہنے والے تھے اور پٹنہ ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ بڑے عابد وزاہد اور صاحب تصنیف انسان تھے۔ ۱۸۸۷ء میں پہلی دفعہ قادیان آئے تو بعد میں اپنے رسالہ "تائید حق" میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مہمان نوازی سے متاثر ہو کر لکھا:

"مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا"۔

(رسالہ 'تائید حق' صفحہ ۵۲)

☆......☆......☆

جناب غلام یاسین صاحب مولانا ابوالنصر آہ، مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی تھے۔ غیر مسلموں سے مباحثات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر سے استفادہ کرتے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اور ان کے بھائی ابوالکلام آزاد قادیان گئے ہیں۔ چنانچہ ۲ر مئی ۱۹۰۵ء کو آپ قادیان آئے۔ قیام قادیان اور حضرت اقدس علیہ السلام کی مہمان نوازی کا آپ نے ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا:

"میں نے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی، مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میرے منہ میں حرارت کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے اور میں شور غذائیں کھا نہیں سکتا تھا۔ مرزا صاحب نے (جب کہ دفعتاً گھر سے باہر تشریف لے آئے تھے) دودھ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی......

مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے۔ سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں۔ سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں۔ پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے۔ عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے۔

مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی اور

بے حد عقیدت مند تھے۔

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا۔ ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ (اس وقت کا تبسم ناک چہرہ اب تک میری آنکھوں میں ہے)۔

میں جس شوق کو لے کر گیا تھا ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔ واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے کہ "حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكُفَّار"۔

(بحوالہ "بدر" ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

☆......☆......☆

حضور علیہ السلام مہمان خانہ کے مہتمم سے باربار دریافت فرمایا کرتے کہ کوئی مہمان بھوکا تو نہیں رہ گیا یا کسی کی طرف سے ملازمان لنگر خانہ نے تغافل تو نہیں کیا۔ بعض موقعہ پر ایسا ہوا کہ کسی مہمان کے لئے سالن نہیں بچا یا وقت پر ان کے لئے کھانا رکھنا یاد نہ رہا تو اپنا سالن یا بعض دفعہ اپنا سب کھانا اٹھوا کر مہمان کو بھجوا دیا۔

سیرت المہدی حصہ دوم میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کا ایک اسی قسم کا واقعہ درج ہے۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی۔ چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالے کر دیا کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دے دیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گزشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے"۔

☆......☆......☆

سیرت المہدی حصہ دوم میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میں لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے اور میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہ تھی۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضور رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرما دیں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور دھسا ارسال فرمایا اور ساتھ ہی یہ پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا ہے۔ آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ میں نے رضائی رکھ لی اور دھسا واپس بھیج دیا۔

نیز مفتی صاحب نے بیان کیا کہ جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضور اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحب نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگوایا۔ جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔ حضرت صاحب نے خادم سے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا، اچھا میں انتظام کرتا ہوں۔ اور پھر آپ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں وہ کھانا باندھ دیا"۔

☆......☆......☆

کبھی باہر سے تحفہ کے طور پر کوئی کھانے کی چیز پھل مثلاً آم وغیرہ آ جاتے تو حضور علیہ السلام طشتری میں رکھ کر اٹھا لیتے اور مہمانوں کی آرام گاہ پر تشریف لے جاتے اور انہیں اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ کبھی ویسے ہی اپنے کسی خادم کے ہاتھ دوستوں کو بھیج دیتے۔ غرضیکہ مہمان کی خدمت اور خاطر مدارات کے لئے خدمت گزاروں کی طرح کمربستہ رہتے۔

ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آیا۔ کوئی چارپائی خالی نہ تھی اور سب سو رہے تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا ذرا ٹھہریئے میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور دیر تک واپس تشریف نہ لائے۔ مہمان نے خیال کیا کہ شاید حضرت بھول گئے۔ اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب چارپائی بن رہے ہیں اور حضرت خود مٹی کا دیا لئے کھڑے ہیں۔ چارپائی بُنی گئی اور مہمان کو دی گئی۔ ادھر مہمان صاحب عرقِ ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ میں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی۔ ادھر حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ معاف کرنا چارپائی لانے میں دیر ہو گئی"۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی مہمان نوازی کے واقعات اور مثالیں اس قدر ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جاوے تو بجائے خود ایک مستقل کتاب ہو سکتی ہے۔ آپ کی مہمان نوازی کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے لکھا ہے کہ آپ مہمان کے آنے سے بہت خوش ہوتے۔ ہر مہمان کی طبیعت کے مطابق کھانے کا بھی خیال رکھتے۔ مہمان نوازی میں موسم کا لحاظ بھی مد نظر رکھتے۔ مہمان کے جلد واپس چلے جانے سے آپ کو خوشی نہ ہوتی بلکہ آپ کی یہ خواہش ہوتی کہ مہمان زیادہ دیر قیام پذیر رہے۔ مہمان کے ساتھ آپکا برتاؤ تکلفانہ نہ ہوتا تھا بلکہ بڑی بے تکلفی سے برتاؤ کرتے۔ آپ حفظ مراتب کے ساتھ ساتھ مہمانوں کے مساویانہ سلوک کا بھی خیال رکھتے۔ مہمان نوازی میں آپ کسی امتیاز کے بغیر دوست، دشمن غرض سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔

(تلخیص از سیرت مسیح موعود مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۹)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۱۳ر فروری ۱۹۰۳ء کو ایک ڈاکٹر صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے۔ بقول ان کے وہ بغدادی الاصل تھے اور عرصہ سے لکھنؤ میں مقیم تھے۔......انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کے بیان میں شوخی، استہزاء اور بے باکی تھی......اس کا طریق بیان بہت کچھ دکھ دہ تھا۔ ایسا تکلیف دہ تھا کہ ہم اسے برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مگر حضرت کے حلم کی وجہ سے خاموش تھے۔ لیکن حضرت صاحبزادہ مولانا عبداللطیف شہید صاحب رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے اور وہ اس کی طرف لپک کر بولے کہ یہ حضرت اقدس کا ہی حوصلہ ہے ....اور قریب تھا کہ دونوں باہم گتھ جاویں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخلص اور جانثار و غیور فدائی کو روک دیا.......... جب یہ واقعہ پیش آیا تو حضرت نے اپنی جماعت موجودہ کو خطاب کر کے فرمایا:

"میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سب و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے.......... یہ بھی ہم ان کا احسان سمجھتے ہیں کہ نرمی سے بات کریں"۔

"پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲)

آپ کے سینہ میں مہمان نوازی کا جو جذبہ، جوش اور شوق موجود تھا اس کا اندازہ آپکے اس منظوم کلام سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ سیدنا محمود کی آمین کے موقع پر بہت سے دوست احباب تشریف لائے جن کی آمد پر اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار یوں فرماتے ہیں ؎

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیار سے یہ مہربان بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں اعلیٰ زیورات خریدنے کے لیے معروف نام
الرّحیم جیولرز حیدری
اور
نیو الرّحیم جیولرز حیدری
اور اب
الرّحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
Parties & Weddings Cuisine Specialists
Alladdin Catering Services Ltd.
Hygienically prepared fresh & frozen food with a Prompt, Reliabl e, Professional Service
213 Streatham Road, Mitcham, Surrey CR4 2AJ
Tel:020 8640 6622 - Mobile: 07956 200 786 or 07720 344664

جلسہ سالانہ کے فوائد و برکات

(فضل احمد شاھد)

فطرت انسانی میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اس چیز کو قبول کرتی ہے جس میں اسے فوائد نظر آئیں۔ اگر جماعت کے دوستوں پر جلسہ سالانہ کے فوائد واضح ہوں تو وہ نہ صرف جلسہ پر حاضر ہوں بلکہ دوسروں کو بھی ہمراہ لائیں۔ خاکسار چند فوائد کا ذکر کرتا ہے اور احباب سے سوال کرتا ہے کہ کیا ان فوائد کو چھوڑ کر آپ اپنے گھروں میں رہیں گے؟

☆......(۱) یہ جلسہ دنیا کی محبت کو سرد کرتا ہے اور دین کی محبت پیدا کرتا ہے۔

☆......(۲) اس جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے دلوں میں محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور آتش عشق الٰہی دن بدن افروختہ ہوتی ہے۔

☆......(۳) جلسہ میں شامل ہونے والے عشق رسول کی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ جس رسولؐ کے غلام کی عظمت بالائے عقل ہے وہ رسول خود کتنا عظیم ہے۔

☆......(۴) مسلسل جلسہ میں شامل ہونے والے حالت انقطاع اپنے اندر پیدا کرتے ہیں یعنی خالص خدا کے ہو جاتے ہیں۔

☆......(۵) جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والے اخروی زندگی کی تیاری کرتے ہیں اور اس دنیا کی لذت کو چھوڑ دیتے ہیں۔

☆......(۶) جلسہ سننے والوں کے جسم اور روح سے ضعف کمزوری اور کسل دور ہوتا ہے اور چستی و بیداری پیدا ہوتی ہے جس کا اثر مستقل قائم رکھا جا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ مندرجہ بالا فوائد میرے اپنے بیان کردہ نہیں بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے استنباط ہے جو جلسہ سالانہ کے متعلق ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام "آسمانی فیصلہ" میں جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۱)

☆......(۷) احباب اس تحریر پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں ایک ساتویں فائدے کا بھی ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ براہین یقینیہ کے سامان اس جلسہ میں میسر ہوں گے اور شک کی آلائشیں دور ہونگی۔

☆......(۸) آٹھویں غرض یا آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ دینی کاموں کے لئے ذوق اور شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۱)

☆......(۹) اس جلسہ میں ربانی باتیں سنائی جائیں گی یعنی یہ جلسہ کسی قسم کا دنیوی میلہ نہیں بلکہ اس کے سارے پروگرام دینی باتوں پر مشتمل ہیں۔

☆......(۱۰) اس جلسہ میں دعائیں کرنے اور دعائیں حاصل کرنے کے بہت مواقع ہیں۔ حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے"۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۱،۴۲)

☆......(۱۱) اس جلسہ میں حقائق و معارف بیان کئے جائیں گے۔

☆......(۱۲) یہ جلسہ ازدیاد ایمان کا مؤثر ذریعہ ہے۔

☆......(۱۳) یہ جلسہ خدا تعالیٰ پر یقین اور توکل کو بڑھاتا ہے۔

☆......(۱۴) اس جلسہ میں نہ صرف حقائق و معارف کے سننے کا موقعہ ملتا ہے بلکہ دوستوں کی اپنی معرفت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور معرفت الٰہی کے حصول کا شوق پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں محبت الٰہی ترقی کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں"۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۱۵) اس جلسہ میں شامل ہونے والے صرف دعائیں ہی نہیں لیتے بلکہ خصوصی دعائیں لیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے یہ بھی تو ایک دعا ہے کہ مجھے روز کی روٹی عطا کر۔ لیکن یہ بھی ایک دعا ہے کہ اے خدا تو مجھے ان گنت نعمتوں کا وارث کر۔ دونوں دعاؤں میں بہت بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۱۶) خاص دعاؤں سے مراد یہ بھی ہے کہ مامورین و خلفاء کے دل سے یوں تو بنی نوع انسان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں وہ دشمنوں کو بھی دعاؤں سے محروم نہیں کرتے مگر خدا ان کے دل میں مخلصین سلسلہ اور اطاعت شعار بندوں کے لئے دعا کا خاص جوش ڈالتا ہے۔ سو گھروں میں بیٹھنے والے اس شکل میں دعاؤں سے حصہ دار نہ ہونگے جتنا جلسہ پر آنے والے۔ سوائے اس کے کہ کسی کی روح جلسہ پر شمولیت کے لئے تڑپ رہی ہو اور ناگزیر رکاوٹیں اس کی راہ میں حائل ہوں۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے نہ کہ کسی انسان کا۔

☆......(۱۷) مندرجہ بالا فقرات میں ایک فائدہ یہ بیان ہے کہ جلسہ پر آنے والے ایسی دعاؤں کے وارث ہونگے جو نہ صرف توجہ سے کی جاتی ہیں بلکہ خاص توجہ سے۔ گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی آپ کی نیابت میں یہی وعدہ ہے کہ خاص توجہ سے، پورے زور سے دعائیں کریں گے۔ اس طرح پر کہ جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دوسروں کی زندگی کے لئے خود مر جانا۔ دوسروں کو گور سے نکالنے کے لئے خود کو گور میں داخل کرنا اور گریہ وزاری کی ایسی حالت بنا دینا کہ خدا ہزاروں رکاوٹوں کو دور کر کے اپنا فضل نازل کرے۔

☆......(۱۸) باہمی تعارف بھی اس جلسہ کا ایک فائدہ ہے۔ حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے"۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۱۹) اٹھارھواں فائدہ تو بطور خاص نئے داخل ہونے والوں کو حاصل ہوگا لیکن انیسواں یہ فائدہ کہ نئے یا پرانے سب بھائی، نیز رشتہ دار اکٹھے ہونگے تو باہمی محبت اور پیار بڑھے گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

گویا جتنی باقاعدگی سے جلسہ پر احباب تشریف لائیں گے اتنی زیادہ باہمی محبت ترقی کرے گی اور دن بدن پیار کے رشتے مضبوط سے مضبوط تر ہونگے۔

☆......(۲۰) یہ پیار کے تعلقات جلسہ پر جانے والوں کے درمیان ہی نہیں پیدا ہونگے بلکہ جو لوگ جلسہ پر جائیں گے انہیں اپنے مسکراتے ہوئے بھائیوں کو دیکھ کر فراخ دل، ہمدرد دوستوں کو پا کر یہ توفیق اور طاقت ملے گی کہ وہ واپس آکر اپنی جماعت میں بھی تلخیاں اور نفرتیں دور کر کے پیار سے رہیں گویا اس جلسہ کی برکت سے آپس کے جھگڑوں کو نپٹا کر پیار کا معاشرہ قائم کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ "رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا"۔

☆......(۲۱) فوت ہونے والوں کے لئے دعائیں۔ حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۲۲) اکیسویں فائدہ میں ایک فائدہ یہ بھی مخفی ہے کہ نہ صرف فوت ہونے والوں کے لئے دعائیں کی جائیں گی بلکہ اس سے سامعین جلسہ کے دل میں اسی طور پر بنی نوع سے ہمدردی کا مادہ پیدا ہوگا اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے فوت ہونے والوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے۔

☆......(۲۳) یہ جلسہ عالمگیر رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆......(۲۴) جو لوگ جلسہ پر آتے ہیں وہ نفاق کے مرض سے بچ جاتے ہیں اور دور رہنے والے یا ہر سال نہ شامل ہونے والوں کے لئے خطرہ ہے کہ نفاق کا مادہ ان میں پیدا ہو۔ حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۲۵) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے ملاقات کا موقع ہر احمدی کو ملے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی"۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

☆......(۲۶) نزول ملائکہ۔ احادیث نبویہ میں اس کی وضاحت ہے۔ صرف ایک حدیث پیش ہے:

لا يقعد قوم يذكرون الله الا حفّتهُمُ الملئكة وغشيهم الرحمة و نزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده۔ (مسلم)

یعنی جب کبھی کوئی گروہ یا جماعت ذکر کی مجلس قائم کرتی ہے تو فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں، ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے۔ یہ تو عام ذکر کی مجلس کا بیان ہے لیکن جلسہ سالانہ کی یہ مجلس تو ایسی شان کی حامل ہے کہ آج دنیا بھر میں کسی جگہ اس کی مثال نہیں۔

☆......(۲۷) یہ جلسہ جماعت احمدیہ کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور کرتا ہے۔ اس لئے اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ضرور ساتھ لائیں۔

☆......(۲۸) یہ جلسہ مہمان نوازی کا ملکہ احمدیوں مین پیدا کرتا ہے۔

☆......(۲۹) کام کرنے والوں کو دیکھ کر اور خود رضاکارانہ خدمت کے نظام میں حصہ لے کر انتظامی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔

☆......(۳۰) خلفائے احمدیت کا مقام اور ان کی عظمت یہ جلسہ بڑھاتا ہے کیونکہ خلفاء کے جلالی، جمالی رنگ کئی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

☆......(۳۱) اس جلسہ میں شامل ہونے والے جماعت کے علماء و بزرگان سے واقف ہو جاتے ہیں۔

☆......(۳۲) وقت کی قدر کا ملکہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس میں اوقات کا پابند رکھا جاتا ہے۔

☆......(۳۳) خدا کی خاطر مصروف رہنے کی مشق ہوتی ہے۔

☆......(۳۴) معاونین جلسہ میں وقار عمل کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

☆......(۳۵) یہ جلسہ کارکنان جلسہ کی کئی رنگوں

میں خاص تربیت کرتا ہے۔

☆......(۳۶) دینی اخوت و محبت کے ماحول میں میٹھی میٹھی باتیں سن کر کم تربیت یافتہ افراد میں گفتگو کے آداب پیدا ہوتے ہیں۔

☆......(۳۷) عبادالرحمٰن کی صفت رفتار میں ایک خاص شان یہ جلسہ پیدا کرتا ہے۔ فرمایا:

یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا. (فرقان:۶۴)

وہ زمین پر آرام سے چلتے ہیں۔

☆......(۳۸) یہ جلسہ انتظامی امور کی وجہ سے اطاعت کا بے نظیر ملکہ احباب میں پیدا کرتا ہے۔

☆......(۳۹) خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت احباب میں پیدا ہوتی ہے۔

☆......(۴۰) خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ بعض دفعہ موسم نامساعد ہوتا ہے، سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہیں۔ بھیڑ اور رش ہوتا ہے۔ تنگ جگہوں پر رہتے ہیں...... لیکن چونکہ خدام کے عاشق ہیں اس لئے بشاشتِ قلب اور لذت محسوس کرتے ہیں۔

☆......(۴۱) جو غریب لوگ جلسہ پر آتے ہیں ان میں قناعت کا مادہ ترقی کرتا ہے۔

☆......(۴۲) صاحب حیثیت میں اسراف سے بچنے کی اور قربانی کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

☆......(۴۳) ایک دفعہ اپنے آقا سے مل کر بار بار ملنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

☆......(۴۴) اپنے بھائیوں کو ساتھ ملانے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے کیونکہ فطرتِ انسانی میں ہے کہ جس لذّت کو وہ حاصل کرے دوسروں کو اس میں حصہ دار بناتا ہے۔

☆......(۴۵) جذبہ مسابقت پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ دن رات خدمت میں مصروف ہیں ان کو دیکھ کر باقی ان سے ملنے بلکہ آگے بڑھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

☆......(۴۶) بار بار صحبت صادقین کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

☆......(۴۷) یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی جماعتوں میں جلسے کریں۔

☆......(۴۸) غیر ملکی مہمانوں سے مل کر باہر کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

☆......(۴۹) انسان اپنی کمزوریوں کو چھوڑتا، محاسبہ کرتا اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔

☆......(۵۰) اضافہ علم و معرفت اور روحانیت کی مستقل خواہش پیدا ہوتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے فوائد و برکات تو بے شمار ہیں۔ ہر ایک مزید غور و فکر سے انہیں معلوم کر سکتا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں اور اس خالصۃً دینی و روحانی ماحول کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی کوشش کریں۔

وقت تھا وقت مسیحانہ کسی اور کا وقت
میں نے آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا
(درثمین)

سیرالیون میں جلسہ ہائے یوم خلافت

(رپورٹ: سید حنیف احمد۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون)

آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں منہاج نبوت پر خلافت کے قیام کی بشارت دی تھی۔ الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ وہ خوش نصیب جماعت ہے جس میں یہ وعدۂ نبوی بڑی شان سے پورا ہوا۔ خلافت کی اس عظیم نعمت کے عطا ہونے پر اظہارِ تشکر کے طور پر اور اس بات کی خوشی منانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے منہ کی بات کو سچ کر دکھلایا، جماعت احمدیہ ۲۷ رمئی کو یوم خلافت مناتی ہے۔ سیرالیون میں امسال ان تقریبات کا انعقاد پندرہ مختلف مقامات پر ہوا۔ مختصراً چند ایک کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

گوری سٹریٹ

یہ مسجد فری ٹاؤن میں مرکزی مسجد شمار ہوتی ہے کیونکہ جماعت احمدیہ کی فری ٹاؤن میں یہ پہلی مسجد ہے۔ بعد نماز عصر تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ دعا کے بعد عربی قصیدہ درمدح شان خاتم النبیین ﷺ سنا گیا۔ مکرم الحاج عبدالکریم بنگورہ صاحب نے اس دن کا تعارف کروایا۔ مسٹر ابراہیم کو کر نیشنل سیکرٹری تعلیم نے "خلافت کیا ہے؟" کے موضوع پر مختصر پیرائے میں عمدہ طور پر روشنی ڈالی تاکہ عام آدمی لفظ خلیفہ کے مفہوم اور اس کے مختلف معانی اور خلیفہ کے مقام کو سمجھ سکے اور قرآن کریم کے حوالے سے اس کے مختلف درجات بیان کئے۔ مولوی ہارون جالو صاحب نے خلافت احمدیہ کا تعارف کروایا تو مولانا طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب نے خلافت کی اہمیت کے موضوع پر سامعین کو دلچسپ انداز میں معلومات فراہم کیں۔ اس کے بعد مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے اپنے فاضلانہ خطاب میں برکات خلافت کو اجاگر کیا۔

مکرم امیر صاحب صبح ساڑھے گیارہ بجے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے یوم خلافت کے جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد احمدیہ تبلیغ مرکز سیرالیون کے جلسہ میں شامل ہوئے اور وہاں سے فراغت کے بعد اسی روز اس تیسرے جلسہ میں شامل ہوئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور اس کے بعد انتخاب خلافت کو تفصیلاً بیان کیا۔ نیز فرمایا کہ دیکھیں کس طرح پر خلافت کی برکت سے جماعت کا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ برکات خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ کا قرآن کریم کے تراجم شائع کرنا، مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل، نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم اور مبلغین کا اکناف عالم میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہونا تفصیل سے بیان کیا۔

مکرم امیر صاحب کا خطاب قریب دو گھنٹے جاری رہا۔ اس کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ اس کے بعد ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں محترم امیر صاحب نے سوالات کے جواب دئے اور اس کے ساتھ ہی ضیافت کا شعبہ سرگرم ہوا جس کے بعد یہ پرلطف محفل اختتام پذیر ہوئی۔

لوکو مساما

لوکو مساما چیفڈم ہیڈ کوارٹر پیٹی فو میں مکرم فواد محمد کانو صاحب نے اس جلسہ کا انعقاد کیا۔ پیٹی فو کے علاوہ چھ گاؤں کے نمائندے شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم سے کوات باری میں جلسے کا آغاز ہوا۔ تعارف وغیرہ کے بعد مکرم فواد صاحب نے خلافت کی اہمیت و ضرورت کے بیان کے بعد خلافت احمدیہ کا تفصیلی تعارف کروایا۔ نیز خلافت کی برکات سے احباب جماعت کو آگاہ کیا۔ ڈیڑھ صد سے زائد افراد نے اس جلسہ میں شامل ہو کر فیض حاصل کیا۔

گودرج

بعد نماز ظہر تلاوت قرآن کریم اور دعا سے اس جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم ہارون کمارا صاحب امام مسجد نے اس دن کا تعارف کروایا۔ جس کے بعد مولوی الحاجی سیسے صاحب نے خلافت کی اہمیت کے موضوع پر خطاب کیا اور آنحضرت ﷺ کے خلفاء کا تعارف اور ان کے زمانہ میں اسلام کی ترقیات بیان کیں۔ اس کے بعد احمدیہ پرائمری سکول کے بچوں نے نغمے پیش کئے۔ پھر خاکسار نے خلافت احمدیہ کا تعارف اور برکات خلافت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث اور رسالہ الوصیت کی رو سے یہ خلافت دائمی ہے اور قیامت تک خلافت پر ایمان رکھنے والے اور اعمال صالحہ بجا لانے والے اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ ہماری سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ جو شخص یا گروہ بھی اس خلافت کو مٹانے کے لئے کھڑا ہوا خدا نے اسے مٹا دیا لیکن خلافت پر آنچ نہیں آنے دی۔ سو خلافت کے استحکام میں دراصل ہماری اپنی بقا ہے اور ہم اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خلافت کے حصار میں آتے ہیں۔

آخر پر مکرم زعیم صاحب انصاراللہ جماعت گودرج نے الوداعی کلمات کہے اور بتایا کہ ہمیں آج پہلی بار خلافت کے مقام اور اس کی اہمیت کا پتہ چلا ہے کیونکہ اس جماعت میں خلافت کے بارہ میں یہ پہلا جلسہ تھا۔ اس جلسہ کی حاضری ۲۴۵ تھی۔

بو (Bo)

مکرم یوسف خالد ڈوروی صاحب نے ۲۷ رمئی کو مسجد ناصر، بو میں اس جلسہ کے انتظامات کئے۔ مختلف مقررین نے نظام خلافت، برکات خلافت، خلافت کی اہمیت اور خلافت احمدیہ کے موضوع پر تقاریر کیں۔ نیز اسی موضوع پر سوال و جواب کا پروگرام بھی ہوا۔ ۲۰۰ سے زائد احباب نے اس جلسہ کو رونق بخشی۔ اہم بات یہ ہوئی کہ بو ریڈیو اسٹیشن سے یوم خلافت کی خبر نیوز بلیٹن میں تین دفعہ نشر ہوئی جس نے ہر خاص و عام کو اس دن سے متعارف کروا دیا۔ الحمدللہ علی ذلک

احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سیرالیون میں دائمی امن پیدا فرمائے تاکہ جماعت احمدیہ سکون سے اپنے تبلیغی و تربیتی پروگرامز پر عمل پیرا ہو سکے۔ آمین۔

مختصر عالمی خبریں

(ابوالمسرور چوہدری)

پاکستان میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھ نفسیاتی مریض ہیں

(پاکستان): ماہر امراض نفسیات پروفیسر سعد بشیر ملک نے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے اعداد و شمار کے حوالے سے بتایا کہ پاکستان میں پاکستان میں اس وقت تقریباً ایک کروڑ ۳۰ لاکھ نفسیاتی مریض ہیں۔ ان کے علاج کے لئے مناسب طبی مراکز پاکستان میں موجود نہیں اور نہ ہی عوام میں نفسیاتی علاج کا شعور ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۸/مارچ ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

مصری ساحل کے نزدیک سمندر میں دو قدیم شہر دریافت کر لئے گئے

(مصر): مصر میں ماہرین آثار قدیمہ نے ساحل سے کچھ دور سمندر میں تقریباً ایک ہزار سال قدیم دو شہروں کو دریافت کیا ہے۔ ماہرین نے ان شہروں کو گزشتہ دو دہائیوں میں سب سے اہم دریافت قرار دیا ہے۔ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ دونوں شہر تقریباً ایک ہزار سال قبل زلزلے سے تباہ ہو کر سمندر میں غرق ہو گئے تھے۔ ایک برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق زیر آب آثار قدیمہ دریافت کرنے والے فرانسیسی ماہر فرینک گوڈیو اور ان کی ٹیم جو عرصہ دو سال سے ان شہروں کی تلاش میں تھی مصر میں الیگزینڈریا کے ساحل سے کوئی چار سو کلو میٹر دور اور ۳۰ فٹ کی گہرائی میں ان شہروں کو دریافت کیا جن کے نام ہیراک لیون اور کینوپس بتائے جاتے ہیں۔

عمدہ، تازہ اور لذیذ مٹھائیوں کا مرکز

ربوہ کی مشہور دکان پنجاب سویٹس والے اب ٹوٹنگ (لندن) میں بھی آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں

PUNJAB SWEETS

172-Upper Tooting Road
Tooting London SW17 7ER
Tel: 020 8767 3535
Fax: 020 8767 5623

تنزانین گورنمنٹ جماعت احمدیہ کی امن پسندی کو

قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے

(وزیر مملکت تنزانیہ کا جلسہ سالانہ تنزانیہ ۱۹۹۹ء سے خطاب اور خراج تحسین)

جماعت احمدیہ مسلمہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کا ۳۱واں جلسہ سالانہ ۲۴ر تا ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو دارالسلام میں منعقد ہوا۔ آخری دن وزیر اعظم تنزانیہ کی نمائندگی میں وزیر مملکت جناب محمد سیف خاطب صاحب نے جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"عالمی جماعت احمدیہ کی تاریخ سے جس قدر میں واقف ہوں اس بنا پر میں جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ صرف آخرت کی بہتری کے لئے ہی نہیں بلکہ آپ سکولوں اور ہسپتالوں کے اجراء سے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں جماعت احمدیہ کی ان عظیم کاموں کی وجہ سے تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو کہ جماعت احمدیہ عام رعایا اور اپنے احباب کے فائدہ کے لئے کر رہی ہے۔ انسان کو عبادت کے قابل بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عام حالت، رزق اور صحت اچھی ہو۔ اسے صاحب علم بنایا جائے تاکہ وہ اچھے برے میں فرق کر سکے۔ پس میں جماعت احمدیہ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس کام اور ذمہ داری کو باحسن نبھا رہی ہے۔

میں جماعت احمدیہ کے اس عمل سے بہت خوش ہوں کہ آیت قرآنی کے مطابق کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے تنزانیہ میں قیام سے لے کر آج تک یہ جماعت حکومت وقت کے ساتھ تعاون کرنے میں پیش پیش ہے۔ اور یہ کہ دین کو سیاست کے ساتھ نہیں ملاتی اور ملک میں بدامنی پیدا کرنے والے کسی کام میں شریک نہیں ہوتی۔ اے احباب جماعت احمدیہ آپ بہت ہی قابل تعریف ہیں۔ میں گورنمنٹ کی نمائندگی میں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ آپ ملک اور قوم کی بہتری کے لئے اتحاد، سلامتی اور امن کے قیام میں کوشاں رہیں۔ میں اس عزت پر نازاں ہوں جو آپ نے مجھے اس اجلاس کا مہمان خصوصی بنا کر دی ہے۔ عزت مآب وزیر اعظم صاحب کی طرف سے بھی بہت بہت سلام جو اپنی مصروفیات کے باعث اس اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکے۔

جلسہ کی انتظامیہ نے مجھے بتایا ہے کہ جلسہ کا ایک مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی یاددہانی کروانا ہے۔ یہ بہت ہی نیک عزم ہے جس میں انشاء اللہ آپ کامیاب ہونگے۔ اس نیک کام میں گورنمنٹ آپ کی بھرپور تائید کرتی ہے۔

ملکی قانون شہریوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ کسی بھی مذہب اور فرقے میں شامل ہوں۔ ہمارے ملک میں قانون کی بالادستی ہے۔ جو ہر شخص کو آزادیٔ مذہب اور تبلیغ کی ضمانت دیتا ہے۔ ایک مذہب کا ایمان دوسرے کے نزدیک کفر ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپس میں برداشت کا مادہ ہونا چاہئے۔ میرا مشورہ ہے کہ اس آزادی کا غلط استعمال نہ ہو۔ تبلیغ کرنے والے میٹھی اور اتحاد کی زبان استعمال کریں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں خداتعالیٰ کا حکم ہے کہ "تو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بلا۔ اور اسی طریق سے جو سب سے اچھا ہے ان سے بحث کر"۔ (النحل:۱۲۶)

تمام مذاہب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دیتے ہیں اس لئے مذہبی رہنماؤں سے میری درخواست ہے کہ خرابیوں اور برائیوں کے خاتمہ کے لئے گورنمنٹ سے تعاون کریں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ مغربی افریقہ کے ممالک میں سکول اور ہسپتالز کے قیام میں پیش پیش ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ تنزانیہ میں بھی ایسے ادارہ جات کا قیام کریں۔ یہاں بہت گنجائش موجود ہے۔ ملک اور قوم کی بہتری کی کوششوں کو خوش آمدید کہا جائے گا۔

پس گورنمنٹ کو امید ہے کہ جماعت احمدیہ ملک و قوم کی خدمات کے لئے اپنی کوششوں میں مزید اضافہ کرے گی اور وہ اچھے کام جو آپ نے سالہاسال پہلے شروع کئے تھے ان کو جاری رکھیں گے اور اپنی تبلیغ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کا کام جاری رکھیں گے۔ اس موقع پر میں دیگر فرقوں کے لوگوں سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ قیام امن اور ملکی یکجہتی میں حصہ لیں۔ کیونکہ امن و سلامتی کے بغیر عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

آخر پر میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی صحت سلامتی اور کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔ ایک بار پھر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ عزت بخشی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابیوں پر کامیابیاں عطا فرمائے اور سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو"۔

(Mapenzi ya Mungu- November 1999 P.1)

کیا تم نے بھی اس کو دیکھا ہے

اک پردہ سیمیں پر لوگو
یہ چاند سا چہرہ کس کا ہے
روشن ان شہروں کی گلیاں
جن گلیوں میں وہ گھوما ہے
اسے عید کے چاند کے کنگن نے
جلتی آنکھوں سے ڈھونڈا ہے
اس دلہن جیسے شہر کو کیوں؟
تنہا جلنے کو چھوڑا ہے
گل پھول نچھاور کیا کرتے
وہ آپ بہاروں جیسا ہے
تم سوچ سکو تو سوچو اسے
کیا بتلاؤں وہ کیسا ہے
اک برق ہے وہ اک بادل ہے
اک دھوپ ہے وہ اک برکھا ہے
اک جلتا دیا روشن روشن
جو دل کے افق پہ رکھا ہے
وہ ایک دعا میرے دل کی
جسے میں نے خدا سے مانگا ہے
اک پیڑ گھنی چھاؤں جس کی
جگ اس کی گود میں بیٹھا ہے
وہ ایک مقدس لے جس نے
دل کے تاروں کو چھیڑا ہے
اک گیت نیا سنگیت نیا
اک سرمدی نغمہ ابھرا ہے
اک تاباں سورج جیسا ہے
جو آج افق پر چمکا ہے
اک سچ ہے حقیقت ہے عظمت
کیا تم نے بھی اس کو دیکھا ہے

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر)

خوشخبری۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کا جو سلیس اردو ترجمہ فرمایا ہے وہ خداتعالیٰ کے فضل سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر بکسٹال سے دستیاب ہوگا۔

جن ممالک کے امراء کرام نے ابھی اس کے لئے اپنے آرڈرز نہیں بھجوائے وہ جلد اپنے آرڈرز بھجوائیں تاکہ یہ بیش بہا خزانہ ان تک جلد از جلد پہنچایا جا سکے۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

MTA Programme from Page 31

03.10	Urdu Class with Hazoor Class No. 398 ®
04.40	Learning Danish
04.55	Children's Class With Hazoor
07.25	*German Mulaqat* Rec. 05.08.00®
08.35	Liqa Ma'al Arab with Hazoor ®
09.45	Urdu Class with Hazoor Class No. 398 ®
11.00	Indonesian Service: Various Programmes
13.00	Learning Chinese with Usman Chou Sahib
15.15	Friday Sermon Rec:11.08.00
16.30	Childrens' Class
17.00	German Service: Various Items
18.15	Urdu Class with Hazoor Class No.400 ®
19.45	Liqa Ma'al Arab with Hazoor ®
21.20	Dars ul Quran No.18

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

خلافت کے ساتھ فدائیت و محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنے انتخاب خلافت کے فوراً بعد وہاں موجود احباب سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اُس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو“۔

جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت، فدائیت اور وابستگی کی چند مثالیں روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۱؍اگست ۹۹ء میں مکرم امین احمد تنویر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد سعادت میں جب مَیں لاہور میں مقیم تھا تو حضورؓ کی طرف سے مجھے ارشاد پہنچا کہ آپ فوراً زیرہ پہنچ جائیں۔ جب یہ حکم پہنچا تو مَیں اسہال کی وجہ سے سخت بیمار اور بہت کمزور تھا۔ گھر والوں نے بھی کہا کہ اس حالت میں سفر خطرناک ہے لیکن مَیں نے تعمیل ارشاد میں توقف کرنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً سفر پر روانہ ہو گیا۔

حضرت چودھری نصراللہ خان صاحبؓ سے ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز سے کچھ عرصہ بعد پوچھا کہ آپ دین کی خدمت کیلئے کب وقف کریں گے؟۔ آپؓ نے عرض کیا کہ مَیں تو حاضر ہوں۔ چنانچہ آپؓ نے اپریل ۱۹۱۷ء میں وکالت کی پریکٹس ختم کر دی اور چند ماہ بعد قادیان میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

تحریک شدھی کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب اور حضرت چودھری نصراللہ خان صاحبؓ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت عرفانیؓ بیان کرتے ہیں ہمیں اکرن جانے کا حکم ملا۔ چودھری صاحب باوجودیکہ نحیف الجثہ تھے اور عمر کا آخری حصہ تھا لیکن یوپی کی خوفناک گرمی کے ایام میں وہ مجھ سے زیادہ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ میرے شریک کار ہوئے۔ پانی کی تکلیف، گرمی کی شدت، رہائش کی جگہ نہیں، چاروں طرف دشمن اور ریاست کے حکام اُن کے مددگار۔ مگر ہم اکرن میں اس طرح ڈٹے ہوئے تھے کہ حکام کو بھی حیرت ہوتی تھی۔

تحریک شدھی کے دوران حضورؓ نے ڈیڑھ سو سرفروشوں کو خدمت کے لئے طلب کیا اور فرمایا کہ ہر ایک کو تین مہینہ کے لئے زندگی وقف کرنی ہوگی اور ہم ان کو ایک پیسہ بھی خرچ کے لئے نہ دیں گے۔ جماعت نے انتہائی والہانہ رنگ میں حضورؓ کی تحریک پر لبیک کہا اور ڈیڑھ ہزار افراد نے اپنی خدمات پیش کر دیں جن میں مستورات اور بچے بھی شامل تھے۔ جن لوگوں کو میدان جہاد میں بھیجا گیا انہیں شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی دن تک چنوں پر گزارا کیا، نمک لگا کر روٹی کھالی، جہاں جگہ ملے وہاں سو گئے لیکن اُن علاقوں میں ڈٹے رہے جہاں اُن کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ جب لاہور کے امیر تھے تو آپؓ کو حضرت مصلح موعودؓ کا حکم ملا کہ احمدیہ ہوسٹل کے طلبہ کے ساتھ فوراً قادیان پہنچیں۔ چنانچہ آپ اُسی وقت روانہ ہوئے اور رات کو بٹالہ پہنچ گئے۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ رات بٹالہ میں گزار کر سحری کے وقت روانہ ہوں لیکن آپؓ نے کہا کہ حکم یہ ہے کہ ”فوراً قادیان پہنچیں“ اس میں تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ کہہ کر آپؓ روانہ ہوگئے اور دوسرے دوستوں نے بھی آپؓ کی پیروی کی اور اُن کو یہ تنبیہ بھی ہوگئی کہ خلیفہ وقت کے حکم کی تعمیل میں ذرا سی تاخیر بھی روا نہیں رکھنی چاہئے۔

قیام پاکستان کے وقت قادیان کی حفاظت کی خاطر جب احمدیوں کو حکم ملا کہ اپنے اپنے گھر میں ہی قیام رکھیں تو بہت سے احمدیوں نے حملہ کی یقینی خبر پانے کے باوجود امام کی اطاعت میں اپنی جانوں کو قربان کر دیا لیکن گھر نہیں چھوڑے۔ ۵۳ء میں جب احمدیت کے خلاف فساد برپا ہوا تو احمدیوں کو مرکز سے یہی حکم دوبارہ ملا چنانچہ راولپنڈی کے احمدیوں کو جب یہ پیشکش کی گئی کہ اُن کیلئے ایک محفوظ کیمپ قائم کر دیتے ہیں جس میں وہ منتقل ہو جائیں تو اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ وہ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل میں اپنے اپنے گھروں میں مر جانا منظور کر سکتے ہیں مگر کیمپ میں جانا منظور نہیں کر سکتے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نماز پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت، تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے (چھوڑنے) کیلئے کھڑے ہو جائیں“۔ (تفسیر کبیر۔ سورۃ نور)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار ایک مزدور کے بچے کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا جس نے کئی سالوں سے پیسہ پیسہ جمع کر کے ساڑھے تیرہ روپے جمع کئے تھے اور حضورؓ کی مساجد فنڈ کی تحریک سن کر یہ رقم حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دی۔

۱۹۳۰-۳۱ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے بڑی تنگی کا سال تھا جس میں قریباً اڑتالیس ہزار روپے کا قرض تھا جو اکتوبر ۱۹۳۱ء تک بہتر ہزار کے قریب جا پہنچا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ قرضے تھے۔ چنانچہ حضورؓ نے جماعت کو قرضہ بے باق کرنے کی خصوصی تحریک فرمائی تو جماعت نے تین ماہ کے اندر اندر چندہ خاص سمیت قریباً پونے دو لاکھ روپے اپنے آقا کے حضور پیش کر دیئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں..... اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اسی وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا“۔

حضورؓ نے ایک اور جگہ فرمایا: ”خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی“۔

تیرھویں صدی کے بزرگ علماء

تیرھویں صدی ہجری اکتوبر ۱۷۸۶ء سے اکتوبر ۱۸۸۴ء تک محیط ہے۔ اس صدی کے ایک نامور عالم محمد صدیق حسن خان نے ۱۸۷۴ء میں کہا تھا کہ اس صدی میں اسلام کا صرف نام اور کتاب اللہ کے صرف نقوش باقی رہ گئے ہیں۔ ایسے پُر ظلمت دور میں جو اولیاء افق ہند پر طلوع ہوئے اور لاکھوں سینوں میں ایمان کی شمعیں فروزاں کرنے کا باعث بنے وہ ملت اسلامیہ کے عظیم محسن تھے۔ ان ربانی علماء میں سے بعض کا ذکر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے اپنے مضمون میں کیا ہے جو روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۴؍ستمبر ۹۹ء کی زینت ہے۔

حضرت مولوی آل حسن موہانی صاحبؒ اپنے عہد کے زبردست متکلم اور ردّ عیسائیت کے مشہور مجاہدوں میں سے تھے۔ حیدرآباد دکن کے قاضی رہے۔ دو کتب آپکی علمی یادگار ہیں۔ ۱۷؍جولائی ۱۸۷۰ء کو وفات پائی۔ حضرت مسیح موعود نے ۱۹؍جولائی ۱۹۰۱ء کو آپؒ کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحبؒ خانوادہ صابریہ قادریہ و نظامیہ کے چشم و چراغ اور ملہم تھے۔ آپؒ پر باطنی قوت کی بدولت منکشف ہوا کہ قوم فرہنگ ہندوستان میں اس لئے حکمران کر دی گئی ہے کہ زمانہ امام مہدی علیہ السلام کا قریب ہے۔ ۱۸۷۳-۷۴ء میں وفات پائی۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ مجددی ۱۸۵۷ء میں ہجرت کر کے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ ۱۸۷۸ء میں مدینہ معظمہ میں وفات پائی۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ بھی آپؒ کی بیعت اور صحبت میں رہے اور آپؒ کے ذریعہ چالیس صحیح احادیث کا راوی بننے کا شرف بھی حاصل ہوا جو ستائیس واسطوں سے مسلسل و متصل و مرفوع صورت میں پہنچی تھیں۔

حضرت سید امیر صاحبؒ پیر کوٹھ شریف کی وفات ۴؍جنوری ۱۸۷۸ء کو ہوئی۔ آپ عارف کامل، تصوف و سلوک میں یکتا اور صاحب کشف و الہام تھے۔ آپ کی روایت ہے کہ ہر زمانے کا مجدد جب دار فنا سے دار بقا کو رحلت فرماتا ہے تو آئندہ ہونے والے مجدد کے متعلق اس کو بذریعہ الہام اطلاع ملتی ہے۔ آپؒ نے ۱۸۷۷ء میں کہا تھا کہ دوسرا مجدد پیدا ہو گیا ہے لیکن اس کے ظہور میں کچھ عرصہ باقی ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ مدرسہ دیوبند کے بانی تھے۔ ۱۴؍اپریل ۱۸۸۰ء کو وفات پائی۔ ساری زندگی غیر مسلموں کے ساتھ لسانی و قلمی جہاد میں گزاری۔ پادری تارا چند اور پنڈت دیانند بانی آریہ سماج کو میدان مناظرہ میں لاجواب کر دیا۔ آپؒ ہی کا ارشاد ہے کہ اَور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے، کوئی کمال ذاتی نہیں۔

حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحبؒ صاحبِ کشف و الہام اور صاحب کمالات بزرگ تھے۔ ۱۵؍فروری ۱۸۸۱ء کو وفات پائی۔ آپؒ پر قرآن اور سنت کے وعظ و ترویج کی پاداش میں کابل میں قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ لیکن پھر صرف درّے مارنے، سر اور ڈاڑھی مونڈھنے، منہ کالا کرنے اور گدھے پر سوار کرانے کے بعد دو سال قید میں رکھ کر پاپیادہ بغیر زادراہ کے پشاور کی طرف دھکیل دیا گیا۔ آپ امرتسر آکر آباد ہوئے اور یہاں بیش بہا خدمت دین کی توفیق پائی۔ حضرت حکیم مولانا

نورالدین صاحبؓ کو آپؒ سے بہت عقیدت تھی اور اپنی بیٹی امامہ آپکے بیٹے مولوی عبدالواحد غزنوی کے عقد میں دیدی۔ حضرت مسیح موعود کو بھی آپؒ سے محبت کا تعلق تھا۔ حضور نے ایک بار خیروی میں اور دوسری بار امرتسر میں آپؒ سے ملاقات کی۔ آپؒ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ مولوی صاحبؒ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے اپنے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے آپؒ کے بارہ میں لکھا: "ایک بزرگ غایت درجہ کے صالح جو مردانِ خدا میں سے تھے اور مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے بھی مشرف تھے اور بمرتبہ کمال اتباع سنت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب اور مدارج کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے تھے اور ان صادقوں اور راستبازوں میں سے تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے اور پرلے درجہ کے معمورالاوقات اور یادالٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے تھے......"

حضرت شیخ حافظ مفتی عبدالقیوم صاحبؒ بڑھانوی کی وفات ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔ آپ بھی ایک زمانہ میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے مرشد ہوئے۔ محدث، حنفی فقہاء کے اکابرین میں شمار ہوتے تھے۔ ریاست بھوپال میں افتاء کے عہدہ پر سرفراز رہے۔ الہامات اور کرامات سے نوازے گئے۔ آپؒ کو خاندان حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی یادگار اور بہترین نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحبؒ سیالوی نے ۲رجنوری ۱۸۸۳ء کو وفات پائی۔ آپؒ کے ذریعہ جلال پور اور گولڑہ کی خانقاہیں معرض وجود میں آئیں۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے ایک بار آپؒ کے بارہ میں فرمایا کہ کسی نے اُنکی نسبت کہا فقیر نہیں۔ مَیں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ وہاں ڈپٹی کمشنر یا تحصیلدار آتے ہیں تو مرغ پکتا ہے اور ہمارے لئے دال۔ مَیں نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو گھر میں کیا دیتا ہے؟ کہا روکھی سوکھی روٹی۔ اور ان تحصیلداروں اور ڈپٹیوں کو کیا دیتا ہے؟ کہا گوشت و پلاؤ۔ مَیں نے کہا کہ پھر حضرت خواجہ صاحبؒ پر اعتراض کرنے سے پہلے خدا پر اعتراض کروگے کہ اس کی جناب میں لحاظ داری ہے۔

الحاج حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانویؒ کے مریدوں کا سلسلہ پنجاب میں نہایت وسیع تھا۔ آپؒ کی وفات ۱۴رجنوری ۱۸۸۴ء کو ہوئی اور نماز جنازہ غائب قادیان میں بھی پڑھی گئی۔ "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے بعد اگر کوئی آپؒ کی خدمت میں مرید ہونے کو آتا تو فرماتے "سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں، جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کرو"۔ آپؒ ہی نے حضور اقدسؑ سے عرض کی:

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحیؒ فرنگی محل لکھنوی کا شمار معقولات اور منقولات کے متبحر علماء میں ہوتا ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے، علم و فتاویٰ میں یگانہ روزگار تھے اور دنیا بھر کے علماء اس میں آپ کی جلالت مرتبت کے معترف تھے۔ آپ نے فتویٰ دیا تھا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے۔ آپؒ کی وفات ۲۷ردسمبر ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار فرمایا: "مولوی عبدالحیؒ صاحب جنہوں نے اتباع سنت کیا ہے اور مجھے ان سے بہت محبت ہے ان کا مذہب توحید کا تھا وہ بدعات اور محدثات سے جدا رہتے تھے......"

......❁......❁......❁......

انٹرویو مکرم عبداللہ ناصر بوٹنگ صاحب

ماہنامہ "گائیڈنس" جولائی ۱۹۹۹ء میں مکرم عبداللہ ناصر بوٹنگ صاحب کا انٹرویو شائع ہوا ہے جو مکرم الحاج آدم داؤد صاحب نے قلمبند کیا ہے۔

مکرم بوٹنگ صاحب حال ہی میں غانا کے محکمہ تعلیم سے بحیثیت ڈائریکٹر ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ وہ احمدیہ مسلم مشن غانا کے ٹرسٹی، جماعت احمدیہ غانا کے سیکرٹری تعلیم اور اشانٹی ریجن کے صدر ہیں۔ آپ کا نام پہلے تھامس عبداللہ بوٹنگ تھا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دورہ افریقہ ۷۰ء کے دوران ناصر کا اضافہ فرمادیا۔ تاہم بعض لوگوں کا اصرار تھا کہ انہیں اپنے نام "تھامس" کو بدل لینا چاہئے۔ ۸۸ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ غانا کے دورہ پر تشریف لائے تو سالٹ پانڈ کی مجلس عرفان میں ایک احمدی نے سوال کیا کہ کیا ایک احمدی مسلمان کا نام تھامس عبداللہ بوٹنگ ہو سکتا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات اہم نہیں ہے کہ کسی احمدی کا نام کیا ہے بلکہ اہمیت اس امر کی ہے کہ اُس احمدی کا کردار کیا ہے۔

آپ اپنے پانچ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۶ردسمبر ۱۹۳۷ء کو اشانٹی کے ایک قصبہ میں ہوئی۔ آپ کے والد آپکی پیدائش سے چار ماہ پہلے وفات پاچکے تھے جبکہ آپکی والدہ بھی اُس وقت وفات پاگئیں جب آپ کی عمر صرف ایک سال تھی۔ آپ کی پرورش آپ کے ماموں نے کی جو ایک روایتی مذہب کے پیروکار تھے۔ ۴۴ء میں آپ کو سکول میں داخل کردیا گیا۔ ۵۵ء میں آپ نے "او۔لیول" اور ۵۷ء میں "اے۔لیول" کیا اور پھر بطور ٹیچر ملازمت اختیار کرلی۔ مئی ۵۸ء میں آپ کی تبدیلی تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی میں کردی گئی جہاں آپ نے جنرل سائنس کے مضمون کی تعلیم کا اجراء کیا۔ ستمبر ۵۸ء میں آپ نے مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی کالج آف غانا میں داخلہ لیا اور ۶۱ء میں گریجوایشن کرکے دوبارہ سکول میں پڑھانا شروع کیا لیکن جلد ہی تعلیم کے مضمون میں ڈپلومہ کرنے کے بعد کیمسٹری میں ماسٹر ڈگری حاصل کی اور پھر سکول میں پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۸۱ء میں آپ کو Winneba کے ڈائریکٹر کے طور پر ترقی دیدی گئی۔ آپ کو احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کے ہیڈماسٹر کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ محکمہ تعلیم میں بطور ڈائریکٹر اور ریجنل ڈائریکٹر لمبی خدمت کے علاوہ غانا کے سائنس کے اساتذہ کی ایسوسی ایشن کے مختلف عہدوں پر بھی کام کا موقعہ ملا۔ غانا کیمیکل سوسائٹی کے فیلو اور WAEC کے چیف ایگزیمنر بھی رہے۔

آپ کی پسندیدہ شخصیت حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کی تھی۔ جب ۱۹۶۹ء میں حضرت چودھری صاحب غانا تشریف لائے تو آپ کو کماسی میں اُن کے ترجمان کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ اگر آپ کو زندگی گزارنے کے لئے میدان عمل کے انتخاب کا موقعہ دیا جائے تو آپ ایک عالم اور مبلغ کے طور پر زندگی گزارنا پسند کریں گے۔

مکرم ناصر بوٹنگ صاحب نے کیمسٹری کی پانچ کتب تحریر کی ہیں جو محکمہ تعلیم کے نصاب میں شامل ہیں۔ نیز Twi زبان میں متعدد دینی کتب بھی رقم کی ہیں اور انگریزی میں بہت سے مضامین شائع کئے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ ملک میں بڑھتی ہوئی بدعنوانی میں بھی آپ کا نام ایک ایماندار افسر کے طور پر کیسے لیا جاتا ہے؟ آپ نے بتایا کہ لوگ اپنے مشاہدہ کے مطابق زندگی گزارتے ہیں جبکہ مَیں بچپن سے اس بات پر عمل پیرا رہا ہوں کہ اگر میرا انتہائی میں کیا ہوا کوئی عمل ظاہر ہونے پر مجھے شرمندہ کردے تو وہ عمل مجھے کرنا ہی نہیں چاہئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی کے پروگرام کے بارہ میں آپ نے بتایا کہ آپ کی خواہش ہے کہ غانا میں تبلیغ کیلئے اپنی طاقت صرف کریں خصوصاً اکان (Akan) بولنے والی قوم میں۔ نیز عام لوگوں کے دیگر مسائل بھی حل کئے جائیں مثلاً مزید سکول کھولے جائیں اور خدام الاحمدیہ کے تحت ایسے چھوٹے موٹل (Motel) قائم کئے جائیں جہاں حلال گوشت دستیاب ہو تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔

خدام کے نام آپ نے اپنے پیغام میں کہا کہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم حاصل کرنا اور اسے اپنے اوپر لاگو کرنا ضروری ہے یعنی اپنے کردار کی حفاظت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ کوئی شخص اپنے خالق کے ساتھ صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہی تعلق قائم کرسکتا ہے اور یہی زندگی کا مقصد ہے۔ شریعت ایک اخلاقی اور روحانی لائحہ عمل ہے جبکہ قوانین قدرت بھی دنیا میں لاگو ہیں۔ بھرپور کامیابی کے لئے دونوں سے استفادہ کرنا ضروری ہے اور استفادہ کرنے کے لئے دونوں کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور دونوں قوانین کے مطابق زندگی گزارنا ہی تقویٰ ہے۔

......❁......❁......❁......

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ

ماہنامہ "مصباح" اگست ۹۹ء میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے بعض خطوط مکرم امتہ الحفیظ جمن صاحبہ آف ہالینڈ نے نقل کرکے بھجوائے ہیں جن سے حضرت چودھری صاحب کی عظمت کردار اور اعلیٰ اخلاق کا انداز ہوتا ہے۔ مضمون نگار لکھتی ہیں کہ آپؓ نے ہمیشہ ہی میرے خط کا جواب دیا جو صاف ستھرا بڑے حروف پر مشتمل لیکن مختصر ہوتا تھا۔ ایک بار مَیں نے اپنی کسی مشکل کے دور ہونے کے لئے خط لکھا تو جواب آیا: "آپ ہر قسم کے سکھ، راحت، خوشی و محبت اور اطمینان کا مرکز خدا تعالیٰ کی ہی ذات کو اور اُس کی رضا کو بنائیں اور باقی سب تعلقات کو اُس کی رضا کے حصول کا ذریعہ شمار کریں۔ آپ کے لئے سکھ و چین کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ"۔ یقیناً ایسی نصیحت وہی کرسکتا ہے جس کا خود بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ یقین و اعتماد کا پختہ تعلق ہو۔

جب آپ عالمی عدالت انصاف کے صدر منتخب ہوکر ہالینڈ منتقل ہوگئے تو آپؓ کا نام تھا، عزت، دولت، شہرت سب کچھ تھا لیکن آپ کے اندر بے حد سادگی اور انکساری تھی۔ جماعت کے ہر ممبر کے ساتھ شفقت و ہمدردی پائی جاتی تھی۔ ایک بار رمضان میں مَیں نے کچھ نمک پارے آپؓ کی خدمت میں بھجوائے، ساتھ ہی دعا کے لئے خط لکھ دیا۔ آپؓ نے جواباً لکھا: "افطاری کا وقت عدالت میں ہی ہو جاتا ہے۔ ...... مَیں ایک عاجز، عاصی، پُرخطا اور نہایت کمزور انسان ہوں، خود دعاؤں کا محتاج ہوں۔ نہایت ممنون ہوں آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی ہیں۔ خاکسار کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اِن دنوں ٹانگ کے درد سے سخت لاچار ہوں۔ جمعہ کی نماز میں حاضری سے محروم ہوں اور وہ بھی رمضان المبارک کے مہینہ میں۔ یہ بھی ضرور کسی بھاری معصیت کا خمیازہ ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ جو مرقع مغفرت ہے اس عاجز پر لطف و بخشش کی نگاہ ڈالے۔ عفو و درگزر سے نوازے اور مسجد میں حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔" جو شخص ایک عام بندی کے سامنے ایسی دردمندانہ درخواست کرسکتا ہے اُس کا خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی و بے قراری سے دعا کرنے کا کیا انداز ہوگا!!۔

جب آپؓ نے نمک پارے قبول فرمالئے تو مَیں نے سوچا کہ آپؓ کو کھانا بناکر بھی بھیجنا چاہئے۔ سو ایسا ہی کیا۔ ایک بار تو آپؓ نے قبول فرمالیا لیکن دوسری بار ایک لمبا خط لکھ دیا جو آپؓ کی نیک سیرت کا ثبوت ہے، حالانکہ آپؓ ویسے ہی منع فرماسکتے تھے کہ کھانے بھجوانے کی ضرورت نہیں، آپؓ کا فرمانا سر آنکھوں پر ہوتا۔ لیکن آپؓ نے تحریر فرمایا: "مَیں ذیابیطس اور بعض دیگر عوارض میں مبتلا ہوں جو کہ بڑھتی عمر کا تقاضا ہیں۔ کھانے کے معاملہ میں شدید پرہیز کرنی پڑتی ہے۔ اگر کھانا استعمال کروں تو تکلیف میں پڑتا ہوں۔ نہ کروں تو کھانا ضائع ہوتا ہے جو خود ایک معصیت ہے...... اگر میرے ہاں میرے کنبے کے کوئی افراد ہوتے تو دونوں طرف سے یہ طریق بہت خوبی سے نبھ سکتا تھا لیکن موجودہ صورت میں یہ طریق یکطرفہ ہے۔ آپ کی نیت تو خاکسار کی خوشنودی ہے لیکن جو طریق میرے لئے بوجھ ہو وہ آپ کے لئے اطمینان و خوشی کا موجب نہیں ہوسکتا۔"

آپؓ کی شفقت اتنی زیادہ تھی کہ مَیں نے پھر کبھی کبھی آپؓ کے دفتر جانا شروع کردیا۔ خاص کر جب مجھے پتہ چلتا کہ آپ پاکستان تشریف لے جا رہے ہیں تو میرا کوئی نہ کوئی کام نکل آتا تھا۔ آپؓ نے ہمیشہ میرا کام خندہ پیشانی سے کیا باوجود اس کے کہ مَیں نے کبھی اپنے آنے کی اطلاع دی نہ اجازت لی۔ آپؓ کا دفتر Peace Palace میں تھا۔ یہ خوبصورت محل سیاحوں کا مرکز ہے۔ پہلی بار جب گئی تو دربان نے روک دیا۔ مَیں نے حضرت چودھری صاحبؓ کا نام لیا تو اُس نے مجھے آپؓ کے کمرہ تک پہنچادیا۔ پھر جب بھی جاتی وہ خود ہی حضرت چودھری صاحبؓ کا نام لے کر گیٹ کھول دیتا اور ایسے خوش ہوتا جیسے ایک نوکر اپنے آقا کو خوش کرکے ہوتا ہے۔ آپؓ ایشیائی ہونے کے باوجود بھی محل میں ہردلعزیز تھے۔ آپؓ عہدہ جلیلہ پر فائز تھے اور ایسے محل میں جہاں کا ادنیٰ ملازم بھی اعلیٰ قیمتی وردی میں ملبوس ہوتا ہے لیکن آپ بے حد سادہ لباس میں کام کرتے۔ ایک بار جب دفتر گئی تو دیکھا کہ آپؓ کی میز پر قرآن کریم کئی دیگر کتب کے درمیان کھلا پڑا ہے اور آپ نوٹ لکھ رہے ہیں۔ فرمایا: دفتر میں جب زیادہ کام نہیں ہوتا تو اپنے فالتو وقت میں مَیں اپنا جماعتی کام بھی یہیں کرلیتا ہوں۔ آجکل حضور نے میرے سپرد ایک کام کیا ہوا ہے۔ وہ کررہا ہوں۔ اس پر مجھے ایک سوال یاد آیا کہ بائبل اور قرآن کریم دونوں خداتعالیٰ کی کتابیں ہیں پھر ان میں کیا فرق ہے؟ آپؓ نے فرمایا: بائبل خداتعالیٰ کی کتاب ہے مگر قرآن کریم خداتعالیٰ کی کتاب بھی ہے اور خداتعالیٰ کا کلام بھی۔

حضرت چودھری صاحبؓ جب بھی لندن تشریف لے جاتے تو میرے میاں کو ایڈوانس رقم دے کر فرمایا کرتے کہ مَیں فلاں دن واپس آؤں گا، اتنا دودھ، اتنی بریڈ وغیرہ خرید کر میرے فلیٹ پر رکھ آنا۔ سو یہ ایسا ہی کرتے اور ساتھ ہی شاپنگ کی رسید اور بقیہ رقم بھی رکھ آتے۔ ایک دن وہاں کے مبلغ انچارج صاحب نے میرے میاں کو ایک سینٹ دیا اور بتایا کہ حضرت چودھری صاحبؓ نے یہ دے کر فرمایا تھا: یہ مکرم جمن بخش صاحب کو دیدیں، یہ ان کی طرف نکلتا ہے۔...... یہ کتنا اعلیٰ تقویٰ کا مقام ہے۔ کہ میرے میاں نے ایک سینٹ جو چینج (Change) نہ ہونے کی وجہ سے وہیں چھوڑ دیا تھا، وہ بھی واپس کردیا۔

۞ ۞ ۞

محترم الحاج ابراہیم عبدالقادر جگنی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۳؍ستمبر ۹۹ء میں جماعت احمدیہ گیمبیا کے ایک مخلص اور فدائی احمدی محترم الحاج ابراہیم عبدالقادر جگنی صاحب کا ذکر خیر مکرم ایم اے خورشید صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم جگنی صاحب کی پیدائش ۱۹۲۳ء کے لگ بھگ ہوئی۔ آپ کا تعلق قبیلہ Jahankey سے ہے جو اپنے علاقہ میں اسلام میں سند کا مقام رکھتا ہے۔ اس خاندان میں بہت سے معروف علماء پیدا ہوئے۔ اس خاندان کا پیشہ درس و تدریس رہا ہے اور یہ عربی نظام تعلیم کے حامی رہے ہیں۔ انگریزی مدارس سے دور رہ کر بچوں کی تعلیم دینی درسگاہوں میں مکمل کرواتے ہیں۔ محترم جگنی صاحب کے والد محترم اور دیگر بزرگ علاقہ کے عالم تھے جن کے پاس دور دراز سے طلبہ پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ آپ نے انہی بزرگوں سے قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ میں خصوصی مہارت حاصل کی اور آپ کا شمار ملک بھر میں چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا۔

جب احمدیت محترم جگنی صاحب کے علاقہ میں پہنچی تو دیگر علماء کی طرح آپ نے بھی سخت مخالفت کی۔ جب مخالفت سے جماعت کی ترقی نہ رُک سکی تو علماء کی ایک میٹنگ میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا اور فیصلہ ہوا کہ ایک وفد جماعت کے امیر سے ملاقات کے لئے بھیجا جائے۔ آپ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ وفد نے قریباً ایک سو سوالات تیار کئے اور یہ وفد محترم چودھری محمد شریف صاحب مرحوم امیر جماعت گیمبیا کے ہاں پہنچا۔ وفد نے محترم امیر صاحب کی طرف سے مہمان نوازی قبول نہیں کی اور محترم جگنی صاحب نے پہلا سوال کیا۔ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ آپکے سوال کا جواب قرآن کریم کی فلاں سورۃ کی فلاں آیت میں ہے۔ جب جگنی صاحب نے آیت پڑھی تو واقعی آپ کی تسلی ہوگئی۔ تین سوالات کرنے کے بعد آپ اپنی سعید فطرت کی وجہ سے جگنی صاحب حق کو پہچان گئے اور چند معلومات حاصل کرنے کے بعد جماعت کے خدام میں شامل ہوگئے۔

محترم جگنی صاحب کی قبول احمدیت کی خبر فوری طور پر ملک بھر میں پھیل گئی۔ آپ کو اپنوں اور بیگانوں نے محبت اور سختی سے سمجھایا لیکن آپ نے صداقت سے ہٹنے کی بجائے اپنی زندگی بطور واقف زندگی پیش کردی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلاف ہونے والے قتل کے ایک منصوبہ کا راز بھی کھول دیا۔ وہ یوں کہ آپ ایک علاقہ میں دعوت الی اللہ کے لئے گئے تو راستہ میں ایک عزیز سے ملاقات کی جس نے آپ کو عربی میں لکھا ہوا ایک خط دکھایا کیونکہ اُس جگہ کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو عربی پڑھ سکتا۔ خط کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارا بھائی ابراہیم کافر ہوگیا ہے اور آجکل وہ بصےؔ کے علاقہ میں احمدیوں کے لئے کام کررہا ہے، اُسے کسی طریقہ سے وہاں ہی قتل کروادو۔ جب آپ نے اپنے عزیز کو خط کے نفس مضمون سے آگاہ کیا تو وہ بہت شرمندہ ہوا۔

اسی طرح جب آپ فرافینی میں دعوت الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو مخالفین نے ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی لیا جائے اور یہ سب مل کر آپ کا کام تمام کردیں۔ مخالفین نے سارے منصوبے کی جزئیات بھی طے کرلیں۔ اتفاقاً اُن لوگوں میں سے ایک شخص ایک دوکاندار Pa Jafne کے پاس آیا جو اُس وقت احمدی تو نہ تھے لیکن احمدیت کی صداقت کے قائل تھے۔ باتوں باتوں میں اُس شخص کے منہ سے نکل گیا کہ فلاں دن الحاج جگنی کو ٹھکانے لگانے کا پروگرام بن چکا ہے۔ دوکاندار نے یہ بات فرافینی کے صدر جماعت کو بتادی جنہوں نے تھانے میں رپورٹ درج کروائی تو شریف النفس تھانیدار صاحب نے تفتیش کرتے ہوئے سب ملزموں کو تھانے میں بلالیا اور اُن کے اقرار جرم کرنے پر تنبیہہ کی کہ اگر الحاج جگنی کو کسی جگہ بھی کوئی نقصان پہنچا تو وہ موردالزام ٹھہرائے جائیں گے۔

الحاج جگنی صاحب بہت نیک اور بزرگ شخصیت تھے۔ تہجد گزار اور صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ الحاج ایف ایم سنگھاٹے کے گورنر جنرل بننے سے قبل آپ نے خواب دیکھی تھی جو بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اسی طرح ایک بار ایک علاقہ کے نمبردار نے آپ کو دعوت الی اللہ کرتے ہوئے دیکھ کر گاؤں سے نکل جانے کو کہا اور کہا کہ آئندہ مَیں تمہیں اس علاقہ میں نہ دیکھوں۔ آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ اللہ تمہیں اس قابل ہی نہ رہنے دے گا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد نمبردار کی بینائی ضائع ہوگئی۔

قبول احمدیت سے قبل آپ کو تعویذ گنڈے کا ماہر تسلیم کیا جاتا تھا اور لوگ دور دراز سے آپ کے پاس اس مقصد کیلئے آتے تھے۔ قبول احمدیت کے بعد آپ نے اس کام کو یکسر ختم کردیا۔ ایک بار سینیگال کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے تعویذ لینے کے لئے ایک خطیر رقم آپ کو پیش کی لیکن آپ نے اس کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ میرے نزدیک یہ کام حرام ہے۔

آپ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ خداتعالیٰ نے علم الکلام میں خصوصی مہارت بخشی تھی، سوال و جواب کی مجالس پر چھاجاتے تھے۔ گیمبیا کے علاوہ سینیگال اور گنی بساؤ کے جلسوں میں بھی جماعتی نمائندگی کرتے رہے۔ گیمبیا میں جماعتوں کی تقویت کیلئے آپ نے انتھک کام کیا۔ آپ کی زندگی تکلفات سے عاری اور اوصاف حمیدہ سے پُر تھی جن کے مخالفین بھی معترف تھے۔ آپکی وفات ۹۹ء میں عیدالفطر سے کچھ روز پہلے ہوئی تو ملک بھر سے احمدی اور غیر احمدی افسوس کیلئے حاضر ہوئے۔ سرکاری معززین میں سے بہت سے دیگر اہلکاروں کے علاوہ کمشنر علاقہ بھی تشریف لائے اور الحاج جگنی صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا۔

۞ ۞ ۞

حضرت رابعہ بصریؒ

حضرت رابعہ بصریؒ کے بارہ میں ایک مضمون ماہنامہ ''مصباح'' ستمبر ۹۹ء میں مکرمہ قرۃالعین صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت رابعہ بصریؒ ۷۱۳ء سے ۷۱۸ء کے درمیان پیدا ہوئیں۔ آپؒ علم و عرفان، مقام و مرتبے اور ریاضت و معرفت کے حوالہ سے ''مریم ثانی'' کہلائیں۔ جب پیدا ہوئیں تو والدین کی غربت کا عجب عالم تھا۔ گھر میں اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ آپؒ کو لپیٹا جاسکتا۔ نہ چراغ تھا نہ تیل۔ چونکہ تین بہنوں کے بعد تولد ہوئیں اس لئے رابعہ کہلائیں۔ اپنی ابتدائی عمر نہایت تنگ دستی میں بسر کی لیکن ہمیشہ خداتعالیٰ کا شکر کیا اور خداتعالیٰ سے بے غرضانہ محبت کی۔ روایت میں آپؒ کی ایک دعا ایسے منقول ہے: ''اے میرے مالک! ستارے چمک رہے ہیں اور آدمیوں کی آنکھیں نیند میں بند ہیں اور ہر کوئی اپنی اپنی خلوت میں ہے اور مَیں ہوں کہ یہاں اکیلی ہوں تیرے ساتھ۔ اے مالک! اگر مَیں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو تُو مجھے دوزخ میں جھونک دے۔ اور اگر مَیں جنت کی توقع میں تیری عبادت کرتی ہوں تو تُو مجھے جنت سے محروم کردے۔ لیکن اگر مَیں محض تیری ہی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو تُو مجھ سے اپنے لازوال حسن کو پوشیدہ نہ رکھیو۔''

ایک دفعہ موسم بہار میں آپؒ نے فرمایا: ''...... صانع کے تصور نے مجھے اُس کی مصنوعات سے بے نیاز کردیا ہے''۔

بعض لوگوں نے جب آپؒ سے آپکی گریہ و زاری کے حوالہ سے پوچھا تو فرمایا ''میرے سینے میں ایک مرض نہاں ہے کہ جس کا علاج نہ تو کسی طبیب کے بس میں ہے اور نہ وہ مرض تمہیں دکھائی دے سکتا ہے اور اس کا واحد علاج صرف وصال خداوندی ہے۔ اسی لئے مَیں مریضوں جیسی صورت بنائے ہوئے گریہ و زاری کرتی رہتی ہوں کہ شاید اسی سبب سے قیامت میں تکمیل تمنا ہوجائے''۔

حضرت مالک سے روایت ہے کہ ''ایک مرتبہ مَیں رابعہ کے یہاں پہنچا تو دیکھا ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا لوٹا ہے جس سے آپؒ وضو کرتی ہیں، ایک بوسیدہ چٹائی ہے جس پر اینٹ کا تکیہ بناکر استراحت فرماتی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مَیں مالدار دوستوں سے آپکے لئے طلب کروں۔ فرمایا: کیا اللہ مفلسوں کو اُن کے افلاس کی وجہ سے بھلا دے گا یا پھر امیروں کو اُن کی دولت کی وجہ سے یاد رکھے گا؟ ...... جو کچھ اُس کی مشیت ہے وہی ہماری بھی مرضی ہے''۔

ایک دفعہ ایسی بات کہنے والے کسی دوسرے سے فرمایا: ''مجھے طلب غیر سے اس لئے حیا آتی ہے کہ مالکِ دنیا تو خدا ہے اور دنیا کو ہر شے عاریتاً دی گئی ہے اور جس کے پاس ہر شے خود عاریتاً ہو اس سے کچھ طلب کرنا باعث ندامت ہے''۔

۞ ۞ ۞

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۴؍اگست ۹۹ء میں شامل اشاعت محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایک خوبصورت نظم کے تین اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

ہزاروں لاکھوں بھی تُو نے بھیجے ترے کرم سے کروڑ آئے
تری محبت میں جانِ جاناں! یہ ساری دنیا کو چھوڑ آئے
جو نیک فطرت ہیں آرہے ہیں توازنِ حق بڑھا رہے ہیں
خدا کا منشا ہے ساری دنیا کا اصل آئے نچوڑ آئے
زمانہ کروٹ پلٹ رہا ہے جہاں ادھر کو الٹ رہا ہے
عدو سے کہہ دو کہ حق سے ٹکرا کے سر وہ اپنا نہ پھوڑ آئے

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

31/07/2000 – 13/08/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 31st July 2000

00.00	Repeat of Sundays Jalsa Proceedings
06.00	Repeat of Sundays Jalsa Proceedings
06.30	Childrens Corner 'Kudak' No. 36
10.00	Urdu Class: Lesson No.384 ®
12.15	*Rencontre Avec Les Francophones*
13.50	Bengali Service: Various Items
14.50	Q/A in Yogyakarta, Rec.24.06.00
16.55	German Service: Various Programmes
18.30	Urdu Class: Lesson No. 385
19.50	Q/A Session Rec.24.06.00 in Yogyakarta
21.50	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat

Tuesday 1st August 2000

00.30	Children's Corner: ® With Hazoor
01.00	Q/A Session: Rec.24.06.00 - Yogyakarta
03.50	Urdu Class: Lesson No.370 ® Rec:9/4/98
07.10	Friday Sermon: Rec: 08.10.99
08.20	Q/A Session :Rec.24.06.00 in Indonesia
09.55	Urdu Class: Lesson No.385 ®
12.35	Le Francais C'est Facile: Lesson No.1
13.00	*Bengali Mulaqat* Rec:25.07.00
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Address by Hazoor J/S Indonesia 2000
16.55	German Service: Various Items
18.10	Urdu Class: Lesson No.386
19.50	Liqaa Ma'al Arab
20.50	MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 7
22.15	*Address by Huzoor J/S Indonesia*

Wednesday 2nd August 2000

00.40	Children's Corner: Yassernal Quran No.57
01.00	Address by HuzoorJ/S Indonesia 2000®
02.00	*Bengali Mulaqat: Rec.25.07.00*
03.00	Urdu Class: Lesson No.386 ®
04.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.1 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.114 ®
06.35	Children's Corner: Yassernal Quran ®
06.50	Swahili Programme: No.13
08.40	Address by Huzoor J/S Indonesia 2000®
09.50	Urdu Class: Lesson No.386 ®
12.35	Urdu Asbaab: Lesson No.8
13.05	*Atfal Mulaqat: Rec 26.07.00*
14.05	Bengali Service: Various Items
15.05	Q/A with Hazoor in Jakarta Rec 29.06.00
16.15	Urdu Asbaaq: Lesson No.8
17.00	German Service: Various Items
18.10	Urdu Class: Lesson No.387
19.40	Liqaa Ma'al Arab:
22.20	Q/A with Hazoor in Jakarta ®
23.30	Urdu Asbaaq: Lesson No.8 ®

Thursday 3rd August 2000

00.35	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog.
01.05	Q/A With Hazoor in Jakarta
02.00	*Atfal Mulaqat: Rec 26.07.00* ®
03.10	Urdu Class: Lesson No.387 ®
04.50	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.115 ®
07.10	Sindhi Item: Friday Sermon Rec.26.02.96
08.15	Lajna Magazine: Perahan
08.30	Q/A with Hazoor in Jakarta
09.30	Urdu Class: Lesson No.387 ®
12.45	Learning Arabic: Lesson No.53
13.0	*Liqaa Ma'al Arab:*
14.05	Bengali Service: F/ S: rec. 15.4.94
15.05	Homeopathy Lecture by Huzoor(New): From Indonesia
16.10	Children's Corner: Lesson No.58
16.55	German Service: Various Items
18.15	Urdu Class: Lesson No.388
19.30	Liqaa Ma'al Arab:
20.45	Tabarukaat:Speech J/S Rabwah
22.05	Quiz History of Ahmadiyyat: No.49
22.20	Homeopathy Lecture: Rec.6.7.00
23.40	Learning Arabic: Lesson No.53®

Friday 4th August 2000

00.50	Children's Corner: Yassarnal Quran
01.15	*Liqaa Ma'al Arab:* ®
02.15	Tabarukaat: Speech J/S Rabwah.®
03.05	Urdu Class: Lesson No.388 ®
04.50	Homeopathy Lecture:Rec.6.7.00 - Indonesia
06.40	Children's Corner: Yassarnal Quran ®
07.55	Friday Sermon: Rec.15.10.98
08.45	Homoepathy Class: Rec.6.7.00 - Indonesia
09.45	Urdu Class : Lesson No.388 ®
11.30	Begali Service: Various Items
13.00	Friday Sermon Live
14.25	Majlis Irfan: Rec. 21.07.00
15.30	Friday Sermon: Rec.04.08.00
17.00	German Service.
18.30	Urdu Class: Lesson No.389
19.50	Liqaa Ma'al Arab:
20.50	Belgian Programme: Children's Class
21.50	Friday Sermon: Rec.04.08.00
22.55	Majlis Irfan: Rec.21.07.00

Saturday 5th August 2000

00.40	Children's Corner: Canada
01.10	Liqaa Ma'al Arab:
02.10	Friday Sermon: Rec.4.8.00
03.15	Urdu Class: Lesson No.389 ®
05.00	Majlis Irfan: With Hazoor – Rec.21.7.00
07.25	Mauritian Prog: Activities Du Jama'at
08.40	Liqaa Ma'al Arab:
09.40	Urdu Class: Lesson No.389 ®
12.40	Learning Danish: Lesson No.37
13.10	Mulaqat: With German Friends
14.10	Bengali Service: Various Items
16.00	Children's Class: With Hazoor Rec:5.8.00
18.20	Urdu Class: No.390
19.50	Liqaa Ma'al Arab:
21.30	Children's Class With Hazoor Rec.5.8.00
22.55	Mulaqat: With German Speaking Friends

Sunday 6th August 2000

01.10	Liqa Ma'al Arab: ®
02.10	Canadian Horizons
03.10	Urdu Class: Lesson No.390 ®
04.40	Learning Danish: Lesson No.34 ®
04.55	Children's Class: With Hazoor
07.25	*German Mulaqat*®
08.35	Liqa Ma'al Arab: ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.390 ®
11.00	Indonesian Service: Various Programmes
12.40	Learning Chinese With Usman Chou Sahib
13.10	Mulaqat: Young Lajna: Rec.30.07.00
14.10	Bengali Service: Various Programmes
15.15	Friday Sermon: Rec.28.07.00
16.30	Childrens' Class
17.00	German Service: Various Items
18.15	Urdu Class: Lesson No.391
19.45	Liqa Ma'al Arab:
21.20	Dars ul Quran Class No.17
22.50	Mulaqat: Young Lajna Rec:30.07.00®

Monday 7th August 2000

00.35	Childrens Corner with Hazoor
01.05	Liq'aa Ma'al Arab:
03.00	Urdu Class: Lesson No.391 ®
04.15	Malfoozat
05.00	Mulaqat with Hazoor- Young Lajna
06.40	Childrens Corner 'Kudak' No. 37
08.40	Liqaa Ma'al Arab:
09.45	Urdu Class: Lesson No.391 ®
11.00	FridaySermon with Indonesian Translation
13.10	*Rencontre Avec Les Francophones*
14.10	Bengali Service: Various Items
15.10	Homeopathy Class No. 142 with Hazoor
16.20	Childrens Corner Class No. 82 First Part
16.55	German Service: Various Programmes
18.10	Urdu Class: Lesson No. 392
19.30	Liqaa Ma'al Arab:
21.00	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat
22.00	Islamic Teachings Programme No. 12

Tuesday 8th August 2000

00.40	Children's Class: With Hazoor
01.10	Liqaa Ma'al Arab:
03.50	Urdu Class: Lesson No.392 ®
05.00	*Rencontre Avec Les Francophones*
07.05	Friday Sermon: Rec: 10.12.99
08.35	Liqaa Ma'al Arab:
09.45	Urdu Class: Lesson No.392 ®
11.00	Indonesian Service: Various Programmes
12.35	Le Francais C'est Facile: Lesson No.2
13.00	*Bengali Mulaqat* Rec:1.8.00
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Tarjumatal Quran Class No. 114
17.00	German Service: Various Items
18.10	Urdu Class: Lesson No.393
18.25	Liqaa Ma'al Arab:
20.20	MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 7
20.50	*Bengali Mulaqat:Rec. 25.07.00*
22.20	Tarjumatal Quran Class No. 114
23.30	Learning French

Wednesday 9th August 2000

00.55	Liqaa Ma'al Arab: ®
02.0	*Bengali Mulaqat: Rec.01.08.00*
03.00	Urdu Class: Lesson No.393 ®
04.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®
04.50	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.115
06.50	Swahili Programme
08.45	Liqaa Ma'al Arab:
09.50	Urdu Class: Lesson No.393 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.35	Urdu Asbaaq: Lesson No.9
13.05	*Atfal Mulaqat: Rec 02.08.00*
14.05	Bengali Service: Various Items
15.10	Tarjumatal Quran Class No.116
16.15	Urdu Asbaaq: Lesson No.9
17.55	German Service: Various Items
18.25	Urdu Class: Lesson No.394
19.40	Liqa Ma'al Arab:
21.00	*Mulaqat: Atfal-ul-Ahmadiyya* ®
22.27	Tarjumatal Class with Hazoor Class No.116
23.30	Urdu Asbaaq: Lesson No.9 ®

Thursday 10th August 2000

00.35	Children's Corner
01.10	Liqaa Ma'al Arab:
02.10	*Atfal Mulaqat: Rec 02.08.00* ®
03.10	Urdu Class: Lesson No.394 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.115 ®
07.10	Sindhi Item: Friday Sermon Rec.05.03.99
07.45	Liqaa Ma'al Arab:
09.45	Urdu Class: Lesson No.394 ®
11.00	Indonesian Service: Various Items
12.40	Learning Arabic: Lesson No.54
13.00	*Liqaa Ma'al Arab with Hazoor*
14.00	Bengali Service: F/S: Rec. 22.4.94
15.05	Homeopathy Class by Huzoor: Rec.04.03.96
16.10	Children's Corner
16.55	German Service: Various Items
18.10	Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.396
19.40	Liqaa Ma'al Arab:
20.40	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.00	Tabarukaat:Speech J/S Rabwah
21.50	Quiz History of Ahmadiyyat: No.50
22.30	Homeopathy Class: Rec.13.03.96
23.40	Learning Arabic: Lesson No.54®

Friday 11th August 2000

00.45	Children's Corner: The Holy Quran No.1
01.15	*Liqaa Ma'al Arab:*
02.15	Tabarukaat: Speech J/S Rabwah.®
03.00	Urdu Class: Lesson No.396 ®
04.30	Learning Arabic Lesson No. 54
04.50	Homeopathy Class with Hazoor:No.145
06.40	Children's Corner: The Holy Quran No. 1
07.55	Friday Sermon: Rec.22.10.99
08.35	Liqaa Ma'al Arab:
09.40	Urdu Class with Hazoor: Lesson No.396 ®
10.50	Indonesian Service: Various Programmes
11.20	Begali Service: Various Items
13.00	Friday Sermon with Hazoor.
14.30	Majlis Irfan: Rec. 04.08.00
15.35	Friday Sermon: Rec.11.08.00
16.35	Children's Corner Canada Class No. 25 Pt2
17.05	German Service
18.30	Urdu Class: Lesson No.397
19.50	Liqaa Ma'al Arab:
21.45	Friday Sermon: Rec.04.08.00
22.55	Majlis Irfan with Hazoor

Saturday 12th August 2000

00.40	Children's Corner: Canada Class No.25
01.11	Liqaa Ma'al Arab:
02.15	Friday Sermon: Rec.11.08.00
03.16	Urdu Class: Lesson No.397 ®
05.00	Majlis Irfan: With Hazoor – Rec.04.08.00
06.40	Childrens Corner Canada Class No. 25
07.30	Mauritian Program: J/S de Maurice
08.40	Liqaa Ma'al Arab:
09.45	Urdu Class: Lesson No.397 ®
10.55	Indonesian Programme
12.30	Learning Danish: Lesson No.38
13.00	Mulaqat: With German Friends
14.00	Bengali Service: Various Items
16.00	Children's Class: With Hazoor Rec:12.8.00
17.00	German Service
18.20	Urdu Class: No.398 ®
19.40	Liqaa Ma'al Arab:
21.30	Children's Class With Hazoor Rec.12.08.00
23.00	Mulaqat: With German Speaking Friends

Sunday 13th August 2000

01.10	Liqa Ma'al Arab: ®
02.10	Canadian Horizons

See page 27

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 Friday, July 28 & Augut 4, 2000 Issue No. 30-31

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

ملت اسلامیہ کی عبرتناک حالت اور انتظار مہدی و عیسیٰ

جناب پروفیسر رعیت علی صاحب گورنمنٹ کالج آف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ ملت اسلامیہ کی حالت زار کا عبرتناک نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اس وقت عالمی سطح پر ملت اسلامیہ ایک کڑے مرحلے سے گزر رہی ہے۔ اغیار کی ریشہ دوانیوں اور نااہل سیاسی قیادت کی بداعمالیوں نے ملت اسلامیہ کے مقدر کو تاریک بنادیا ہے۔ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مظلومیت کی زندگی اہلِ اسلام گزار رہے ہیں۔ کہیں اسلام دشمن قومیں مسلمانوں کا سیاسی، جغرافیائی اور تہذیبی وجود ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں۔ کہیں مسلمانوں کی باہمی ناچاقی ان کی تباہی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ اور کہیں اسلام بیزار بالادست طبقے ظلم و جبر نے ملت اسلامیہ کے غریب طبقات کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ جہاں تک اہل اسلام کی اخلاقی اور تہذیبی زندگی کا تعلق ہے اس حوالے سے بھی ملتِ اسلامیہ کی صورت حال کچھ تسلی بخش نہیں ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں نے عالم اسلام کے خلاف ثقافتی جنگ کا محاذ کھولا ہے۔ اس محاذ پر دشمن پوری طرح کامیاب ہے۔ فحش ادبیات، فحش فلموں، عریاں تصویروں اور فحش ریکارڈنگ نے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کے دل سے ایمان اور پاکیزہ سیرت کی سپرٹ نکال دی ہے اور یہ قوم آوارہ تاریخ کے اس مرحلے کی منتظر ہے کہ عذابِ الٰہی کا حکم کب صادر ہوتا ہے۔ اعلیٰ تہذیبی اور اخلاقی اوصاف مسلم معاشرے (عالمی اسلامی معاشرے) سے رخصت ہو چکے ہیں۔ پوری امتِ اسلامیہ ہمہ پہلو قیادت کے بحران سے دو چار ہے۔ پالیسی سازی کا عمل تعطل کا شکار ہو چکا ہے۔ اور اسلام دشمن طاقتیں پوری آزادی سے اس ملت کے خاتمے کے پروگرام پر عمل درآمد کر رہی ہیں۔ معاشی میدان میں ایک آدھ اسلامی ملک کے سوا باقی تمام اسلامی ریاستیں طاقتور عالمی مالیاتی اداروں کی مالیاتی گرفت میں ہیں۔ سائنسی اور تکنیکی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ اہتمام نہیں۔ اور سائنسی تکنیکی ریسرچ کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ملت کے عبقری دیگر ممالک میں ہجرت کر جاتے ہیں۔ ٹیکنالوجی میں ملت کی پسماندگی نے اسے جدید عالمی، سائنسی اور معاشی دوڑ میں برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا ہے۔

قصہ مختصر پوری "ملتِ اسلامیہ" اس وقت ذلیل و خوار ہے۔ اس کا شاندار ماضی اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ نوجوان اسلامی نظام تربیت نہ ہونے کی بنا پر اپنے اصل مشن سے دور ہو چکے ہیں۔ عیاشی، لذت پرستی اور تن آسانی نے ان کے وجود سے خالد و طارق کی روح نکال دی ہے۔ قرآن کے قوانین پر لیکچر بہت دئے جاتے ہیں مگر عمل صفر ہے۔ قانونِ مکافاتِ عمل اور قانونِ تاریخ کے نافذ ہونے کا وقت آچکا ہے۔ یہ مرحلہ "ملت اسلامیہ" کے ساتھ ساتھ پوری مادہ پرست انسانیت کی تباہی کا مرحلہ ہے اور اس وقت عالمی سطح پر اسلامی انقلاب کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ ظہورِ قیامتِ کبریٰ سے پہلے قیامت صغریٰ تیسری عالمی جوہری جنگ کی شکل میں برپا ہوگی۔ اور جدید روحانیت سے ناآشنا تہذیب کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح امریکی دانشور کی پیشگوئی، یعنی اختتام تاریخ ۱۰۰ فیصد حد تک پوری ہو جائے گی۔ تقدیر کا قاضی فیصلہ صادر کرنے سے پہلے اسلامی انقلاب کا منتظر ہے کہ شاید یہ "ملتِ اسلامیہ" عالمگیر ہلاکت سے بچ جائے"۔

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور۔ ۲۱/ جنوری ۲۰۰۰ء صفحہ ۱۲)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیسویں صدی کے آغاز ہی میں صدائے ربانی بن کر مسلمانانِ عالم کو زبردست انتباہ فرمادیا تھا کہ۔

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی اب آگیا ہفتم ہزار
اس کے آتے آتے دیں کا ہو گیا قصہ تمام
کیا وہ تب آئے گا جب دیکھے گا اس دیں کا مزار

☆......☆......☆

جعلی مہدی، خیالی لشکر اور کاغذی معرکہ سے متعلق عجیب و غریب "انکشاف"

روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد ۹/ مئی ۲۰۰۰ء صفحہ ۶ کی دلچسپ خبر:

"تنظیم اسلامی کے نائب امیر اور ڈاکٹر اسرار احمد کے فرزند جانشین حافظ عاکف سعید نے اوصاف کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ......شاہ فہد کے انتقال کے بعد امریکہ کی پوری کوشش ہوگی کہ وہ شہزادہ عبداللہ کی بجائے کسی اور کو سعودی عرب کا بادشاہ بنائے......امریکہ پوری کوشش کرے گا کہ شہزادہ عبداللہ کو ہٹا کر اپنا پسندیدہ شخص آگے لایا جائے۔ لیکن شہزادہ عبداللہ سعودی عرب میں بہت مقبول ہیں اور وہ آرمی کے سب سے مضبوط شعبے "حرث الوطنی" کے کمانڈر بھی ہیں۔ اس پر جھگڑا شروع ہو جائے گا اور امام مہدی کا ظہور بھی ہوگا اور ....امام مہدی کی مدد کے لئے لشکر مشرق یعنی افغانستان سے چلیں گے اور کفر و اسلام کے مابین فیصلہ کن معرکہ لڑا جائے گا اور پھر قیامت برپا ہو جائے گی"۔

ان الفاظ میں جس خود ساختہ امام مہدی کے ظہور اور کارنامہ کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اس پر جناب اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پوری طرح چسپاں ہوتا ہے۔

کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
پیدا ہوئے، بی اے کیا، پنشن ملی، پھر مر گئے

☆......☆......☆

حضرت مہدیِ دوراں علیہ السلام کا پرُجلال اور پرُشوکت اعلان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے ۹۵ سال قبل ۱۴/ اپریل ۱۹۰۵ء مخالف علماء پر اتمام حجت کے لئے "الدعوت" کے نام سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں یہ پرجلال اور پرشوکت اعلان فرمایا کہ:

"دیکھو کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبوں کی انجیل میں ہے کہ مسیح کے وقت میں مری پڑے گی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرے گا اور سخت زلزلے آئیں گے۔ پس تم نے ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ان دونوں منصبوں کا مدعی میں ہوں جو تم میں اس وقت پچیس سال سے موجود ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار کرو گے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے۔ نہ وہ کہ جس کا ابھی دنیا میں نام و نشان نہیں۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں بلکہ صلح کے لئے آیا ہوں مگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آچکا۔ وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے۔........ خدا کے دن آ گئے اور آسمان تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جن کی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی۔ مبارک وہ جو میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱)

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
میں اگر کاذب ہوں کذابوں کی دیکھوں گا سزا
پر اگر صادق ہوں پھر کیا عذر ہے روزِ شمار

(مسیح موعودؑ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔